

دین دل

Rajguru
DEOBAND
U.P.



سید عاصمی و فضل عثمانی
(دعا مسلسل)

تجھی دیوبند

شماره ۳ ماهنامہ
جنوری نومبر ۱۹۵۴ء
جلد اول

ہر انگریزی ہمینے کے پہلے ہڈی شائع ہوتا ہے
عام سالانہ قیمت پائیج روپے فی پرچہ رار
خصلتیں دس سے پہلیں تک بمعاونین کی پہلیں تو سو تک
خصلتیں دس سے پہلیں تک بمعاونین کی سو تک

بافت ماہ اپریل ۱۹۵۴ء

نمبر	صاحب مضمون	مضمون	نمبر
۱	آفسیزخن	-	۱
۲	حضرت اللہ علیہ وسلم	-	۲
۳	تجھی کی ڈاک	-	۳
۴	انول ہیکل	-	۴
۵	تجھی سے مخلکہ تک	-	۵
۶	حضرت عبداللہ بن سوڈ	-	۶
۷	قرآن کی جزوی تقسیم	-	۷
۸	امن خدا کی حکایت کے تجزیہ مکن ہے	-	۸
۹	کوئی کھوٹے	-	۹
۱۰	منظومات	-	۱۰

پاکستانی حضرات:- پاکستانی حضرة فوجی کے پیغمبر مسیح بریتیہ فرجی کو بعد فرمادیں سال جلوی جو جلوی کا پتہ یہ:- جماشیع فوجی مسلم اللہ حضرة فوجی کے جلیل لائز کراچی (پاکستان)

ترتیب دینے والے
عاصمہ عثمانی
زیرِ فضل عثمانی
فاضلین دیوبند

ترویج زردار خط و کتابت کلبہ
دفتر تحریک دیوبند ضلع سہارنپور (وپی)

تمر عثمانی نے شرائید پبلش نے "محبوب المطاع پرسیں" دہلی سے چھپا اک اپنے دفتر تحریک دیوبند سے شائع کیا۔

یہ قدم قدم بلا کیس سواد کوئی جاناس وہ ہیں کو لوٹ جائے جسے زندگی ہو پا ری

اعزیز

ہر بُو الہوں کے وال سطے دار در سن کہاں

آن ماہش :-

لہلار و تعب میں بیٹلا کرے گا۔ آندھیاں اٹھیں گی۔ طوفان غُڑاں ہیں گے۔ باطل کا اقتدار خوفناک تھیا روس سے سچ بن کر چڑھائی کرے گا اور ہیں وہ وقت پہنچا جب مکروہ اور نمائشی اور بے ہمت میدان سے منعہ موڑ جائیں گے۔ اوس پہنچے حق پرست سینہ تان کر آگے ہی آگے بڑھیں گے۔ زخم کھائیں گے مزتریں ہیں گے لیکن مزدود موڑیں گے۔ فتح و شکست حقیقت میں ہماہ ہوئی حق کا سیپاہیں۔ چہا میں جتنا اور بارنا تو تلویزی درجہ کی بات ہے۔ جو سو فیضی اللہ کی مرضی اور فصلہ پر خصربے۔ مجاہد حق صرف یہ دیکھنے ہے کہ باطل سے جنگ کرتے ہوئے وہ کس حد تک اپنی قوت اور وسائلی کو استعمال کر سکتا ہے۔ اگر اس نے اپنے امکان کی خدا تک اپنی قوتیں صرف کر دیں تو تجویں خواہ شکست ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن حق کی بارگاہ میں وہ فلاح اور کامیاب ہے۔ عام بندگان خدا کا نوز کر کیا دنیا حلیہ الصلوٰۃ دلسلام میں سے کتنے ہی ایسے گذے ہیں کہ باطل کا انتیغیر کرنے میں انھیں بظاہر سب فیضی بھی کیا جائیں ہیں ہوتی۔ چند دو فراد بھی ان کے پیغام حق سے یقین ہیں ہوئے بلکہ قدم پہنچا تو انہوں اور ناکامیوں سے دوچارہ کروہ دنیا سے چل بیٹے اور مذاہی اعتبار سے شکست ہی ان کا حصہ رہی۔ لیکن کیا کوئی حقیقت شناس کہہ سکتا ہے کہ ان کی شکست ناکامی ناماری کے ہم سمجھی ہے؟

اس روشنی میں دیکھا جائے تو جماعتِ اسلامی کے افراد کی گرفتاری نصروف یہ کہ بے حقیقت اور بھوئی ترو و اقدار ہے۔ بلکہ سنت اللہ کی تکمیل کے سلسلہ میں اسے پہنچا ہی چاہئے تھا۔ یہ

جماعتِ اسلامی ہند کے سربرا آور دادا افراد کی گرفتاریوں کا حال ناگزیر ہے یعنی اخبارات میں پڑھنے کیوں نہیں اور مختلف اجنبیات درسائی نے اس واقعہ پر جن تاثرات کا انہیا راز بایوقلم سے کیا دہ بھی انظر سے گزر جکا ہے۔ ہم اسے لیے اس سلسلہ میں کوئی خاص بنا پہنچ کے قابل نہیں رہا گئی۔ دنیٰ الحقيقة یہ کہ ان ایسا ہم ترو و اقدار ہے کہ جس پر سلسہ پیغمبر اکف اور احتجاج کرنا مزدوري ترا رادیا جائے۔ جو لوگ تائیگی حقائق سے واقعہ ہیں اور قرآنی آیات پر نظر رکھتے ہیں انہیں خوب علم ہے کہ حق کی تبلیغ کرنے والوں کا راستہ پھیلتے شعلوں، کامنوں اور طوق دلساں سے ہو گزدرا ہے۔ اس وقت بھی جب انسان علم و تہذیب کی روشنی سے کافی حد تک بہرہ و دردختا۔ انسیاں علیہ الصلوٰۃ دلسلام پر طبع طرح کے مظالم و حکایتے گئے انہیں تبلیغ کیا گیا۔ اور اس وقت بھی جب انسان کے دل و دماغ علم و تہذیب کی روشنی سے بہرہ در ہو چکے۔ ہدایت کا راستہ بتانے والوں کو تخلیفیں دی گئیں۔ کچھ لگایا۔ خاتم النبیین سردو کونینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادا ہی ولی کی جائیدار کہ کا ایک ایک واقعہ ہائے سائنس پر نظر مطعن۔ زد و کوب تہذیب تحریص، گایا ہاں، دھمکیاں، کوئی چیز ایسی تھی جس سے اس بادی برحق کا راستہ نہیں روکا گیا۔ پھر حنبل بن عباس الطیع و لوگوں نے اسکے پیغام کو حق تسلیم کر لیا ان پر بھی خداوند ان باطل نے کیا کیا تم نہیں توڑے۔ یہ سنت اللہ غالباً ازلی و ابدی ہے کہ حق کے پرستار جب بھی باطل کو مٹانے اور حق کی شعلہ جلانے چلیں گے اللہ تعالیٰ انھیں

تیار ہنا چاہئے۔

عکر اون سے پوچھا جا سکتا ہے کہ انسان کے بن و اگر تمہارے اپنے بنا کے ہوئے قانون ہیں۔ باقی حق جو تم نہیں ہے تو بتاؤ جماعتِ اسلامی کے افراد نے کوئی شادی جرم کیا ہے جس کی پادشاہی حکم اخیں تذیرہ زندگان کی رہی ہے۔ تم خود بھی غائب الشوراء، نیکی و خالق کے تو قائل ہو۔ یہ دوسرا بات ہے کہ تمہارے اعتقادوں کو ہر خیال اللہ کی تہواری رہ جو ہے۔ تمہارا ذریعہ نظرِ مختلف ہے۔ لیکن منزدِ حق اور دیجی ہے تو جماعتِ اسلامی کے افراد کی ہے۔ مرنے کے بعد کامیابی کی ملکی اور مددگار تہوار بھی صفحہ فخر ہے۔ اس منزدِ مقصود ہے سچے کے لئے اُن کو کچھ لوگ دلیل برداں کے ذریعہ تہیں ایک صحیح ترین و قریب ترین راستہ بتاتے ہیں تو یہ تو قریبِ حق ہے کہ تم ان کی دلیلِ شفافیت ان کی بات صحیح نہ ہو۔ اخیں چھڑا دو۔ لیکن یہ کہاں کا الفاظ ہے کہ زخمی ہیں اور طوق و سلاسل سے کران پر ٹوٹ پڑو۔ خیریت بد امنی کا لازم لگاؤ۔ جرم و خاطی خپڑاؤ۔ بے شک تہیں وقت و اغیار مصلح ہے۔ تم مکروہوں کا گھاد بدل سکتے ہو۔ تم پاکتی مکمل اون کی طرح پھانٹی اور پوچھو دے سالہ سزا کے قید کا حکم صادر فرمائے ہو۔ لیکن کیا دنیاوی وقت و خیار کی ہے جاتی اور بھگوں کے سلسلے اعمال کی جو ابھی پر تہیں تھیں ہیں؟ کی تم کیوں نہیں کی طرف مذہب کے ملقوم پر خپڑی پھرنا ضروری رکھتے ہو؟ کیا حق کی آواز بھی جرود وقت سے دلی ہے جوئے گی؟

یہ سوالات ہم ہندوستان کے ایک شہری کی حیثیت سے بلاشبہ اپنی حکومت سے پوچھ سکتے ہیں اور ہماری خانندوں پر مشتمل جمہوری سرکار کا یہ ذمہ ہے کہ وہ ان سوالوں کے صاف جواب دے اور چیزدار اتفاقوں کا سہارہ لینے کے بجائے اپنی قائم کردہ معدالتوں میں لکھتے تافون کی طور پر مقدمہ لڑائے۔ لیکن ان سوالات کی جواب صدیع کرنے سے زیادہ ہیں اس بات کی نکتہ کہ ہمارے ملک کے قانون میں جو بعض بھرتیں جمہوری قدریں محفوظ کردی گئی ہیں اور جس مصروفانہ دستیتِ نظر کو محفوظ رکھا گیا ہے اسے الگ ہے۔ مکمل اون ہی نے دفع کر دیا تو ہمارے ملک کا کیا ہے۔ تو حکم منہجی ہوں یا غیر منہجی۔ وہ اگر بعض مذہبیات کی بنا دوں پر قائم ہیں۔ اور پہنچا می واقعی مصلح نکل مدد نہیں۔ بلکہ عقل و شعور اور اسون۔ علیک بخدا دو ما

جادہ حق کی استدای نہیں ہے۔ اس کے بعد ابھی بہت بھی بہتر ترین باتیں۔ کافیوں سے بھر پور شعنوں سے محروم، صبر اور زمانہ بہت شکن، آج کا باطل خشم بدد و دلایک ہنریب اور امپریٹ باتل سے کہ جبرا و استبداد کے بھیماروں کو قانون اور خوبصورتِ افلاطون کی آڑیں استعمال کرتا ہے۔ لیکن مذہبیانہ چاہئے کہ جو بھی حق اور باطل ہو کر کچھ نہیں ہوتے بلکہ دب دب جاتے بلکہ دب کر احمدستے۔ اور جراحتیں سر سر کر کے بڑھتے ہیں اور باطل کو اپنا قصرِ حربیں گرتا۔ نظر کرتا ہے تو قانون اور الفاظ کا تکلف زیادہ دنوں قائم نہیں رہتا بلکہ جو شفصب میں ظاہرہ داری کو بالائے طاق رکھ کر باطل پیش کرنا ہے بلکہ تکلف استعمال کر کے گا۔ اور جی تھیت پہنچ عربیں ہو جاتے ہی کہ علم و تہذیب کے کتنے ہی ملکے کوں نہ چڑھ لصلحتے جائیں بالکل انسان سونا نہیں ہو سکتا۔ انگریزوں کی بی کو اس اور اسے کلاس کا تصور اب نہیں کیے۔ وہ لا ای حق و باطل کی نہیں فضائیت کی تھی۔ دنیا پرستی کی تھی۔ مقادلات کی تھی۔ آج حق و باطل کی جنگ ہے۔ بے خدا اور باغدا نفسروں کی جنگ ہے اہر من اور شیطان کی جنگ ہے۔ وہ سختی اور اندھیرے کی۔ وہ اور جھوٹ کی دشی اور دشکی۔ انسانیت اور جیونیت کی جنگ ہے۔ وہ جنگ ہے بالکل کوئی رہایت نہیں ہے گا۔ کوئی کسر نہیں چھوڑ سکتا میں کلاس جیں اور بھرڑ کلاس تھیں تو فقط اسمِ اللہ سمعتے نفسروں قادر ہے عزیز تریں یہ سب الگی منزدیں ہیں اور اس کے بعد داروں ہیں۔ بھائیتی کے بھادرے ہیں۔ بن روک کی گولیاں ہیں۔ سوت سے پہلے ہو سکتا ہے کہ لوزہ فیز کلپنیں دی جائیں نہ ہر یوں بچھوتوں سے کٹوایا جائے۔ ایک ایک عھتو توڑا جائے۔ کھالیں کھیپی جائیں۔ یہ سب کچھ بیویت ہوتا ہے اور ہوتا ہے کا جیت بنانے والے نہیں ہوتے۔ ہفت مقامی سے کہدا رہے کہ یوں نہ بھجو کر جنت یہ بھی مل جائے گی۔ اس کی قیمت دنی ہو گی۔ مکمل اطاعت، مکمل سپردگی۔ مکمل بندگی۔ یہی ہے اس کی قیمت۔ یہ الگ بات ہے کہ خدمتے بر قدو ناکسی پر رحم کھاتے اور سخت آزمائشوں کو گذاتے بیویت سے لو اون ہے۔ لیکن اصول و آئین کی حد تک مکمل بندگی کا راستہ آزمائشوں سے بھر پوچھے۔ صیتوں سے محروم ہے۔ شدائد سے پٹا پڑا ہے۔ اور ہر را ہر کو لا تھی طور پر کڑے اس قانون کیستے

پر انھی اہیں تو وہی کی تائیخ شاہی ہے کہ انھیں جبروڑ استبداد اور زبردستی سے کبھی خدا ہمیں کیا جاسکا پوچھ دیر کے لئے خدا نے میں کامیابی ہوئی تو دوبارہ وہ اور زیادہ اہمیتی اور پسیلیں۔ یہی تائیخ فطرت ہے۔ یہی مشاہدہ ہے جس سے حق بھی بھوپال میں ہوتا ہے۔

ہماری حکومت اگر سیزین باتا کا کوئی دائمی جرم ثابت کرے تو قابل مبارکہ ہے کہ اس نے جرمون کو بر وقت اگر فنا رکھا۔ اور فتنہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ لیکن اگر جرم واقعی کے عوض ان کا جرم صرف رملٹ کھٹکا ہوں اور دعوت خدا پرستی سے تو حکماں کو یقین کر لینا چاہیے کہ ان گرفتاریوں سے کوئی فائدہ مالاں نہ ہو گا۔ اس سے آج تک سبتو زیادہ قریب عمل اور صوبی تحریکت اپریسی کی تحریک رہی ہے۔ اسیں نہ کسی جسہ باقی اپنے کا دخل ہے نہ کسی وقتو خدا کی شریعت ہے۔ یہ ایک نظری پیشام ہے۔ جیلی لفاضا ہر پیدائشی بانگ ہے۔ عمل و شور کی طبقہ ہے۔ یہ ہر زمانے میں ہر طبقہ قوم میں زندہ رہی ہے۔ تائیخ میں حق درہلی اور پرش کے جتنے اتفاقات ملتے ہیں اُن سب کے لیے ایک یہی حقیقت معتقد رکھوں اور بوصیوں میں کافر فزار ہے۔ یہی صحافی کی بیاس صفت، کی طلب اتنا نیت کی بانگ ہے۔ اس کو اگر کوئی زخمی ہو اور بچاں میں سے مٹا چاہے تو وہ نہیں مٹ سکتی۔ اسے کوئی قوت کے قدر میں پر جھکانا چاہے تو وہ نہیں جھک سکتی۔ جو سلکتے ہے کہ عارضی طور پر دب جائے۔ کچل جائے۔ لیکن اُس لایے کی طرح جسے آتش شمار کے سخن پر پھر رہ کر کچھ دوت کو روک دیا گیا ہو یہ اندر چوٹیں ہکھکر زیادہ قوت دخوش کے ساتھ پھوٹے گی۔ پھیلے گی امنڈیگی۔ گاندھی جی کی تعلیمات کو جانتے اور سمجھنے والے واقعہ ہی کہ جنگ عرف پیغمباروں کے شکر اور کاتام نہیں۔ بلکہ ہنسنا اور عدم تشدید بھی جنگ اسی سبب پر جھک رہے ہے۔ جو ای تھلوں سے گریز کرے ہوئے اپنے موقع پر قتے رہیں جیسے جنگ ہے۔ جم، سمنی میں "جہاد" کا ناظم استعمال کرتے ہیں۔ حق پرستوں کا تجہاد صرف تواریخ اور سنت و قوں نکل محدود نہیں بلکہ گایا۔ ان کا حکم دھائیں دینا بھی ان کا تجہاد ہے۔ خلم سہرا کا مقام نہیں بھی ان کا ہے۔ اس کا حکم دھائیں دینا بھی ان کا تجہاد ہے۔ کوئی سکا کارہ حق بات کہے جانا بھی ان کا تجہاد ہے۔ بلکہ حقیقت یہی چیز اس سب سے سچی اور سب سے افضل ہے۔

تو اس سے ٹکر کر جگہ کاٹا دیتا ہے۔ آسار ہے۔ تو پوچھو، ہمارے گوں کی زندگی میں اسلام نازیاہ مٹکل ہیں۔ بلکہ پیٹے نفس اور حساسات کو قدم قدم پر پھکتا اور جو احتیم کھانا حکمت مٹکل، نہایت دشوار ہے۔ اور یہی جہاد ہے جس سے حق بھی بھوپال میں ہوتا ہے۔

اسلام کے اصول و مراج کو دھکا جائے تو آئینہ کی طرح صاف نظر آجاتے گا کہ اساد و شر مکروہ جل ارشید دوائی مفریب دغا اسلام کا شیوه ہیں۔ تیر و تواری خلافت سے خوف مبتہ ہو جب وہ باطل کے علم ہنڑا ہے تب بھی اس کے مرن کا ریس بھی ہے۔ اعتدال، عالم و پا مردی اور ظاہر و باطن کی یکسا نیت نہیں ہوتی ہے۔ اور جیسے ہے تیر و تواری اٹھا کر باطل سے خلافت کی جگہ لٹانے نکلتا ہے تب بھی وہ منافقت اے ایمانی اور پرده داری کے چور دروازوں سے نہیں گزرتا۔ بلکہ اعلام و اخبار کے ساتھ ہی دروازوں کی طرح ٹھوک کر سیدان ہیں آتا ہے۔ پھر وہ اپنی باطل کو اس کیہے کو بھی نہیں مانتا کہ جنگ میں سب کچھ جائے ہے۔

وہ کہتا ہے جنگ ہر یا من، ہمارے دوی اور بھی ہے جسے دنیا کا طلاق نے جائز ہے ایسا نا انصافی اشتہاروت، خللم و عدو ان جو ای نیت کبھی جو نہیں کہیں جائے ہیں۔ جو لوگ مسلمان ہکڑا ہوں اور تاجداروں کے اممال و اغوال سے اسراہی کی حقیقت درج کو کھینچا ہوں نہیں تدبیش کا بہت سی خاطر ہیں اور بدگمانیاں ہوں گی۔ لیکن جو لوگ اسلام کو خود اس کے صیغہ آسمانی قسراً آئں اور اس کے مثالی نوئے سنت سے سمجھنا ہے ہیں الحسن افتخار اندھہ گزگز گزگز کا بلا حقیقت پر جنگ کئے کاموں نہیں ہے۔

چنانچہ اسلامی کے معتقدات سے جزوی طور پر کی کرتا ہی اختلاف کیوں نہ ہو اور ترقی مسائل میں اس کے افراد نے بقول بعض بزرگوں کے لکھنی ہی شوکریوں کیوں تکھلی ہوئی۔ بلکہ جنگ ایک اصولی نظریات اور نیادی معتقدات کا تعقیل ہے کوئی ایمان و دل مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان میں ریب و اشتباه اور خلافت و احتراض کی گئی اشیاء ہے۔ خدا کی وعدہ نیت اور قدرت کا مدل کا لقین۔ مثیل بر حق سردو کوئین سیدنا مولانا حکیم عربی مصلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پردازان۔ زندگی کے ہر کام میں اللہ کی بمندگی و احکام کا اہتمام خلم و غناہ سے احتساب۔ فخر و خور سے گزیز۔ بھلائیوں کی تسلیع بریوں

نہ طائف تو امیرانک اور پڑتال کی دھمکی پہنچ دیتی۔ ریشد، ردا، سان
پہنچ کر قبیلے میں رہنگیں، داعنلوں کی طرح صرف نصیحت۔ معقول و
سخید نصیحت اس کی فزندگی ہے۔

بخارک ہو اسرار این بلا کو سعر کرن، میں کی بھلی منزل اُنھی
اس کا تباہیں پہنچے ہی انتظار تھا کہ اس منزل سے گلے بستے بیرون قاہلانہ
بلد زکر رسانی مکن ہیں! اسلام تم پر لے دعوت حق پرستی کو جرم
تکمیل حفت رہنمے ٹالے قیدیوں اپنے ریاضتی کام کو عبادت اور
ہر ساری بندگی ہے۔ تم تہذیب کا علم ست کرنا۔ ابھی کتنے ہی رفیق
تمہارے پانی آئیں اسکے زیادہ اور فیض اعلیٰ کا درس اسی عالم خدا کے برزو
تو اتنا تو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ قید و بند کی صیبیں اور نیز چارکار
نقسوں کے لئے اعلیٰ دید کا نکرنا بابت ہوئی تھیں۔ آرائش کی بھلی میٹی اور
دینے گئے ہو۔ سختے اور تائیبے کی حقیقت ملکتے کا بھی وقت ہے۔

جنت، اور چشم کا دروازہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلومیت حق کی قیم کا پیشہ فیضات ہے
دلست سے نولے اور تمہاری مظلومیت حق کی قیم کا پیشہ فیضات ہے
اور یہ حکومت دلوں کی شرمندیوں پر ملٹھنے والے بیانات اور

یاد رکوکر دنیا کی فزندگی بہت ہی تباہیدار ہے۔ ایسوں کے آگے ایک
دیکھنے کا حساب دنیا ہو گی۔ اُجھم نے مکروہوں کی ساخت الفافات
تہیں کیا تو کوچک بھگجن کی دلستیں تھاڑے زور دو قوت کا دام خُم
دیکھا جائے گا۔ نیچن کر کر ہم تمہارے مقابلہ میں استثنے کمزور ہیں

جتنے چکنے بھگوان کے مقابلہ میں ہو۔ تمہارا بھگوان صرف تمہارا
نہیں ہے۔ ہمارا بھی ہے۔ سنبھال انسانوں کا ہے۔ تہیں اُجھ اس
نے شکنی دی ہے تو اسے ایمانداری سے استغفار کرو۔ کافی قانون
کی آئندی کی بجائے ملکی عدالتوں میں مقدت چلاو۔ جن پر جسم

تابت ہو ایکیں کوئی رعنایت نہ دو اور جو بخاطرا بت ہوں۔
اپنی آزادی سے جنتے دو مسلمانوں کی ظلم و ملٹھنے ہوئے ہیں۔ فرقان
و استدلال اسلام تم سے وزارت و حکومت نہیں ہاتھا۔ نیکی،
امن اور خود کی اطاعت۔ یہی ہے اس کا پہلا اور آخری پیشہ۔

بے شک جماعت اسلامی والے دین اور قومیت کی پوچا درست
نہیں رکھتے۔ لیکن دین کی محنت اُن سے زیادہ شاید تمہارے بہت
سے دین پرستوں اور دین بھگتوں کو بھی دھمک دھمک دین کی محنت رسول اللہ
کے اسوہ پاک میں داخل ہے۔ ہے گمانی اور بے اعتمادی کو ختم کرو۔

کامستہ باب۔ یہی سادک و صاف اصول و نظریات ہیں جن کی دعوت
جماعتِ اسلامی ہند، ہندوستان کے تمام باشندوں کو دے رہی ہے
وہ کبھی۔ چہ کہ اسلام کسی خاص قوم کی مفروملک کی تھیں زبانی کے
سچے نہیں بلکہ تمام انسانوں تمام ملکوں تمام زبانوں سکھنے ہے خدا
صرف مسلمانوں کا فدا نہیں تمام انسانوں کے لئے آیا ہے ان
مسلمانوں کے لئے نہیں آیا سائنس، اسلام انسان کے لئے آیا ہے ان
دھوکوں اور اصولوں نہیں۔ اُن تکمیل اُن اُنوار اور اختر اُن ہو سکتا ہے تو
صرف رسول اللہ کی رسالت کے حقیقے پر ہو سکتے ہے۔ باقی تمام
باتوں پر پذیاری سائنسی بھائیوں کو مفتوح رکھ دیں۔ بخارت
کے مکاروں میں شاید جلد بھی لیتے نہیں جو زندگانی کا وصول میں
دو لاک ایکار کی جست کر سکیں۔ پھر نہیں سچے میں آنکھ کس سے
دن کو جماعتِ اسلامی کی دعوت میں ہیں تحریک و فضادے کے جراثیم
نظر آتے ہیں اور کوئی اڑاکہ طرزِ عمل ہے جس کی پاداشریں وہ اس
دعوت کو زندہ نہیں رہنے دیتا چاہتے۔ بخارت میں شدہ گنگوہ کے
جاائز ہے۔ کبھی نرم کی تلنچ جائے گے۔ سڑاب اور خوالک گردی
جاائز ہے۔ امریکے فرش رسلوں اور نیکی قبوروں کی تقاریب
جاائز ہے۔ کیا خدا پرستی کی دعوت ان سبکے زیادہ بڑی چیز ہے۔
کہ اسے جاگز نہیں رکھا جاسکتا۔

پاکستان میں جماعتِ اسلامی کی سرکاری مقاومت اور
سیاسی مظلومیت کیلئے تو بڑی دیکھو اور جس ہے کہ جماعت کو فلکری اس
و مطالبات کی زد ایں اقتدار کی غیر اسلامی زندگیوں پر پڑتے ہے
اور حکومت کی گرسیاں جھیں جانے کا بھی اندیشہ ہے لیکن بھارت
میں تو اس کا اندیشہ کیا، ملکان ہیں۔ یہاں کی جماعت نہ تو
سیاسی میلان سے کوئی تعلق رکھتی ہے، نہ تھامہاں کے کھل میں
لپیچی لپتی ہے۔ وہ تصرف اتنا بھتی اور چاہتی ہے کہ ملک دکن بڑا!
خدا کو یہاں تو اس کا حکم نہیں۔ نیکی اور انسانیت کی راہ اختیار کرو۔
بدی اور ظلم کا راستہ چھوڑ دو۔ خدا صرف مندوں اور سجدوں کی
ہیں نہیں۔ بازاروں اور گھروں اور سرکاری ابوالاں ہیں بھی ہے
اس کی اطاعت اگر من۔ دو مسجدیں ضروری ہے تو ٹھکر کے کوئی اور
حکمرانی کے مغلوں میں بھی ہڑو رہی ہے۔ امریکا نام کے لئے جماعت
عقل و دل کے ملا کی ہیں کرتی ہے۔ شوتوں لائی ہے۔ لفڑا مردی تو ہے۔

تازگ مر جلوں سے گزری ہے۔ ہم دبادب کے اُبھرے ہیں مزد
کے جستہ ہیں۔ ہم اس بھی جیسے ہیں۔ ہمیں ہمارے قرآن کو۔ اسلام
کو۔ حق کی تواریخ دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکی۔ چنانی کے
غیر مذکور بندوق کی زد پر بھی ہم یہی بھینٹ کر خدا ہیں مبکرا کام کر۔ خدا
ہی کافیون سبیک اعلیٰ ہے۔ خدا ہی کی بندگی صروری ہے خدا ہی
کی طاعت میں من و شانی اور سکون و اطمینان ہے۔ خدا کے
با غیری گواہ ہیں۔ خطا کار ہیں۔ انسانیت کے دشمن ہیں۔

وفارہی کی آڑ رائیں جانے والے۔ وطن کے باشندوں کا بھی تعاون
و اتفاق ہی وطن کی سریشی اور ترقی کا باعث ہو سکتا ہے۔
اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو پھر اپنے خود کری آئین کو پول دو۔
جبکہ ریاست کا لایادہ، تاریخیں۔ صاف صاف کہہ دو کہ بھارت یہ نہ
پرسنی کی دعوت جرم ہے۔ مسلمانوں کی تسلیم جرم ہے۔ حق و انصاف
کی طلب جرم ہے۔ مذہبی آزادی جرم ہے۔ ہمارے اصلاح پر
طہی یہی نازک ساختیں گزری ہیں۔ ہماری ملت پرستے پڑتے

اگر آپ

تجھی کو دین کا خلص حنادم سمجھتے ہیں۔

اگر آپ کے نزدیک تجھی کو زندہ رہنا چاہئے،
تو

اپنے تعاون کا ہاتھو بڑھائیے۔

آپ کے تعاون کے دو طریقے ہیں۔

(۱) اپنے حلقة تعاون میں زیادہ سے زیاد فخریاں
بنائیے۔

(۲) مکتبہ تعلیٰ سے کتابیں طلب فرمائیے۔

ایک معرکتہ الارانا درست کتاب

البيان فی علوم القرآن (اردو)

سائنس اور فلسفہ باطل سمجھا تھا میں سلامی نظریات و اصول کی صداقت و حقانیت قرآن کی دشی میں خدا کی ذات و صفات تتساخ، ملائکہ جزا و سنا، ثواب و عذاب، قبر، جنت و دوزخ، نبوت و الہام نبی کی طویں قوت وغیرہ کی تشریع و توجیح، شکوک و اعتراضات کا انزالہ۔ اسلامی کے دین کامل اور صراط مستقیم ہونے کے دلائل، فصاحت و بلاغت، استعارہ و کناہ، ناسخ و نسوخ، قرآنی اصطلاحات، اختلاف قراءۃ وغیرہ پر تتفقانہ کلام۔ اس کتاب کے مصنف تفسیر حلقانی کے مؤلف محمد الحدیث بن علامہ مولوی عبدالحق صاحب حقانی مفسر ہلوی ہیں۔ علامہ نور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، فاضل اجل کی رائے اس کتاب کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے صفات۔

کاغذ نہایت عمدہ سفید۔ لکھائی چھپائی نفیس۔ پیسے چوڑاہ روپے۔ (مجلد سندھاہ روپے) واضح رہے کہ یہی وہ نایاب کتاب ہے کہ جس کی قیمت اپ کو بعض فہرستوں میں چھپیں روپے یعنی۔ تھوڑتے نئے دستیاب ہوئے ہیں۔ جلد طلب فرمائیں۔

رائے حضرت العلام مولانا اوساصاحب کشمیری

حضرت علام مولانا اہل اسلام کی عالی خدمت میں معروض ہے کہ احرفہ تفسیر حلقانی اور اس کے دونوں مقدموں کا مطالعہ کیا اور کرتا رہا ہے۔ مقدمہ میں جانب مفسر مرحوم نے علوم قرآنیہ اور حفاظت قرآنیہ اور مدارک انجاز و فصاحت و بلاغ اور طبقات نظم و عبارت اور عقائد اسلامیہ اور انواع دلائل اور ردِ ادیان باطلہ اور علوم بزرخ و حشر و نشو و قیامت تحلیل و ترکیب کے صاف تھے محیط اور حادی بحث کی ہے۔ جس کی تفسیر اگرچہ ممکن ہے مگر واقعہ نہیں پھر تفسیر میں علاوہ تفسیر قرآن حکیم کے ہر یہی طرح کے معارف مثلاً علم احوال وسائل تکلیف و تقدیر و ثواب و عتاب تحقیق مسائل شرعیہ و روحیہ شبہات مخالفین ذکر کئے ہیں اور تاریخ و جغرافیہ بقدر حاجت نہایت تحقیق سے دئے گئے ہیں۔ اہل علم کے

لئے یہ تفسیر خاصے دونوں ریشمہ اور حاجت رووار ہی ہے۔

حضرت علامہ مولانا مولوی محمد نور شاہ (صاحب کشمیری عقائیہ مدرسہ تعلیم الدین افضل سوت

صلی اللہ علیہ وسلم

بـ ابوالجـید رـآہد :

حُسْنِ مَكْتُلٍ، وَشَرِّ مُجْتَسِمٍ، صَلَاطِه عَلَيْهِ سَلَامٌ
بَادِي كَامِسٍ، نَيْرِ اعْظَمٍ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
جَسْكِي تَقْرِيبُتْ مَنْهَرِ فَطْرَتْ، جَسْكِي رَسَالَتْ مَصْرُورَتْ
لَطْفُوكَرْمُ بَهْ جَسْ كَامِسٍ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
عَلْمُ وَعَمَلُ كَاوَادِ سَنْگُمٍ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
بَالِ صَدَاقَتْ حَسْ كَاپِرِ جَسِيمٍ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
أَفْضَلُ أَعْلَى أَكْرَمُ دَاعِظَمٍ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
سَرِحَنْدَ الْمُصِيدَ كَامِسِدٍ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
لَهْسَرَا يَا عَرْفَانَ كَاپِرِ جَسِيمٍ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
بَعْثَتْ حَسْ كَيْ لَطْفِيْتْ مَتْسِمٍ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
قَبْلَهَنَمَتْ تَلِتْ قَمِيْتْ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
فَقْرِ خَسِيلُ نَازِشِنِسِ آدَمَ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
جَسْ كَيْ فَدَانِي عَقْتَ مَرِيمَ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
ذَرَرَسَے کُونِیں جَهَانَ كَمَ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
هَرَرَوْغَنْتَ اسِنَ اشْرَفَ اَقْوَمَ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ

خَيْرِ رَبِّارِ حَتَّتْ صَالِمَ صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ
جَسْنَهَ دَكْهَانِي بَاهِيَتْ جَسْنَهَ دَهَانِي كَفْرَكِي ظَلَمتْ
جَسْكِي تَقْرِيبُتْ مَنْهَرِ فَطْرَتْ، جَسْكِي رَسَالَتْ مَصْرُورَتْ
لَوْنَهَ اَهَهَ دَلَ جَسْنَهَ جَوْنَهَ بَلْفَنْ حَسَدَكَ رَشَتْ زَرَنَهَ
بَشْكَهَ بَهْرَوْنَ كَوْرَاهَ پَلَاهِيَ، جَوْنَهَ كَهَاهَهَ كَرَكَهَ دَكْهَاهَا
حَتَّ حَتَّتْ حَتَّتْ حَتَّتْ، حَضْرَ عَدَالَتْ
جَاهَنَ صَبَا، كَاهَنَ طَاهَرَ وَحَنَّ لَقا، حَضْرَ عَدَالَتْ
شَحَ حَكْمَتْ مَعْدَنَ شَفَقَتْ بَحَرِسَاسَتْ، صَينَ صَدَّا
بَهْبَطَ قَرْآنَ كَعَيْدَ اِيَاهَ اَمْشَلَ عَرْفَانَ بَهْرَدَخَشَانَ
جَسْنَهَ جَلَانِي شَحَعَتْ حَوْتَتْ، جَسْنَهَ تَجَهَانِي تَارِهَادَاتْ
امْنَ اِيَاهَ كَا جَوْهَهَ تَوْهَسَسَ جَسْكَاهَنَخَوَلَ تَهْرَقَسَ
كَفْرَوْلَفَادَتْ كَهْكَرَاهَا، اِسْلَامِي بَرْجَمَ لَهْسَرَا يَا
حَضْرَتْ عَلِيِّي حَسْ كَيْ خَبَرَ حَزَرتْ موْنَهَ جَبَکَهَ بَهْرَ
زَهَدَهَ عَبَادَتْ بَهْ جَوْلَهَكَهَ، رَشَدَهَهَدَتْ بَهْ جَوْلَهَهَ
عَرَشَهَهَ بَهْ جَبَکَهَ فَرَشَهَهَ لَكَهَ پَاهِجَكَهَوْهَهَ حَنَهَهَ پَهْنَجَهَهَا
بَارِغَ رَهَنَادَصِبَرَهَهَا مَالِي، حَلْمَهَهَا وَعَنْوَهَهَا دَاهَلِي

یادَسَے جَسْکِی زَاهِدَشَادَانَ جَسْکِی مَجْتَسَتْ جَاهَنَ اِيَاهَ

صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ، صَلَطَةِ اللَّهِ عَلِيهِ سَلَامٌ

بُلْكِ مُکْتَفٍ

شرائط۔ ایک دفعہ سی تین سوالوں سے زیادہ ہرگز نہ بھیجیں۔

(۱) سوالات مختصر اور خرچی خوش خط ہوئی چالہے۔ تکمیل کئے ہوئے جواب نہ ہوں گے۔

(۲) ہبھی سائل اور جواب فیکس ایسے زمول نہیں شائع کئے جائیں گے۔ اگر کوئی ہبھی سائل ضروری دریافت طلب ہو تو جوابی خط لکھئے۔

(۳) فرمی اشاعت کا مطالبہ نہ کیجئے، اپنے غیر پر اشاعت ہو گی۔ اور ضروری نہیں کہ آپ کے تین سوال انہیکی بارہ شائع ہوں۔

(۴) سوال کے خط میں ریگ و نسترنی امور مت شامل کیجئے۔ ورنہ جواب نہ ملتے گا۔

(۵) اپنا پورا پستلورڈ نام صاف لکھئے۔ ورنہ سوالات شائع نہ ہوں گے۔

شرائط کی پاندی نہایت ضروری ہے

صحیح شرعاً ہیں۔

تجھی قدری ملکہ میں عطا پر حدیث لا تغُرِّ مع انجہ، شیعی کے لئے انتہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔“ کے الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ مذکور ہیں۔ یہ آیتِ قرآنی نہیں حدیث ہے۔

اسی شماکے میں عطا پر ایسی ہی دوسری حالتِ لفظوں امور کو
کے باسے ہے جوئی ہے۔ حالانکہ ملکہ نے خود ہی اپنے الفاظ سے دھرم کو یاد کر رہے کہ یہ حدیث ہے اور غالباً پچھلے اسی شماکے میں اسی اس حدیث پر مفہوم کلاہ ہی کریکے ہیں۔ لیکن تماشہ کیجئے کہ ایک اور ہی آیت کو اسی میں رکھتے ہیں ہم نے اس حدیث کو ہمی ایسی قصہ تلقینی کھوار اور کشیر صورتیں ہیں اپنی قدر کو دوبارہ پڑھئے جس نزدِ اشاعت کردیا یا حالانکہ حلقہ کی خرابی اور حافظات کا نہ ہونے کے باوجود صرف ملک کا سوال ہیں میں خطرے محفوظ رکھتے کہ کافی تھا۔ اور دوبارہ پڑھتے سے یقیناً حسوس ہو جانا کہ ہم ہیں جس آیت کو میں نظر لکھا ہو بلکہ جو ایسے

فروکنہ شیعیں [اگر مشترک شماکے میں آپ اخلاقی قصور کا عنوان دیکھی ہی پکے۔ جیسی خواستہ کی مصروفیت کے طبقات میں بار بار لغزش کا شکار ہوتے ہیں۔ پھر جیسا کہ لغزشیں ہم پر ملکیت کی کہی جاتی ہیں تو ہم سے ان کا اکابر اور اعزاز کئے بغیر ہیں۔ رہا جاتے ہیں کہ ہمارے پار بالآخر تھاتے تاظر کے مل میں ہماری و قوت کم ہو جاتے گی اور ہماری پر ملی و تاہمی پر دھانیں گے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حق کو پھینا اور تصور سے واقعہ ہو جاتے کے بعد اعزاز سے گریز کرنا اس سے کہیں زیادہ قیامت اور خرافی کا باعث ہے۔ آخرت کا انقسام اور يوم الحساب کی شرم و ندامت اور نیا کی ذلتت سے یہ کہیں زیادہ سخت مادہ ذمیں کی ہو گا اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔]

تجھی بات اکثر برداشت میراث و صفت پر امت خلیم اللہ علیہ السلام
قصویہ میں عذاب عظیم کی وجہ سے عذاب ایک لفظ کا ہائی ہے نہیں

درست پڑوں اور جماعت اسلامی کے کسی فرم سے فلسفی ہدایت ہو تو بھی اس فلسفی پر گرفت کرنے کا سامان ان اور متعصبانہ اندراز سخن و فرمائنا خداوند کے قلوب میں اعزاز کرنے والوں کے لئے منافت اور تضریر کے ہی جذبات پیدا کر سکتا۔ حافظت برائے اصلاح اور تلافت پر یہ حافظت میں جو فرق ہے اسے دیکھنے کے لئے کسی خود میں بکھر میں ممنوعت نہیں ہو اگر کوئی اپنے عقلاً اُس سے دیکھ لیتا کرتے ہیں اور جیب وہ دیکھے یعنی کوئی عرض کا اعزاز نہیں کرتے ہیں اسے حافظت کے دائرے میں داخل ہے تو کسی طرح بھی وہ عرض کو کوئی تعریف نہیں پہنچ سکتے۔ مکروہ ذیج اگر صرف اس نے کوئا ہوتے ہے خالی ہو جاتا ہو کر کسی پروردہ جماعت اسلامی نے اسے مکروہ بتایا ہے تو قوم کے لئے بڑی آسانی کا دروازہ کھل گیا جس حرفاً شیخ پرہل مائن چواس کا فتویٰ جلت اسلامی سے کھلے لو۔ وہ حرام کہتے گی تو جا شک وہ جائز ہٹھیر جائے گا اور جس کا رینک میں دل نہ لگے اس سے چھکار پانا اسی طرح ہٹھکارا ہے۔ کامن اشتر تعالیٰ پھٹے ہوئے جیسا ہیں کڑے اور تو پیش نیک دے۔ قوم کا بیڑا اغراق کرنے میں سب سے زیادہ ماتھ آپس کی منافت اور نتاقی ہی کا ہوتا ہے۔ آج الگ ہم چن کر ڈھنوارتی مسلمانوں میں مٹھیں رکھو۔ کامیاب صداق ہوتے تو عالمات یقیناً اُس سے ہوت ٹھنڈت ہوتے جواب ہیں اور ایں کفر ان خرستیوں کی جرأت د کرتے جو باب قربہ پر قریہ اور کوئی نظر اڑ رہی ہیں۔

سوال ۷:- از جماداہ ایام۔ بکلور چمادی۔

کی زاستے میں علائے درین، حماہیں شرع میں اس سلسلہ کہ نکاح کے وقت نوشہ کے لئے میں ہمارا کامنا کیسا ہے۔ کیا یہ منبت مولیٰ ہے؟ میرے درست ذیج کامن ہے کہ حضور کے نکاح کے وقت برتان میں بکلور ہیں۔ تھے۔ اس نے آپ نے استعمال نہیں فرمایا ہوگا۔ براہ کم اس کا جواب مختصر طور پر اُس نہیں مانے گی اور کامن کریں۔ اور یہ بھی کو حصہ کے بعد حماہیں کرم تابعیں یا تبعیں پوریم نے اس تقریب کے وقت پر بھول کا استعمال کیا ہے یا استعمال کر نکی پسند فرمائیے؟ اصرحت تحریر زیماں تو میں تو ازش ہو گی۔

جواب ۷:-

آپ کا سوال الگ ہے پڑتے لئے ملقوں میں محتاج جواب نہیں بلکہ خود اپنا جواب ہے۔ تاہم اپنے بے علم نیکن ہم صوم بھائیوں کی غافل

دہ یہاں نہ کوئی نہیں۔ بلکہ مدبر شریعے متعلق چنگی ہے۔ انتہی تعالیٰ ہماری خطاوں کو معاف کرے۔ مم ان دو گوں کے بہت مون ہیں جو گاہ بہ گاہ اکیں ہماری خلیلوں پرستہ کرتے رہتے ہیں۔ ائمہ مجھی ہم ان سے بھی ایک رکھیں گے۔ خدا جو مل شاہزادیں اجڑ کر کیسے عطا فرمائے۔

سوال ۸:- از عبد الجید اور دیر۔ موئی بقی۔

زید یک ریس کی صاحب کے پاس لے گیا۔ اور کہا کہ اسے ذرع کر دیں۔ انہوں نے بجائے سید ہی طرف سے ذرع کرنے کے الٹی طرف سے ذرع کیا۔ جیسا کہ کفار میں ہٹکا کیا جاتا ہے۔ زید کو ذرع میں شہر ہوا اور دنہا ہوا ایک شخص کے پاس گیا جوکہ جماعت اسلامی کا ہمدرد ہے۔ اسے بنایا کہ یہ مکروہ ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ دنہا ہم کا پاس اس اس مخ کو سے جاؤ وہ شیک ٹھیک بنادیں گے۔ لہذا ایک شخص عالم ہماری پاس گیا انہوں نے بھی مکروہ بتایا۔ مگر جب عالم ہمارا بھر کر یہ معلوم ہوا کہ جماعت اسلامی داس نے مکروہ کہا ہے تو ان کے دل میں کچھ غمگان سا پیسدا ہوا۔ ٹھوڑی دیر کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس نے ذرع کیا ہے وہ سیر اعزاز و رشادت دا ہے۔ تھانے سے ایک جملہ میں داد کی عین حقی۔ اس تقریب کے دروان میں عالم صاحب سے اس مسئلہ کو بھی چھپڑ دیا اور مرغ کو جائز تقریب دیا۔

ہر ہاتھ پر تھرا کر کیا آپ بذریعہ تعالیٰ اس کی تشریع فرمائے ہیں؟

جواب ۸:-

وہ صورہ اپنے سنا ہو گا۔

میں ہوا کافروں کا فرمان میں چاہیے۔

کہم سے آپ کس جیز کی تشریع چاہیے ہیں؟ اختلاف رائے میں جب اللہیت اور خلوص کی بجائے نفس نامہ کی کارہ فرائی ہوتی ہے تو لیکھے ہی تاثر نظر آیا کہتے ہیں۔ آج کل کے اکثر عوام کو اپ دیکھنے کے قوی نینے کے باب میں وہ لپٹے آپ کو قرآن و حدیث کا ترجیح ان اور شرعاً مطابق معاشر ہیں۔ بلکہ اماماً داد اور الکشوف کر کر ہیں چنانچہ ان کی تحریر تفسیر کے میں الطور ہیں اپنی نظریہ تکلف یہ عبارت پڑھ سکتے ہیں کہ ”جلد حقوق کی عفتی“ محفوظ ہیں۔

جماعت اسلامی کی حافظت کے باب میں یہی وہ فیصلہ اتنا ہے جس نے بہت سے ذی شان پیشوں کی بجائے مائی کو خیر جانبدار تھا کی تھریں یہ ملکوں کی تھیں اور فی الواقع اگر مقامیں کے بعض اعترافات

خیال کی ایکس ہمیزی اس سیدھی ہے کہ قبر کے بعد خدا کو جسم کے شعلے ایسے لوگوں کے انتظار میں ہیں۔ انشاء کے رحم اور رحمت کا سعادت۔ لگتے ہیں لیکن چنانک تاریخ شہری کا سخت ہے مرد جس کو میرا داد دار فاتح نہ کوئی کام جائز نہ کر سکتے ہے۔ اور اگر اسکے قطع نظر کے جائز ہمیزی مان لیا جائے تو یہ ہر عالم سترے کو جزاً مطلب اور مدد بوب نہیں ہوتا۔ جو لوگ فائز کو ترک کر دیتے ہیں اور تو انکے پاسندی کرتے ہیں اُن کا طبع نظر اس کے سوا کیلئے کہ جن عبادت میں نفس پر کچھ پابندیاں فائدہ کرنے پڑیں اُنھیں تو بالائے طاق رکھ دیا جائے اور جن میں نفس کو لذت ملے اُنھیں اعتقاد کریں گے۔

سوال: — (ایضاً) ایک سلطان کو جو سلطان رہنا اور اللہ تعالیٰ کی رضاہ فتویٰ حکماں کرنا چاہتا ہے کہ اعمالات پر حقیقتے میں پریزوں کا چاہئے۔ اور وہ کون کوں کے اعمالات پر۔ جن کی حشر کدن پر کش ہوگی۔ اور جن کے ترک کرنے سے بندہ سزا کا سخت ہو گا۔

جواب: —

سوال کی عبارت میں دو لفظوں کی اصلاح فرمائی گئی۔

"اعمال" خود صحن ہے صحیح "اعمالات" غلط ہے۔ پرسش میں دو شیں ہیں۔ دوسرا شیں ہے ہملا میں۔

اسلام کے فرائض و احتجات اور اخلاق و اعمال کچھ جنسی تو نہیں ہیں کہ آپ ہم سے سوال کر دیتے ہیں جو شرکے دن مارے ہی اعمال کی جہان میں ہوگی۔ فتنَ یَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرٌ وَّ

وَمُنْقَصِّمٌ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شُرُّ وَّ

ہر چوپی بڑی بیکی کا اجر اور ہر چوپی بڑی بُرانی کی سزا

ستے گی۔ کن اعمال کی کیا ہزار ہے اس کے اجمال و تفصیل سے کتابیں بھری

پڑیں۔ اور تفصیلات سے قطع نظر اتنا ہی صلوم کر دیا۔ سلطان کیلئے

کافی سب آمرز ہو سکتے ہے کہ آخرت کی حکومی سے ہموئی سزا دنیا کے

سخت سے سخت عذاب پر وقت بھی ہے۔

سوال: — (ایضاً)

سلطان چوپ کو کس قسم کی قسمی دلانا چاہئے؟ آپ کی نظریں کوئی ایسا نصیحت نہیں موجود ہے جو چوپ کی بندانی اسلامی قسم کے لئے مجبوب سُنائے چاہیتے ہیں۔ اسلامی ہندسے چوپ کے دریافتات کا

ہم عزم کرنے ہیں کہ اس طبق کی خرافات۔ بکھر والوں کی ٹگ بندیوں سے دور بھائی۔ یہ لوگ خود ہمیزی گراہ ہیں اور دسمبر دن کو ہمیزی گراہ کرنے ہیں۔

لہار نہ مند ہے بھے ر صحابہ و تابعین نے اس کا استعمال کیا ہے یہ بھی غلط ہے کہ رب میں بھول نہیں تھے اور یہ بھی مل شد ہے کہ جن مالکیں بھول بکثرت تھے وہاں کے سلطان و فوجیاں بھی شادیوں میں باہر نہیں پہنچے۔

سوال: — (از ہمدرکی)۔ لکھنا۔

میں نے دو ہیئتے ہوئے چند سوالات پیش کیے۔ اب تک میں کے جوابات نہیں ہمیزی میں کھجتا ہوں جن سوالوں کا جواب آپ کے نہیں ہے اُنھیں ہمیز کر جاتے ہیں۔ پر دیانت داری کے خلاف ہے۔

جواب: —

سورہ عن کا شکریہ! ایسا کوئا نہ سوال ہے جس کا جواب ہمارے بس کا نہیں۔ کچھ نہیں تو یہ جواب تو ہم یقیناً سکتے ہیں کہ جواب ہیں معلوم نہیں! آپ کے سوال شائع ذہونے کی دلوجہ ہو سکتی ہیں۔ باقر

گرامی نامہ ہم نہیں نہیں بخایا۔ اپنی تو آپ نے اُن تمام شاہزادوں کو ملحوظ نہیں رکھا جو تجھی کی دلاؤں کے شروع میں بھروسہ درج رہتی ہیں۔

آپ کے موجودہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ کم صاف و نوشیوں کی کمی کے نظر انداز کی ہمگی۔ جو لوگ خیر برپا میں زردی صفائی دیا کیہنگی کا خیال نہیں رکھتے۔ بلکہ نیا نیکی اور عاجلانہ کچھ تانے کے کام لیتے ہیں اُن کی عمر دن دی کی تو کوئی کی نظر نہیں رکھتے ہیں۔ آپ سوالات دوبارہ شاہزادوں کو معلوم رکھتے ہوئے بھیجیں۔

اشتار اللہ ضرور وہ شفیع ہوں گے۔

سوال: — از ناروں سجنائی (علیگ) مندو۔

یہاں ایسے سملانوں کی کثرت ہے جو سال بھر میں ایک بار مغل میلاد منعقد کر دیتے ہیں۔ مخصوص دنوں میں تاخیم بھی کر دیتے ہیں۔ لیکن جو کوئی نماز کے علاوہ نہ تو پنجگانہ نماز ادا کرتے ہیں مروزہ

رکھتے ہیں اور نہیں رکلا نہ کھلتے ہیں۔ حالانکہ صاحب انصاب میں اور کوئی شرعی عذر ہمیزی نہیں ہے۔ ایسے سملانوں کے عین آپ کا

کیا خیال ہے؟

جواب: —

مگر احمد کے پارہی فیصلہ بند کی تھتوں سے درجہ باریں، اپس کی غیر موصوی دبیے بیانات بھی جھوٹا ہوا ہرگز درست نہیں۔
بیش نظر سوال کا جواب درج ذیل ہے۔

تبیخ حق کو صرف خاتم روزے اور عبارات تک دہی
لوگ مدد دکر سکتے ہیں جو اسلام کی جامیعت قرآن کی الیکت اور
اللہ کی ہبہ گیر قوت پر حقیقی ایمان نہیں رکھتے۔ وہ صرف دین کو
ایمان کا اثر اور کرنے چاہیں لیکن ان کے قلوب کی گہرائیوں میں تدبیب
شک اور سبب تعقیب ہے۔ غلطی سے یہ بھجوئی ہے جس کو اسلام ایسا فاس
قوم اور قوم افراد کے لئے آیا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف
ہے۔ خاتم روزہ خیسروہ کی تبلیغ تو صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جو
اللہ اور رسول پر ایمان لا جگہ ہیں۔ لیکن جو لوگ اللہ اور رسول
پر ایمان نہیں دلتے اُن کے لئے تبلیغ کی ابتدا تو جدید سمات
سے ہوتی ہے۔ اسلام تمام دنیا کے لئے تمام زماں میں خاص اُخري
اور درسیں جاتے ہیں جو اسلام کا یہ فرض ہے کہ ایسا اسلام کے
میں عمل ملکہ کو عبادت شرعیہ کی تبلیغ کرے دیں یہ بھی فرض ہے کہ
غیر مسلمین پر قوی و رسانی کو پیش کرے۔ حقیقت قرآنی آیات
اور اسوہ رسول کی روشنی میں اُنی واسطہ ہے کہ کسی دلیل در بنا کی ہر تھیں
رہا حکومت وقت سے تعاون کا معاملہ۔ تو یہ آئینی کوہ بھوڑ
مکروہ جل اول روزتے اسلام کا مراجع ہی نہیں۔ یہی پیوس ہیں جو کسی
شخص یا انجمن کی بغاوت اور فقاری کی علامات کھو جاتی ہیں۔ اگر
ان پیوسوں سے مکمل اعتداب کے باوجود حکومت وقت غیر تبلیغ ہی کو
بغاوت کیجھنگی تو اسی نتگ تھرا رظام حکومت کو مطمئن کرنا بھی
کافی نہیں رہتا۔ اس کا اطمینان اس کے سو اسی طرح یہی نہیں کہ
کرتبلیغ ترک کر دی جائے۔ حالانکہ جیر قوت سے ڈر کر ترک تبلیغ کرنا
دین کو دنسا پر قربان کر دینے لکھے گوارد ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت کو مطمئن کیجئے پھر وہی اُنھا
کہیجے وہ فی الواقع دین کا صحیح اقتدار نہیں رکھتے۔ مطمئن کرنے کی لاشش
وہ کہے جس سے جو ری کی ہے۔ جس کا ضمیر خود ہے۔ جس کی کشمکش ہے۔
جس کا موقع فیر واٹھ ہو۔ جس کا طریق کا اشتباہ ہے۔ دین اور اس کی
مناسبت تبلیغ کوئی ایسی پیوسی نہیں جس کو کسی انصاف پسند حکومت کو
بغادرست دقت اوری کا شہر ہے۔ اور اگر ترک ہو تو یہ کہیجئے کہ وہ

یک عالمہ نصاب تباہی کیا ہے۔ آپ نے ان کتابوں کو الگر بھاہر تو
خسری فرمائی کہ کسی ہب اور بیوں کو پڑھانی چاہئے یا نہیں؟

جواب ۳:-

بیوں نے "تبلیغِ اسلام" اور "تاریخِ اسلام" بہت
بھی کئی نہیں ہیں۔ جماعتِ اسلامی کے نصاب کا جو حصہ ہماری نظر
ستگزاری است وہ بھی نہایت عمدہ ہے۔ مگر ایسے ہیں باریک
جیسا کہ چوچا مجمع حضرت جماعتِ اسلامی کے لڑکوں میں کرتے
ہیں ان کا کوئی پذیرشان نہیں" بیوں کے نصاب "میں نہیں ملا۔
ٹھانے جمعیتِ العلماء نے بھی بیوں کا نصاب چلا یا ہے۔ انہوں کو اس
کے دیدار کا شرف نہیں نہیں مل جو سکا۔ مقامی رفتہ جمعیت سو اگر
یہ مل سکے تو ماخذِ نصر ماکر اسے قائم کریں۔

سوال ۴:- از قاضی محمد بن ابی الدین۔ نظام آhad درکن)

مسلمانوں پر تبلیغ حق واجب ہے۔ تو کیا تبلیغ میر حرف نماز
درستہ اور بحث مشاغل ہوادتیہ پر اکتفا کرنا چاہیے۔ اور اسلام و
سیاسیات کو تجدید اگاند لفظ نظر سے رکھنا یوں تبلیغ کیسے کہا شک
نافع ہے۔ یعنی بھائیوں کہتے ہیں کہ خاتم روزہ ہی کی طرف راغب
کرتے رہتے۔ اور موجودہ تاذن یا حکیمت پر محبت ہی تحریرتی
کیا ایسا ہی پاٹا ملکہ پر ہر سلسلہ کو انتیار کریں چاہئے اور بعض تو اس
پر عالم میں کہ حکومت و قبضے سے تعاون پیدا کیجئے حکومت
کو عظمت کیجئے کہ ہم با غنی نہیں ہیں اور چھپر دین کی اساعت آسانی
ستے کی جائے۔ برآہ کرم و امداد فرمائی کے ایسے نقاوں نظر کیاں ہیں
ہدست و مناسب ہیں؟

جواب ۴:-

اہم نے آپ کا پہلا سوال جذف کر دیا جو مولا نامودودی کی
تبلیغیات کے ایک بھنوں سے تعلق تھا۔ اس نے نہیں کہ مولانا
مودودی کی کسی تحریک پر اعزاز میں پسند نہیں۔ بلکہ اس نے کہ
آپ کے اعزاز میں حقیقت پسند اور زاویہ نظر کی بجائے افرادی
و ذاتی رجحان زیادہ کا ارتقا ہے۔ اور بڑیات اصولی نقطہ نظر
سے قابل تحریک بھیرانی جا سکتی تھی اسی کو آپ نے میوب قرار
دے رہا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ دشمن اسلام ہے د
پاکستان کی دعوییں اسلام پسند حضرات پر نتگ کے ہوتے ہیں وہ دلنا

تو زنا کا میسلاں ہی نہیں پھر کامکل ہوا جو بچارہ ادا
آنکھوں میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتہ ہیں تھے کہ جب کی مرثتی ہی
ہیں تصور و سکھی ہیں رجھی گئی۔ بلکہ انسان تھے جو انسان چونا فلانی
کی سماں ایں جنت بد کرے جاتے تو اُم عدیہ الاسلام کی اولاد ہے۔

جب کے شہر ہیں ہیں و خلاکی ثوابیت ہے۔ جو بھی اور بھی دوسرے کے
لئے صاحب اختیار بنا یا گیا ہے۔ آنحضرت کا سینچاک کی کے وہ ہتھیں
اور تو قصہ بخیر بخالی گلکش۔ جن کی موجودگی ہیں لگاہ و خطا کا اختیار بنا فی
ہوتا ہے۔ آپ فاقہ اس لئے ہیں کہتے تھے کہ کھلکھل کی خواہ نکال

لی گئی۔ مراغن اور لندن چیزوں سے اس لئے ہیں بعثت تھے کہ من کا
ذائقہ بول دیا گیا۔ اُر احمدہ بہترست اس لئے ہیں گزیں تھے کہ نرم د
سخت اور اڑیت اور احت کافرن آپ بھول گئے تھے۔ سبی اس سے
ہیں تھے کہ دولت سے خوبی ہوئی راحت و لذت کا ملم آپ سے
چھین لیا گیا تھا۔ اس کے برکش احادیث مبارکہ بتائی ہیں کہ وہ تو قصہ
اور صفا خاتم ہن کے ابخار اور تحریک پر انسان میٹ دیتا اور گھنادہ
عدوان میں بدلنا چاہتا ہے آپ کے اندر ہام انسانوں سے ہمیں براہ
پائی جاتی ہیں۔ نر لکھ احسان رجیلت نظافت شور جبل عوش

ذائقی۔ کوئی چیز ایسی سبی ہے جس آپ دیگر انسانوں سے نہیاں
طور پر حاصل نہیں تھے۔ پھر بھی خوب اُبی اور عشق اُبی کے باعث ان
چیزوں کا حسد و شریعت ہیں رہنا اور جادہ نافرمانی پر نہ جانکل رکو
ہیں تو کیا ہے۔

یہ تھوڑا تیرے سے تھی لاتا ہے تو کیا آپ ہمیں گے کہ اس جانکل کا
کیا کمال ہے۔ اس کے میں میں تو طاقت ہی اللہ سے اسی تھی دی ہے
کمال تو جب تھا جب کمزور کھاڑا جو کہ تیرستے تھا۔

یا یہ شخص کوئی بہترین کتاب لکھتا ہے۔ کوئی عجیب و غریب
الہب نہ تھا۔ کوئی بہادری کا کارزار مدد کھاتا ہے تو کیا آپ ہمیں گے
کہ اس میں اس کا یہ کام ہے جو اکمل توحید ہو تا جب جہاں جہاں ہو کر اسی
کتاب لکھتا ہے۔ حق ہر کراپس اور بنتا جب بزرگ ہو کر اسی کا نام
دکھلاتا ہے۔

چنانچہ گھر سے حق اُن کا سلطان ہے تو بُشک اشان کسی بھی
درجہ سر صاحب کوں نہیں۔ بلکہ تمام کام اور اختیار و نعمت خدا نے
بر تو اسی ایسے ہو کر تھا۔ اور اس خود کی طبائی اور عظمت اور نیکی اور

مکومت کا علم اور ستمبھ ہے۔ جا ترحد، دلکش عقل و استدلال ہو اسے
علمیں کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یعنی علم اور تھہب چوں کو فطرت اور عقل د
استدلال سے علمیں نہیں ہو کر کہ تسلیم کے سہابے اتفاقی
کارروائیاں کریں اس سے ملتیں کو طلبیاں دیں اور مدد رخواہی کی
بُششوں میں وقت صلح کرنے کے بجائے تو کو ظالم کی برداشت اور
وقت کے مقابلہ پر تباہ کر کھانا چاہئے اور کچھ بینا پاہے کے پیش جلوہ تر
نہیں دو اسے تھی ہے جو اللہ کے شہزادوں کو بھی اور مژوں بھی ہے۔
سوال اپنے۔ از سید جو اشرف۔ پورہ کا مکار۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آپ کو نبوت عطا فرمائے کا
وقت قریب آیا تو آپ کے سینہ کو چاک کیا گیا اور بڑی باقاعدے کی طرف
جو مسلمان ہو سکتا تھا اُن چیزوں کو سینہ سارک سے بکان کر پھینک دیا
گیا تو اس سے تجھہ دارہ پہنچا کر پھر جب گناہ کی طرف مسلمان کی
چیزوں ہی سلب کر لی گیں تو نعمت باعث آپ کا کمال کیا تھا۔ اس سے
کیا مراد ہے؟

جوابات:-

”عن عبد ربِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مَا دَرَكَ كُلَّ نَبِيٍّ جَاءَتْهُ
اعْتِزَازُهُ وَإِشْتِدَادُهُ كَمْ جَاءَ بِهِ آپُ نے نکالا ہے وہ فریض عقل کے سوا
کچھ نہیں۔ لگاہ کی قوت و استطاعت نہ ہوئے اور گناہ کی طرف ہی رہت
نہ ہوئے بیس نہیں و آسمان کا فرق ہے۔ یہ شخص از جہاں ہے تو اس کا
سینہ اور کھنابے شکل لائی تھیں۔ یعنی ایک شخص سمجھیں رکھتے
ہیں سماں کی طرف اُنکی نہیں ہوتا تو کیا درود اُن کی پوچشیں یا ہر ہے؟
ایک شخص قدرت اُنکی اور نعمتیں القاب پیدا ہوتا ہے ہر دو قند
لوگوں کو کچھ کر دے اس تباری ان کی نہیں تو کیا کوئی ہو جائے
ہے اور اپنی دولت کو کے سکھنے کا کوئی میلان اس کی طبیعت میں نہیں
پایا جاتا تو کیا آپ پر ہمیں گئے کہ اس کی سعادت کوئی بڑی بات نہیں
لے ست کوئی انعام نہیں ملنا چاہیے!

ایک شخص ناموں ہے۔ وہ زنا سے بچا ہے تو بُشک تعریف کا
ستقی نہیں۔ یعنی ایک شخص پورہ مرد ہے وہ اگر جائزہ شروع نہیں
سے فطرت کے تقاضے پر مسکنے کرتا تو اور اللہ کا خوف اُن کے دل سے
زن کا سیلا خاص نامہ کر دیتا ہے تو کیا ایک جذب باتا لگز و لگنیں ماں جوں جن
اس کا زنا سے بچے رہنے کے لئے ہے۔ اور اس خود کی طبائی اور عظمت اور نیکی اور

ہونے کا فتنہ اگر کوئی وقعت رکھتا ہے تو وقت ان لوگوں کے لئے جو اس فتنے کے پیشہ نظر کرنی ممکن سنتے رکھتے ہوں۔ اگر آپ اخیر لوگوں میں سے ہیں تو تم بھی نا، بھروس اور مکنوز روں کی بجائے ملک کی سربراہ اور ملک ہجۃ عتوں سے رجوع فریضی۔ ان جماعتیں ہیں بعض افراد جو اتنی شیئین اقتدار کے لئے بُرے سے بُھائیں وہ زیادہ ہبڑا درست تجویز پر بتا سکتے ہیں کہ "حرب و ضرب" کا نام لینا تعزیریات مہنگی کو کسی دفعے دھکے کے تحت آتا ہے!

سوال ۸: — از شاه محمد میں عطا خاروقی۔ سیلوں۔
سند و مستان کی حکومت کو معموری حکومت کہا جاتا ہے جس

جن پرستی بھی اسی کی صفات اکایہ کا پرتو ہے نہ کہ مخصوصی اشتراک و تخلیق۔ غافل حقیقی کے مقابلہ میں، مخصوص بھی اُستھے ہی بوس ناقوس اور بے اختیار ہیں جتنے دیگر انسان اُن کی کمالات فدائی کے عطا کر دے اور اسی کا انعام و عطا ہیں۔

سوال ۹: — (ایصٹ)

کیا بھارت دارالحرب ہے؟ اگر خدا کو استاد الدارالحرب نہیں تو کیا دلیل ہے۔ بیرے خیال میں دارالحرب کے اشراف نام بیٹھ جا رہے ہیں۔
جن بات فرمائیے اور اسے ساختے ہیں کسی دوست لامب سے خوف نکھلئے۔

جواب ۷: —

بھارت دارالحرب ہے یا نہیں ہے۔ اس سوال کا جواب بالگلے سے پہلے آپ بُعد فرمائی کہ اس سوال کا حامل کیا ہے۔ دارالحرب ہے یا دارالاسلام
میں عملی بُرگی داروں کا تو نہیں مسلمانوں کو دلیل دوسرا کیا ہے۔ دارالحرب ہے یہ ملک و شریعہ معاشرات اسلام نے دی ہیں
آن کا نامہ اتمم کرنے والے ملکیتے ہیں جیسا کہ ملکہ بُرگی دوں کے بیوکاں
ان کی عام حالت بتاتی ہے کہ اللہ کی خشنودی اور اجراء خرت کی بجائے
مکتبہ تعلیٰ دیوبند ضلع سہارنپور

اپنے بھوپیلوں کو آپ ہزاروں کی پوری آزادی مہل کیے۔ ایک رپے کا جہیز دیتے ہیں۔ لیکن سب سے ضروری دو چیزوں بھجو جاتے ہیں (۱) بخشی زیورِ مکمل و مسدِ تل اور (۲) قرآن مترجمہ شیخ الحنفی (مع تفسیر علامہ شیرازی عاشمشان) آشنا ہے اخیں یا لڑکے۔ آرڈر دینے پر مکتبہ تعلیٰ خصوصی جلدیں بنت ہو اکریش خدمت کریں گا ابھتی زیور پندرہ روپے مجدد رپے۔ قرآن میں روپے (عبدالاعلیٰ چوہنیں روپے)۔ درست ہے؟

(اس سے پہلا موال دیوبندی نس اور

جذبہ نامی آسودگی کی نیادوں پر بُری بُھنے پڑھے اکعب اسی سے تعلق ہے، محدث فزیل۔ مولوی صاحب دارالحرب کا مذکور کو کہا جائے ہے تو نہ ٹھیں آپ کا یا ہمارا اس میں کیا تصور ہے۔ مگر کوئی کو اگر خدا کو استاد آپ کے مولوی صاحب کی ہندو مکے یہاں چوری یا زنا کرتے پکلتے تھے تب بھی وہ غالباً ہی کہیں گے کہ یہ تو دارالحرب سے یہاں سب پچھا نہ ہے! آپ سے اور دیگر قائم پر اقدام اسلام سے ہم صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ اس طرح کی خرافات سے کوئوں دور ہے شیطان مولیٰ کے بھیں ہیں بھی آتا ہے۔ الموضع پر کام و زباندی شعر پڑھ دیا۔ ہم وہن کریں گے کہ اس موڑ کی یحیدگی میں پٹلے کے جماؤ آپ اسلام کی صراحتی قیمت پر چلتے۔ بھارت کے دارالحرب یا دارالاسلام

سوال اٹھ۔ (الیضا)

نظریوں اور دینی اقدار انسانیت کو زکھلتے ہوں جو رعایا پڑھم د
جیرہ رکھے۔ بوجا رشاریوں کے مکم شرعی کا "حرم" مکدر یعنی مذاق
ذہنیتے۔ جس کی ملکہ الافت رعایتی زندگی پر شریعت کے واضح تر
منکرات خلاصہ شراب خوری ازنا، رقص و صرود وغیرہ سے آؤدہ نہ ہو
ایسے بادشاہ کے لئے خطبوں میں دعا اُس ہمورت یہیں کجا سکتی ہے
جب کہ خاہ بری حالات کے پیش نظر اُس سے پہنچ کر ان کی توقع نہ ہو۔

سوال اٹھ۔ از محمد عبد العزیز پیش امام۔ بیدر۔

سورہ مکہتہ کے آنکھوں رکوع آئیہ مکہ میں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے:-

کَيْأَنْتُ الَّذِينَ أَصْنَعُونَ مَنْ يَرْوَى شَدَّهُ مُكْثُمُ عَنْ وُسْبِهِ
فَسُوقُتْ يَارِقَى اللَّهُمَّ يَقُولُ مِنْ يَحْيِيْهُمْ مُحْيِيْهُمْ كَمْ
الْمُوْتُ مِنْ قِبَلَةِ الْكَفَرِ وَمُتَّلِّهُ عَنَّهُمْ
وَلَا يَخْلُقُونَ كُوْمَتَهُ لَدَعِيْهِمْ - ذَلِكَ تَعْذِيْلُ اللَّهِ
يَنْكُوْمُ لِلَّهِ مَنْ يَسْعُ عَلِيْمٌ ۝ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ لازماً
بیدریں ایک قوم درجاعت، کو لانے کا ذکر فرمایا ہے۔ بعض حضرات
سلف حصالیں بزماء خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضوہ والافتہ
پر اس آیت کو حسپاں کہتے ہیں۔ حالانکہ الشیخ اس فسونہ کا اشارہ
بعد فرمائتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں ہوں گے کہ اللہ اور عیسیٰ مسیح اُنہاں
یعنی ہناء کے۔ اور علاؤ الدین سکان الدین میں نہ لاذک سلطان اور یہ
ہناء کے سے یہ ایک عظیم فتنہ ارتدا تھا۔ اور اب بھی سیکھوں سے ہمارا
کیم شدھ کیا جا رہا ہے۔ قرآن ہر زمان کے لئے رہبر ہے۔ جمل
 واضح فرمائیے کہ وہ کوئی جماعت ہے جو اس آیت پاک کے صدران
ہے۔ یعنی اللہ اُس سے مجتہد کرے۔ وہ اللہ سے مومنوں پر فرم
کافروں پر سخت۔ اللہ کی رہا ہیں چیز کرے۔ لوگ ان پر ازاں لگائیں
مگر دہنہ ڈرے۔ اب جب کوئی حقاً ہو جکالے۔ ڈاکٹر کا وجہ دانی
ہے۔ براہ کرم نشاندہی فرائی جائے کہ ان اوصاف سے حصہ کوئی
جماعت ہے؟ جو اللہ کی تائید سے کھڑی کافروں پر تبلیغ کر کے
داخل اسلام کر رہی ہے۔

فسوفَ يَارِقَى اللَّهُمَّ يَقُولُ مِنْ يَحْيِيْهُمْ كَمْ
فَرَسِيْتَ - اور اس کا لفظی اور صحیح ترجیح کیا ہو سکتا ہے۔ بطوریں اپاگر
کہ آیت پاک کے مکھٹے میں جماعت کے ساتھ اللہ کے آئے کی

آج کل ہمارے عورتیں خلائقی نالش ہیں۔ وصف کی بیان
وائر کے ملک عالم کو لیتی ہیں۔ اس کے بعد سلطان نقویں سے اس کا
فیصلہ کر اسے نکاح کر لیتی ہیں۔ کیا سلطان نقویں سے فیصلہ کرنا ہم تو
ہے۔ جیب کہ نصف نے قانون یورشی بھی ہے اس کے طبق نصف
کیا ہے؟

جواب اٹھ۔

یہ سطہ شدہ مسئلہ ہے کہ خلاق تخلیع و خروج کے باکے میں غیر مسلم
جع کے نصیہ شرعی اتفاقہ نظر سے حرمت آخہ ہیں۔ ایسے حالات کی
بیرونی میں میسے کہ اس وقت ہندوستان جو ہر فقہائی یہی صورت
میں کی ہے کہ غیر مسلم جع کے نصیہ پر عرف سلطان نقویں کی مخصوصیت سے ہر
تصدیق ثابت کرائی جائے۔ ویسے تفصیلی مکمل تواریخ کے کہاں ایسا معملا تھا
کہ سلطے کرنے کے لئے سلطان نصف موجود ہو تو وہاں کے لوگ کسی
قریبی شہر کے نصف کی عدالت میں جائیں۔ درہاں بھی نہ ہو تو اسے
لگلگہ شہر میں وطنی پڑا ایسا س۔ لیکن اس مکمل پر عرف کرنا بعین لوگوں
کے لئے اسباب ناداری ممکن نہیں ہوتا اور بعض قانونی دفاتر میں
ایسی ایسی کردیوانی متفقہ دوسرے صیہیں باختصار میں نہیں ہیں جو اس کے
لطور مبوری اور بیشیت اتنا لگا چکا ہے کہ ذکورہ بالا شرط رکھی گئی ہے۔

سوال اٹھ۔ (الیضا)

وجودہ اسلامی مکونوں میں سلطان عادل کا اطلاق کس پر ہے کہ
جس کے لئے نظریہ میں دعا کی جاسکے۔

جواب اٹھ۔

فی الحقيقة تو سلطان عادل دہی بادشاہ ہے جو تمام احکام د
فرائین میں اسلامی شریعت کی پابندی کرے۔ کیونکہ حقیقی عدل
دہی ہے جس کو عادل ہے۔ حقیقی خداستہ عدیم کو کیم نے قرآن اور حمد
علیہ الصلوٰۃ وَسَلَام کے ذریعہ اسلام کا نام نے کر بھیا ہے۔ لیکن
سلطان اسلام میں جب یہ مقدس عدل نایا ہے ہو اور دنیا کے اس
سرے سے اس سرے نکل سکے اسی اسلامی مکون میں اسلامی نظام
کو بالائے طاق رکھ کر دوسرے غیر مستقم راستوں پر جل زندگی ہوں تو
لطور نصفت درعایت ہم اُس بادشاہ کو "عادل" کہہ سکتے ہیں جو کے
توانیں اور اعمال ہمگیر اُن اخلاقی اصولوں اور مضیدی اسلامی

دنیا بھی کسی سلطان بھلی و بے توفیقی کے عادہ ضلال پر اس طبق جو قدر جو حق پڑے جائے ہیں کبادی المظفر میں حکوم ہوتا ہے کوئی اللہ کا ہم دہ صراحت کی تم پر نہیں رہتا اور عادہ حق سننا پڑتا ہے لیکن پہنچاہ خود علاحدہ فرمائیں تو ظراحتے گا کہ آج بھی گمراہی و ضلال کے طوفاً تو نہیں کچھ نہ سوس سروجیں سے بربر پکار اور حق و صداقت کا سامنہ پہنچاہ ہاتھوں ہیں لئے چہار فی سیل اللہ کا فرض ادا کرئے ہیں۔ آج بھی نہیں

کی رویاریں اسی رونما و حق کے آوازِ صداقت سے گزر جی رہی ہیں۔ آج بھی چند شکے باطل کے سیالوں سے جگ آ رہا ہیں۔ لئے بھی اللہ کو محبت کرنے والے حق و العادہ زندگی و ارتدا دکی جائی کی جو وجہ سدیں پر لامبی لامبی سببے پردا اور قید و وربد کے شدائد سبے نیاز جہاد فی سیل اللہ کے عادہ حق پر گامزیں ہیں۔ اگر اللہ اور اس کے دین کو محبت کرنے والے زندہ نہیں تو کہہ اخداد کے بے پناہ سیالوں ہیں کوئی نہیں تھی جس نے سلطانوں کا نصرت و جواب اپی رکھا بلکہ دنیا بھر میں وہ ایک غالب اور موثر تعداد رکھتے ہوئے زندہ ہیں۔

آیت کی خوبی ترکیب یہ ہی سادی ہے۔ اللہ یا فی کافیں ہے اور قدم ہوں۔ با تدبیر مکہتے ہے جیسے کہ ذہب اللہ یا بُرُوجُهُ و خوبی جو لوگ با کوشاہی یا صاحبیت کے لئے مان کر اللہ کا آتا تھا یعنی پیش ہیں اُن کی دلیل ہماری بھی میں نہیں آتی۔ چھوپ ہیں عربی محاورہ سے جو ٹھہریں لکھا تاہم با عبارت امر و اتفاق مذکور کی خیر اور عجیب ہی ہے اللہ کی مدد کو "اللہ کا آتا" کہنا بجاز بھی مل ہے۔ فا اللہ عالم و عالم طبعاً

سوال :- از عزیز اللطیف۔ خوبی ار ۱۴۷۶

اس طرف ثالث الباری اتنی شدید ہوئی ہے کہ تم مصل تباہ و بُرَاد بُرُوجی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مصل کاٹ کر اٹھاں جاتی ہے۔ حال گر مصل ہوت رہوں پر تھی تو کیا اس ثالث الباری کو مذاپ اُبھی سو تعبیر کیا جا سکتے ہے یا نہیں؟

جواب :-

حیرت ہے اپنے یہ سوال کیوں کیا۔ اگر اہل اسلام کی فرمول کی حد تک رہن "ہر قیمت کا سکتا تھا کہ آج و قبیلوں کو کم کر مطابق یہ نقصان مال آزمائش خداوندی ہے۔ لیکن جس صورت میں کہ "فر عمل" سیاہ است یا ہر قیمت کے سوا سے کس نام سے تعبیر کیا جا سکتے ہے۔ وہ تو کہنے انتہی شانہ کی شانی کرم اس کی شانی قبولی

ثبت رہتے ہے۔ اگر اس سے مراد المختار کی تائیدی جائے تو لفظ ایضاً اللہ کے بیان کے مگر ایسے لفظ کا ہوتا ضروری تھا جس کو سمعنے "مد" یا تائید اللہ کے ہوں۔

ایضاً یہ کہ مدل جوابات سے شفی فریا کر شکر ہوتے کا موقع عطا فرمائیں گے۔

جواب :-

جن حضرات نے اس آیت کو دور صدقیتی کے فتنہ ارتکباد پر چیپاں کیا ہے فقط نہیں کیا۔ مسٹوف سے آتا بیسید تر زمانہ زارہ بیٹا کہ دور صدقیتی اس میں داخل مشہور درست نہیں جس طرح کہ قرآن میں حق کے ذریعہ ستر قریب اور تقبل بعدید دو لذیں زمانے مزاد سے گئے ہیں۔ شکر۔

سیقونُ الشفیعُ مِنَ الْمُتَّسِعِ مَذَادُ قُحْمُ الْأَیَّہِ۔

میں بالکل ہی قریبی تصل زمانہ مزاد ہے جیسا کہ واقعات میثابت ہے۔ بعض دیگر مقامات پر ایس "بہت آگے کا پتہ" رہا ہے جسے فیضوتیہ اجڑا عظیمہ (فتح) یا سیچہر و فن بہما کا نو یا یقین فون (العام) یا میسیحیت الْوَلَیْن اجڑ مونا متعما ش (العام) ظاہر ہے کہ ان آیات میں جو اسے آخرت کا ذکر ہے جو بے عالم خاہر تریت بعید ہے۔ اسی طرح فضویت تعمیم میں نہ کوئی نہ ملے۔

حکایۃ اللہ اور راغب، یا سوت یو یہ مذاد جو قریب (رسانہ) جو ایسے کا مانہ بعد مزاد ہے۔ اور سوت اور سی دو لذیں صورتوں میں وہ جزا بھی دیات کا دل بیوی سکتی ہے جو دنیا ہی میں دی گئی ہو اور زمانہ عصیت سے مصل ہو۔ بہر حال یہ بھینا درست نہیں ہے کہ مسونہ کی وجہ سے دور صدقیتی کا فتنہ ارتکباد آیت کا مصدق اپنیں بن سکتا۔ میں یہ ظاہر ہے کہ آیت صرف اسی ایک واقعیت کی خود نہیں۔ بلکہ جس طرح ایک کلیت کی صد اہم اشیاء ہوئیں۔ اسی طرح وہ بھی ایک مثال ہے اور اس کا دل ایسی ہی بہت بھی مثالیں ملتی رہیں گی۔

رہا ہے سوال کہ زمانہ حاضر کے فتنہ اس ادیس میں یہم انگلی رکھ کر بتائیں کہ آیت کا مدل اول و مصدق اس کوئی جاگت ہے قبیل شکر ہے جس کا نہیں۔ دیسے تو اپنے سایہ و کھیس تو پر زور میں ایک جھاتیں ایسی ضروری پائیں گے جو امر بالحروف اور نبی عن الملک کے فرض کو کو اپنی ایک ایک مذکور ادا کرنے میں سرگرم رہی ہے۔ آج بھی جب کر

چنانچہ لوگوں نے اجھوں نے بھیوں نے قرآن کریم کی در حقیقتی شرعاً کی اور مجھے برخدا آیا گا کہ واقعی بال برآمد ہو ہے ہیں۔ خود ہم سب کو بھیوں نے اور ہم سب کے لیے تحقیقی جعلی نے بیان پورت روڈی کہ ان کے قرآن میں بھی بال نہیں ہیں۔ جس نے خود کتاب کے لیکن مجھے نہ مل سکے۔ اب بھی ہمارا ہے کہ تم کے قرآن میں بیان بال نہیں ہوں وہ اُستقیٰ ہی رہنے والے چنانچہ بیان جگہ اس پر میں بھی ہمارا ہے تو اس کی شریعتی طہریوں میں کیا اصلیت ہے؟

چواہٹ ۴۔

ایسے افسوس نہیں "اگرگل" اور "الغایل" میں تو ملکیتی تھے اب نئے زمان کے سپوت اگر ایسے افسانے نہ ملکیتیں تو انہیں احقیقی کون کے۔ دارالحکمی نہ ہوئی بلکہ کافیوں ہوں گے اور اگر جو ایسا نوڑھٹا فوریہ کی حادثوں کی دلیل ہوں میں بھی کہ بال قرآن میں بیان گئے۔ آپ ہی کی طرف میں ہماری طرف بھی یہ چرچا "زوروں پر ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ خصوصی کے بال جس نہوں باقاعدہ من ذالک) کوئی فرماتا ہے اور بڑا ہی ہے۔ کوئی کچھ کوئی کچھ۔ ایک جاہن قوم کی جہالت یہ ہے ہی شعبد و اولٹھوس کے آئیوں سر جگہ گناہ یا کرنی ہے! بیشتر بال اسٹنے ہی رہنے والے اسے گویا قرآن و حدیث میں کہیں کھا ہو کر جب قرازوں میں بال تخلیقیں تو ان گن کو رکھنے رکھنا۔ واحسن تا بر جمالت و قوم

سوال ۵۔ (دایشا)

سورہ جہراۃ پارہ ۲۶ رکوع میں جو سلسہ کلام مشروع کیا گیا ہے وہ مجاہدیت سے خطاب ہے اور رسول صلیمؐؑ کو دریافت اور تشریف فرائیت کو کیا وہ خطاب صاحبہ کر جمیں ہمیں تک فاص ہے۔ گا۔ یا موجودہ یا آئیوںے زمان کو بھی عالم ہو گا۔ اور جب کہ حضرت پیغمبر سے دریافت اور سببہ تا اس کی کیا، دلی ہو گی۔ مناسب ہو کر تفصیلی روشنی دیاں۔

چواہٹ ۵۔

سورہ جہراۃ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے افراد امت کو اپنے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سکھایا ہے۔ ان کیات کا اندازہ بیان کچھ ایسا و پیدا ہو دل کش ہے کہ دو قسم سیم رکھنے والا شریعتیوں گہریم جھوہم ہاتا ہے۔

سے کہیں زیادہ دستیاب ہے۔ وہ زادیاں واسطہ کے بعد یہار و تھی تیری خدمت کا آسان۔ یہ بھیاں ٹوٹ پیٹیں پھر ہیستے۔ بیتیاں اور دھارا دی جاتیں۔ رحم کرنے والے نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف اتنا کردیا کہ ایک ایسی قوم کو ہماں سروں پر سلطا کر دیا جو قدم پر خار و نشر صحابہ کے ہماری ذات پر پی کا اہم دلائے۔ ہماری غیرت و محنت کا تمنہ چلا۔ ہمارے احصار میں سے کھیلے۔ اگر اس تینی سے ہمیں پہلوں آجائے۔ ہم اپنی اصلاح کی طرف مائل ہوں تب ترقیاً اچھا تقبل ہو اور انتظام کر کے گائیکن ہم سمجھتے ہیں تھے تو چونکہ میں اور مصلیین کیا عزت و محنت اور زندگی کے ساتے گلزار نذر خداں ہو جائیں گے اور ہم جو اپنے آپ کو دینا کی وجہ سے برگزیدہ قوم کہتے ہیں جانوروں سے زیادہ پستہ خوار نظر آئیں گے۔

جن لوگوں کی مصلیں ٹالدی ہماری سے تباہ ہو گئی ہیں، خسیرہ بیٹنے والوں کی بیکاری کے ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ وہ کس سعدی مصلیں پیدا کرنے والے اور اسے بر سانے والے کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ نافرمانی چھوڑ کر الگ وہ اطاعت دینے کی پر ماں بیوں تو مصلیوں پر اوسے ہر سالے والا ہمیں بھی بر ساکن ہے۔ یہ خسیں کرنا کہ فلاں شخص یا اشخاص فتنے سیاہ کاریں مگر انہیں ہمیں مزراہیں ہے۔ ہامیں بلکہ نہ اڑاہیں۔ ہمیں غلط خیال ہے۔ ہر شخص کے ساتھ اشیاءں کا سعادت جو داکا نہ ہے۔ نافرمانی کا جائز اس سے کمی ہیں ہو سکتا کہ کچھ دسرے لوگ بھی نافرمانی کو مرکب ہوئے ہیں۔ کسی نافرمانی پر نازل ہوئے واسطے عتاب ایکی کوں دلیل سے قبھلا یا جاسکتا ہے کہ فلاں جگہ بھی یہ نافرمانی ہو رہی ہے۔ دہانی کیوں عتاب نازل ہیں چہا۔

سوال ۶۔ (رائضا)

اس طرف ہر دو خلائق یعنی ضلع بکور و مراد آباد میں یہ شہرت نہ دی پکڑے ہوئے ہے کسی بزرگ کے غاذ پر حاضر ہیں میں قائم پھرستہ وقت دو ہوں طرف کے دارالحکمی کے بال بالکل صاف ہو گئے ان بزرگ صاحب سے جب کسی نے سوال کیا کہ آپ کی دارالحکمی کا کیا ہوا تو انھوں نے جواب یا فسر یا لیکر ہی واطر یعنی مکان قرآن کریم میں پڑھا گے۔

کر کی خصیت پڑ گئی کہ کیا جائیں اخنوور کے سامنے ذرا بہندا اور اسے بستے ہوں۔ حضرت ابو یکر نے تم کماکر فرمایا کہ یا رسول اللہ اب یہ زندگی بھر آپ سے اس طرح لوں گا جیسے کوئی کسی سے سروگشی کرتا ہو۔ حضرت عمر فاروق اتنا آہستہ پوئے لگے کہ بعض رفاقت دوبارہ پوچھتا پڑتا۔ حضرت ثابت بن قیمؑ نے اپنے بند اور سوچے آیات سن کر دوئے اور بہ خلف اپنی آدمیوں کو سپت کیا۔

ہم مسلمانوں کے لئے ان آیات قرآنی میں عظیم سبق ہے کہ جب ہر ہی مفترم جس با ولی عالم جو تھیت مکرم جس ذاتِ عظم میں ای اور دو سلم کی عظمت شان و بلندی مرتب کا یہ عالم ہو کر پار فتنی و سرکشی تو کجا اس کے خذیر ہموسوی ہی میں اولیٰ اور گستاخی تمام نیکس اعمال پر پانی پھر دریتے کا باعث بن سکتی ہو اس کے احکام و فرمانیں اور ارشادات عالیہ کی تعمیل نہ کرنا اور اپنے نظر انداز کر کے خلاف شیخ اعمال میں ہمک یو جانا لکھنا عظیم گناہ ہوگا۔ اس کی زندگی میں جیب معیار ادب اتنا بہنسد ٹھیک اور اس کے بعد ان تمام جزوں میں جوں کا تعلق اس کی ذات مقدس سے ہو ادب و احترام کا ایسا ہی معیار قائم رکھنا ضروری ہے۔ قرآن سے زیادہ کوئی چیز نہ ہو گی جسے آپ کی کوئی مفترم سے شبہ خاص ہو۔ جو شخص آیات میں نظر من کھماتے ہے اپنے خداوندی کی اپیٹ اور غایتِ حکمت کا شعور رکھتا ہو اس کی تینی ماں پڑے گا کہ قرآن کی نافرمانی اور قرآنی آیات سے جسقی ہی اسی طرح اخنوور کی شان میں سور ادب ہے جس طرح ہر کو اپنے بہنسد بولنا یا بے نہیں سے پکارنا۔ ادب کا وہ میسر اللہ تعالیٰ نے اپنے کی زندگی میں فخر فرمایا اس کے لازمی تھے کہ طور پر ہر ہمیشہ کو مسلمانوں پر اخنوور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نای کا ختم ہو جو اس اور آپ کے ارشادات کی نیازمندی آپ کی ذات سے محبت آپ کے ذکر مقدس سے اُش آپ کی یاری سے شفقت آپ کے احکامات کی تیس ضروری ٹھیکی۔

درستہ میں چوں ان آیات سے ہم طلب ہے وہ تتفقی اور دین دار حضرات کا مناسب ادب و احترام ہے۔ یہ امر تو حضور ہری کے ساتھ فاصح ٹھیک اور آپ کی شان میں گستاخی میں سکتے کے ساتھ اعمال ناموں پر ہو سکتے ہیں۔ گویا کہ آدمی کفر کی سلطنت پر جانے

یا ایسیں اللذین امْنَى الْأَنْقَاصُ مُؤْمِنِينَ يَنْهَا اللَّهُ
وَرَسُولُهُمْ فِي الْمَقْوِمِ اللَّهُمَّ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا سَمِعَ عَذْلَتِهِ
دَرَجَهَ اسے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے اگر نہ چھو
اوہ اثر سے فرستے ہو۔ وہ مستند ہے اور جانتا ہے۔
یہ کیا ہے اس طرح پر نازل ہوئیں کہ تیسرا بھی تهم کے کچھ
النساء بارگاہوں کے رسول میں حاضر ہے۔ حضرت ابو یکر اور حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان اخ فهوگری کی بیانیں اسرا پر
محنت گھوڑی کر ان لوگوں پر کے حاکم بنا یا جائے۔ حضرت ابو یکر نے
قدیم اور صدید کے تعلق میں ہے اور حضرت عمر فاروقؓ بوجاس
کو ٹھکنے کے دروان ہے۔ اول حضرات کی اوائزیں کافی بلند ہو گئیں۔
بس پر اللہ جل جلالہ فریا کر۔

لئے ایمان والو! یہی تہیں اللہ اور اس کے رسول کی
طریقہ کو فی مکہ و مکہ یا اذن کلام شنے اس وقت تکہ تم اپنی تیاری
آرائیں اس سے کرو۔ اور تم اس زمانہ میں کہ راضی آدمیوں پر یہی تہیہ کی
آوانی سے بلند نہ کرو اور مدنے سے توشی کرو اور جیسے کہ تم آپس میں
لیک دوسرے کے ساتھ توشی کر بولیں یعنی ہو۔ یہیں سرکار بے ادبی
میں تہیہ کے اعمال ضائع نہ ہو جاویں۔

بعدہ دی ہی بھی اخنوور سے ملکتے تو آپ دوست خانے
میں تشریف فرما تھے۔ ان لوگوں نے پکارتہ شروع کیا۔ یا محمد
اخیر الدینؑ نے محمد باہر تھے! یا یا محمد اد پکارتہ کا طرز
اخنوور سرود کو نہیں کی شان میں سور ادب ہے جس طرح ہر کو اپنے بہنسے
تحا۔ بہن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔

جو لوگ باہر سے آپ کو پکارتے ہیں انہیں غسل نہیں ہے
اگر وہ بجائے اس طرح پکارتے کے صرف خوشی کے ساتھ آپ کے باہر
نکلنے کا انتظار کرتے تو ان کے حق میں اچھا ہوتا۔

میں کام سوال کیا گیا ہے میشک ان آیات کا براہو دوست تعلق
اخنوور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ادا اُنیٰ وابی کی حیات مبارکہ سے ہے۔
یہیں آیات کی دوست میشہ ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کو تربیہ اور ادب
سکھاتی ہے۔

اوہ اس شرعاً لازم ہے محبت کے قریون میں
ان آیات کے نزول کے بعد جو بکرام رضی اللہ عنہم

سے جو تم سب کوچی پیدا ہی نہ ہوں اور دلوں کی بڑت پامال کر دیتے واتے
نہ رہیں خیالاتِ الہمی نہ پائیں۔

دفعِ مشتبک طور پر یہ عرض کرتا ہے جل نہ ہرگا کہ آیت میں فقط
”فاس“ جو کہ ایسا ہے تو اس سے الگ پیشہ بابت نہیں ہوتا کہ خدا غائب
و بید فاس تھے کوئی خطابِ حامِ عوشن سے ہے اور مکمل مجھی حام ہے۔
 بلکہ فاس کا ذکر بالغتِ الحکم کے فاس سے کی خاطر ہے میکن یہ ضرور
انداز ہوتا ہے کہ کسی قوم یا قدر کے متعلق بلا ذکرِ حقیقتِ محض قیاس دلگان
سے کوئی فصل کرنے سائے ظاہر کر دینا مجھی حقیقتِ ہی کی قیام پر اور اس سے
پہنچ رازم ہے۔

آگے کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اجتماعی زندگی کی اصلاح اور
امن و امنت کی بغا اور معدول و دیانت کے احکام کے لئے احتجت کی
بہترین بنا دی پاکستان قوانین ہیں۔ کاشمِ مسلمان صرف اسی لیک
سورہ جو رات کو خورے پڑھ کر اس پر مول کریں تو یا ہمی اختلافِ منافر
اور خادوں ناقن کے جو بہترین بخوبی ہم پاٹے ملتے ہیں اور جھوٹ کے
ہماری اجتماعی قوت کو اخخار کے در پرسندگوں کو کسے ہماری ہو تو
اچھا نہیں ہے بہت آسانی سے معروف ہو جائیں اور اتفاقِ محنت
کے ذریعہ چاری زندگی ہی بدلا جائے۔

شاید ہم ناظرین اعڑا اڑ کر گئے کہ ہم نے مختصر سے سوال کا
پلا ہضورت اتنا بھول جواب و عرض کیا ہے۔ جیسا ہم اپنے فصور کا
اعڑا ہے۔ مگر جواب ویتے وقت سورہ جو رات کی تلاوت کرتے
ہوئے ہم ہمیں پہنچ سکتے کہ گذاز و قفت اور تمازو و مذہب باہمیت کا کیا عام
ہم پر طاری ہوا اور کتنی بے اختیاری ہم اتنا پھر لکھ گئے۔ واقعہ ہر جو
کہ اچھی ہمارا بہت پچھلے کوئی چاہتا تھا۔ لیکن ناظرین کو پاں غلط
او محل کی ہم مناسبت کے بھوٹِ علم روکنا پڑا۔ اسی میدھے کہ ناظرین
ہماری اس طاقت کو جذبہ بے اختیار کے پیش نظر متعاف فرمائیں گے۔

سوال ۳:- از عبد الوہاب۔ گیا۔

اپ سے دو کتابیں۔ دو قران دو اسلام (مولف جناب
ڈاکٹر غلام حسینی بحق دیم۔ لے۔ فی۔ ایج۔ ڈی۔ امید) کو کھلا جائے
فریق ہو گئی۔ اگر کوہہ صدر کتابیں اپ کی نظرے گزدی ہیں تو ہم رانی
فریکر ان پر تحریر کریں۔

جواب ۴:- کچھ دنوں سے ان کتابوں کا چرچا تو من سے ہیں لیکن

لیکن یہ بات یقیناً عام ہوئی کہ جو لوگ تقویٰ اور دینہ اوری کے سبب
برگزیدہ ہوں ان کی عزت و تکریم اپنے ایمان کو ضروری ہے اور تحریر
فی الصیحت دین اور شاعت دین کی تکریم ہے۔

سردہ جو رات میں واقعہ تھا میں کے تحت اللہ تعالیٰ نے الجزر
ٹری ہی اکرم اور خیادی ہاتھ کی قیمت دی ہے۔ شلائق اخلاق و نزاع
کی بنیاد میں اکثر جعل طفیل فیصل اور بے اختیار طباں کا رفرماہر تھی ہیں کی
لشانِ حجۃ کے تھے فرمائیا۔

یا آئیتُ النَّبِيِّنَ أَمْتَلُونَ جَاءُوكُمْ فَإِسْرَئِيلُ
فَبَيْعُمُوا إِنْ تُصْبِطُونَا قُوَّمًا لَّا يَجْهَدُهُمْ مَنْصُوبُهُمْ مَا عَلِمْتُمْ
شَادِمِينَ ۝

(ترجمہ) لے، ایمان والوں اگر تمہارے پاس کوئی ناس دنگا ہے کہ اس نے
ثیرے کر آئے تو غوبِ حقیقت کر دیا کرو۔ کبھی کسی قوم کو نادانی سے مفر نہ
پہنچا جھوڑ اور پھر اپنے کے پرچھنا پڑے۔

یہ آیت ہمی باعتبار شاینِ نزول میں واقعہ تھا جسے جنگی
قصیل یہ ہے کہ حضرت رسول قبولِ مصیل اللہ طیبہ وسلم نے وید بن عقبہ
کو پیغمطری پاہر اتفاق روایت کی (ویحد) سے زکوہ و حوصل کر کر روازہ
کیا۔ بنی حصنل اور ولید میں زبانِ حالمیت میں پھر ہمی عدادوت تھی
اس عدادوت کے سبب ولید کو خطوط و کاحساس ہوا اور بنی حصنل جب
ستھنیاں کی خاطر آئے تو ولید کو اندیشہ گذر اکی قیمت کے ارادے سے
آئے پس پس واپس جا کر انہوں نے حضورت کہ پیدا کردہ لوگ تو
اسلام کے مخالف ہو گئے۔ آنحضرت نے حضرت خالدؑ کو عظیم حال کیتے
بھیجا اور فسریا کر اچھی طرح تحقیق کرنا اعلیٰ بازی مت کرنا۔ چنانچہ
دہلی خالدؑ نے سوائے خیر و اطاعت کے کچھ نہ دیکھا اور ولید کا اندیشہ
قطع شاہست ہوا۔ اس پر اللہ مل شانا نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔
لیکن ہمیشہ ہمیشہ کو جو بہترن درسِ حکمت اس آیت کی ملتا ہے

وہ تعلیج اکثر رجع نہیں۔ مختصر قیاس و مگان اور زمین و چین کی بنیاد پر
بلکہ تحقیق ایوں خیالِ تحریر کر لیتے کے برے شایع و تحرارت انشائی معاشری
میں قدم تدمیر کر کے جاسکتے ہیں احتیا طبقیں کا درس جیسے بیگراویم
کے باشے میں یا ایسا اسلام اؤں کا اپس میں اس درس کا پانچہ سو ناہید
اوری ضروری تھی۔ کیا شاکر کو الگ ہم آپس میں قیاس و چین کو جھوڑ
کر تحقیق و تبیخ کے اصول پر عمل پیرا ہوں تو نئتے بے شمار اخلاقیات

کی "ربوبیت" کے ناکل پڑتے ہیں۔ زبان عرب میں لفظ "مولے" مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے جوں کی شخص موقع محل کی اعتماد سے کی جاتی ہے۔ قرآن ہی سیزی چیز اللہ تعالیٰ کے لئے یہ طور مالک و کردار کا استعمال ہوا ہے۔ وہاں دیگر معانی میں بھی استعمال ہوا ہے مثلاً سورہ رخان میں یہ مم لا یعنی متوفی عن موسیٰ شیش او لا حُمَّرْ مُصْفُوتُون۔ یہاں صرف سردار کے معنی ہیں۔ یا مثلاً سورہ عی میں یہ مس الہوُ تی وَيَمِنُ الْعَشِيدُ۔ یہاں محن رفیقہ معادوں کے معنی ہیں۔ حقی کو سورہ حُمَّر میں اللہ کے ساتھ ساتھ جریل اور موئین نہ کہ "مولیٰ" کہا گیا ہے۔ کران نظر صراحتیہ خان اللہما هُو مُولَهُ وَجِبُرِيلُ وَصَدَّقُ السُّوْمِينَ۔ ظاہر ہے کہ یہاں معادوں دم درگار کے معنی ہیں پس یہ یقیناً کہ "مولیٰ" رب کو کہتے ہیں بالکل غلط ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس ایت کے کیا معنی ہوں گے واتا انکا فرمایہ لامونی الحُمَّر (رقان) کافر سویا مون۔ اللہ تو من بُنَ العَالَمِينَ اور رَبُّ النَّاسِ ہے مولیٰ الک سورہ حُمَّر کی مندرجہ بسا بہتر ہے کہ "مولے" کا معنی صرف اللہ تعالیٰ نہیں۔ تیرے بھی تصور غلط ہے کہ "مولے" کا معنی صرف اللہ تعالیٰ کی المحمد و صفت و لایت ایک محدود ہے اور انسانوں کو "مولیٰ" کی المحمد و صفت و لایت ایک محدود ہے۔ اگر ایسا ہو تو اتنا تو خدا اللہ جل شاد ہبنا اس لفظ کا غالباً استعمال ہے۔ اپنے مذکورین صلح کو ایک ساختہ لائے جیسا کہ سورہ حُمَّر کی مندرجہ بالآخرت میں لایا گیا ہے۔

بہی بدعت تو پہنچ کوئی حد تک تو اسے آپ بدعت کر سکتے ہیں لیکن شرعاً اعتماد سے اس کا بدعت سے کوئی تعلق نہیں۔ شریعت میں بدعت کی تھی چیزیں کوہ اہل دین کو لینے کا نام اور نیز کہ ہر صاریحی اور غیر ہر یہی حدودت بدعت ہے خالیہ ہے کہ بزرگ حوصلات کو "مولانا" لہذا جزو دین نہیں بلیلی گیا اور کوئی عبادت اور کامہ ایسا کھکھروتا ہے۔ بلکہ یہ خدا اور ایسا شرست ہے جیسے کہ جناب اور حضرت اور قبل وغیرہ۔ بلکہ غور کریں تو "مولانا" سے زیادہ لفظ قبیل "مول" نظر ہے۔ جہاں تک ہمارا قیاس ہے کسی کو "مولانا" کہتے وقت قائل کامشنا ہے اسے سردار ایا "ہمارے معادوں" ہوتا ہے۔ اگر اس معادوں کے بالے میں کسی قائل کے خیالات مبالغہ نہیں ہوں۔ مثلاً وہ اس طرح کی سرداری کا تصور کری۔ جیسے

نظر سے نہیں گذریں۔ بعض اصحاب کی تحریریوں خصوصاً مہر العادی ایڈیٹر فاران کے الفاظ (مندرجہ فاران مالیج ملکہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ "وقرآن" اُن نام نہاد کا ششونی ہے ایک گوشہ ہے جو اسلام کو سخی کرے اسی اقدار کے ساتھ میں ڈھانے کی وجہ ملکوں سے کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنہ العالم سے محفوظ رکھ کر وہ ٹھہرے ہے یہی نازک ہوتے ہیں جب شیطان مدھب کا جامیہ پر کردہ ہب کی نفع کرنے کی تکمیل ہے۔ کچھ دن پہلے فلام پر یہ صاحبینہ مادرت القرآن کے نام سے قرآن کی تفسیر کی جوان کی آزادی خیال آرائیوں اور حاشیہ طرزیوں کا ایسا عجیب نوٹ تھا کہ تفسیر کے محاو جو چاہیچہ کہا جا سکتا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے استاد مولوی اسلم جیرا جو ہی اندھر گر ترقی پسندوں کی سیاست میں قرآن کی اولیٰ تکریز ای حقائق و احکام کی تحریف و توجیح کا سلسہ شروع کیا اور انہی میں سعف دیگر ترقی پسند حضرات محدث ترسیموں سے اس تکمیل کی گئی ہے ہیں کہ کسی طرح اسلام کو عبادات، را طاعت اور فاعل الشکری بندگی کے دائرہ سے نکال کرستے دور کا تیشن ایں مدھب بنالیں جسے بطوریا است اور بطور غیر مصروفت کے وقت استعمال کیا جاسکے۔

سوال ۱۷۔ از شریف احمد۔ احمد آباد۔

"از کارویا سیاسیہ میں کھانہ ہے کہ لفظ "مولانا" آنکھوں کا آٹھ سال بعد بیجا ہوا۔ اس سے پہلے کسی نہ لپٹے آپ کو مولانا کہا نہ کیوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے انت مولانا" فرمایا ہے۔ یعنی "ہمارا رب"۔ اس بی لفظ جاہے علم لپٹنے نام کے ساتھ نہ ہے۔ اور روسروں کو کہتے ہیں کہ بدعت نہیں ہے؟ اندر رب العزت فرماتا ہے۔"

ڈا فہیمی ایضاً ہمیں سر بُنَۃ بِحَلْمَتِ الْآیَةِ یعنی جب اہر آئیں کوہس کے بیچے چند بتوں میں آزمایا اور وہ پورا اتر اور فیل کیس جو کو مسلمانوں کا امام دیکھوا، سنبھال ہوں۔ یہ دفریا کو "مولانا" یعنی "رب" سنبھال ہوں۔ برابر کرم داشع جواب کی میون فرمئے۔

جواب ۱۷۔

"لفظ "مولانا" کی صحیح تاریخ تو مہریں علم نہیں۔ لیکن یہ اپنے کسی نے کہدیا کہ "مولیٰ" کے معنی "رب" ہے ہیں۔ جب اپنے اعتماد صلی علیہ سیدنا و مولانا محمد مسیح دیکھتے ہیں تو کیا الفوز بالشدید

تصوف کے موضوع پر ایک تین مفصل اور بہترین کتاب

مذکور مشارکت

اہل علم و افضلین کو تصوف کا موضوع اگر تین ہی موضوعات

میں سے بچا رہے تو اس موضوع پر بہت کتابیں لکھی ہیں اور اخلاق اخلاق کے درسیان جو صحیح راہ نجی و مکمل کر سائنس نہیں آسکی۔ اس کی کوئی دارکاری نہیں کے لئے اکٹھا شواہدار تصور صفات پڑھیں یہ کتاب "مذکور مشارکت"

اپنے وقت کی لا جواب کتاب ہے اس میں جہاں جھپٹیہ اکابرین کے نہایت تعمیر و مستد حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں ہاں تصوف کے متعلق بھی نہایت مفصل کلام ہے کہ اسی حقیقت کیا ہے؟ وہ کہتے

لکھوڑ پر بروایا اسکا علاقو قرآن و حدیث کیا ہے؟ اہل علم اس کے کیمعاں ہندے ہیں اور خوبی و غیرہ، اس کتاب کے مطابع میں جہاں اولیاً

ان میں زیاد حضرت ہیں کہ خراج اور اکرنا پڑتے ہیں یہ زکوٰۃ جس کا شرعی نام و شریہ، واجب ہیں ہے۔ یہیں پونکہ بعض

حضرات سرکاری مصوّلات کو خراج نہیں ملتے۔ اس نے محبت نا اور مستحسن ہی ہے کہ زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

سوال ۴۔ (العناء) کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جب کہ ہم زکوٰۃ کی رقم الگ روکر رفہ رکائے واسطے فقروں کو اسی سے تحریک اختوڑا دیا کریں۔

جب کہم پیختہ ہیں کہ یہ صحیح مبتدا ہیں زکوٰۃ سے صحیح ہیں؟

جواب ۴۔ (العناء) ادا ہو جائے گی۔ زکوٰۃ کی بیشتر ادائی ضروری نہیں۔ البنت

نیت ضروری ہے۔ زکوٰۃ کی نیت نہیں کہ مطلقاً صدقہ و خیرات سے جکلی فہرست کتاب کے آخریں دیدی گئی ہے، حقیقت ہیں کتاب کیا ہو یہی

قصی خرازی ہے، قیمت غیر ملکی مارہ دی پے، خالص ملکی تیرہ روپے۔

بلکہ اعلیٰ پندرہ روپے (محصول ایک بندہ خریدار)

محصلہ کا پتہ چکر

مذکورہ بھائی دیوبندی ضلع سہارپور (دہلی)

کہ غافم نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ اُنی و اُنی امانت کے سروار ہیں۔ یا ایسا مدد اور کمگہی ذہنیتیں ہو جس کی الیزابت اولیاً پلٹر کے باسیوں خیال کرتے ہیں تب بیشک یہ مولانا "خطراں اور قائل

خطا کار ہو گا لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور منہار صرف جائز ہوں شک لاب و اصرام ہے تو اگرچہ ہم اُج کل کی اڑاٹ ہوں اُنیں کے قابل نہیں اور لفظ "مولانا" کی آڑیں فرمائیں تھیں پرستی کے جو تم کا رہنمای یکھنے ہیں۔ بلکہ اُنیں اتفاقیت ہے یہ عالم میں بالکل جدا ہو رہا ہے اور اُنیں کیا جا سکتا۔

سوال ۵۔ از اختر حسین۔ شاہ آباد۔

زید کے ذرہ پیدا اور پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس حساب سے ادا کرے؟

جواب ۵۔

جوز مبتداں بارش سے سر ایسا ہوتی ہوں ان کی زکوٰۃ پیداوار کا دسوان حصہ ہے۔ اور جو کوئے یا انہر و غیرہ سے سر ایسا کی جاتی ہوں اس کا دسوان حصہ ہے جس صورت ہیں کہ خراج ادا کرنے پڑتے ہیں یہ زکوٰۃ جس کا شرعی نام و شریہ، واجب ہیں ہے۔ بلکہ پونکہ بعض حضرات سرکاری مصوّلات کو خراج نہیں ملتے۔ اس نے محبت نا اور مستحسن ہی ہے کہ زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

سوال ۶۔ (العناء)

کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جب کہ ہم زکوٰۃ کی رقم الگ روکر رفہ رکائے واسطے فقروں کو اسی سے تحریک اختوڑا دیا کریں۔

جب کہم پیختہ ہیں کہ یہ صحیح مبتدا ہیں زکوٰۃ سے صحیح ہیں؟

جواب ۶۔

ادا ہو جائے گی۔ زکوٰۃ کی بیشتر ادائی ضروری نہیں۔ البنت نیت ضروری ہے۔ زکوٰۃ کی نیت نہیں کہ مطلقاً صدقہ و خیرات سے جکلی ادا نہ ہو گی۔

سوال ۷۔ (العناء)

سدوف چادری کے طور پر جائے تماز اور قرآنی سجدہ میں دینا اور

اس نیت کے کاٹا واب پہلے والدین کی روح کو پیغام جس ہی نہیں

اور اس کا ثواب ان کی روح کو لے گا یا نہیں؟

جواب ۷۔ سجدہ عوامی فائک کی جیزیں نیا بہت کا بُو اب ہے اور اس کا بُو اب کوئی ہی نہیں

امولِ مکار کے

انسانیت کے قعنٹام خلا کے آخری پنیر سردار د جہاں ہادی برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لے فرمایا

(۱) میں میں وہ حیری چھوڑتا ہوں جس کے بعد تم گراہنیں پرسکتے، ایک الشکی کتاب درستے میری صلت۔

یہ دلوں ایک مدمر سے جدا ہوں گے بھی تک کوچھ کوئی پر ہمیرے سامنے نہ آئیں (صحیح، خطبہ جتنا اللدعاں) اس اعطا و مبارک کی روشنی میں کتنی حیرت ہے یا اگرچہ قرآن اللہ عزیز نہیں مل آج بھی بالآخر نہ دل کوئی مودہ ہیں میکن گراہی نہ مسلمانوں کو جاری طرف سے گھیر رکھا ہے، اور صریح تسلیم کے مدبر و دل کی تھوانا اٹھیں ہرگئی ہاں کتنی ہے، مجھے تھیں آپ الہا کیوں ہے؟ کیا نعمۃ اللہ قرآن اور دنست کے اثرات میں کچھ نفس ہی؟ کیا اسلام کی مشل ماند پر گئی ہے کیا محمد علی کا ارشاد مبارک خاکم بدین اعلیٰ نہیں تھا؟

خیں ایسا ہر گز نہیں، قرآن دنست اور ان کا اخرو شہر اب بھی جویں چھپتے تھا، اسلام کی مشعل اسی طرح تابندہ مددخدا پہنچنے طرح پہنچی، محمد علی کا ارشاد ایسا ہی اٹل ہے جیسے پہنچے تھا، میکن جس طرح دوستی کا وجود مصلحت پر ہمیکو کافی نہیں ہیں بلکہ کوئی دھماکہ، صرف پاپی کا موجودہ بونا پاس نہیں بلکہ اسکت اگر اس پر پاپی دھماکے، صرف سورج کا طلوع روشنی نہیں دے سکتا اگر بلکہ مذکوری نہیں، اسی طرح قرآن دنست کا صرف موجودہ بونا اگر ہی سے پالنے کے لئے کافی نہیں، بلکہ جو احکام صادر کے گئیں ان کی تعلیم کرنا اور جو رشیع عطا کی گئی ہے اس سے کام بیٹا ہی گراہی سے پا سکتے ہے، دلیں اگر دوا کو استعمال نہ کرے تو اس کا یہ طلب نہیں کہ داد کے اثریں نفس واقع ہوگیا ہے، تریاق اپنی ملگہ ترباق ہی رہیگا خواہ اسے استعمال نہ کیا جائے۔

تمدک کرو۔ ایک شخص زرد جو اپنے کاغذ اور کپڑے ہوئے کہا ہے کہ لو اب تم ساری ہر کو احتیاج دافت اس سے چھوٹ گئے پہنچنے والے اس خزانے کو تجویریوں میں محفوظاً کر لیتے ہیں اور جب انجام خریدتے اور دیگر صورتیات دندگی حاصل کر لیتے ہیں تو پیغمبر عزیز کرنیکی صورت ہوتی ہے تو اس خزانے کو باقاعدہ نہیں لگاتے بلکہ چاہئے ہیں اس خزانے کی موجودگی ہی ان کی بھوک بیانیں در دیگر صورتیات کی تکمیل کر دے کیا یہ حق نہیں ہیں؟ کیا کوئی کہہ سکتے ہے کہ خزانہ دینے والے کا کہنا غلط لکھا؟

(۲) فرمایا: — خدا کی حمد کے بعد سب سے بہترات خدا کی کتاب ہے اور ہمیں راست حمد کا لامستہ ہے، اور بدترین حبیز دل میں وہ حبیز ہے جس کو دینیں، نیا لکھا لیا ہو اور ہر ایسی حبیز گراہی ہے (مسنون)

اس ارشاد و مبارک کی روشنی میں ان لوگوں کا مقام، بیکھر جو احادیث اور اسناد میں موجہت نہ مانتے ہوئے صرف قرآن کو "خُلِّ دین" توارد ہیتے ہیں، اگر قرآن کے صاحب ادیت کی روشنی کیوں نہیں تو خدا کی کتاب کے بعد مخفیوں کا "صراطِ محمدی" کا ذکر فرماتا ہی محنی رکھاتے ہیں، فتوس کے قرآن کا جو لوز اکھضوڑ کے قول ہیں جلوہ افروز ہے اس سے تو ملکرین ہدیت الخکار کرتے ہیں۔

میکن چاند کے بارے میں جب کہا جاتا ہے کہ اس کی روشنی سورج سے مستنیر ہے تو انہیں بذرکر کے لقین کر لیتے ہیں حالانکہ چند ماسندرائیں کے قول کے مواد کے پاس کوئی قطبی دلیل نہیں، سورج کی روشنی کا چاند میں جلوہ گورہ ناجنتا قرآن عقل میں اس سے کہیں زیادہ تقریباً عقل قرآن کی روشنی کا احادیث میں جلوہ گورہ نہ ہے، پھر بھی کوئی نہ مانتے، و دیکھے، دیکھے تو الشاد و اس کے رسول کا کچھ نہیں بھوندا۔ آخری تکفیر کی روشنی ہیں اہل بدعت پر بھی نکلا ہے، ایسا وفی الدین کشی ہی نیک قریٰ اور جذبہ طاعت کے ساتھ ہو لیکن آخری تکفیر کے فاعل ارشاد کے بعد اس کے جزو ایک کوں ہی بجا لیش رہ جاتی ہے، قرب الہی اور تذکرہ نفس کے لئے اپنی طرف سے عبارتیں ایجاد کرنا اور نیز نیز بروم کو حرم و دین فہرزا اعلماً اس دعوے کا اعلان کرنا ہے کہ الشاد و اس کے رسول نے اطاعت و عبادت کے جو طریقے متعین کے تھے وہ کامل اکمل نہیں اور ان سے تمام ضروریات دین پر ہی نہیں ہوتیں۔ العیاذ بالله من ذالک۔

(۳) **فرمایا** :— جو شخص پڑا سست کی دعوت دے اس کو اتنا ہی قواب ملے کہ ابتداء اس کو جو اس کی پیروی کرے، اور دعوت دینے والے کے حرجیں کوئی نہ ہوگی۔ اور جو گراہی کی دعوت دے اس کو اتنا ہی گناہ ہو گاجتنا اس شخص کو جو اس کی پیروی کے اور دعوت دینے والے کے گناہ ہیں پوچھ کی جائیگی (مسلم)

اس سے مذکور ہوا کہ گراہی یا پادریت کی دعوت دو توں ہی اپنی جگہ عظیم ثمرات رکھتی ہیں۔

(۴) **فرمایا** :— یہ تم میں سے کسی کو اس حال میں دیا کوں کر دہ اپنے پیغمبر کو ہٹ سیں عکسی نکالتے ہوئے ہو، اور میرے ان احکام میں سے جن کا میں نے حکم دیا ہے اور جن سے جس نے منع کیا ہے، جب اس کے پاس کوئی حکم ہو پہنچو تو وہ کہہ دے کہیں کچھ ہیں جان تا، جو کچھ ہم کو خدا کی کتاب «قرآن» میں ملابہ نے اس کی اطاعت کی (راحمد البر الْأَوَّلُ تَعَذُّبُهُ ابْنُ ماجھِ مجھی) کتنی صحیح نشانہ ہی ہے، ناہنجاہ «اہل قرآن» کی، یہ لوگ احادیث رسول کے باب میں ہا مسلک ہی و طبیر اختری کئے ہوئے ہیں، اس وہ رسول اور احکام رسول سے بے نیا نہ اکم کرسیں اور صوفیوں پر تکمیل کا سے جائزیات دین کو بالاتے طاقت رکھنے نہایت حکیمہ اللہ ہے، جس کہ درست اور صوفیوں سے قطعی تصریح قصر آن اور صرف قرآن کے مانندے والے ہیں، قرآن ہی حرف آخر ہے اور یہی کل دین ہے، جو اسات قوان میں نہیں کہ انہوں نے اللہ کی سلطنت کے مقامات بلکہ اسکا اکابر کرداریں یا ان کے اقوال و اعمال کو نسوز بالش خطاط شہزادیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایسا کرنے سے وہ ان حصوم مسلمانوں کو بیگان و مفتر کر لیں گے، جنہیں ہبہ کا سکھا کر اپنی خود ساختہ بادیں لائیں گے، لیکن خوبصورت لفظوں میں وہ بیوں کہہ کر بے وحی کا جو درود و رکھ گھوٹتے ہیں کوئی لوگوں نے قرآن کے خلاف سازش کرنے سے خار غلط سلطنت حدیثیں گھٹڑیوں اور صحیح حدیثوں سے بخشن اس طرح سے خلطاً ملطکرہ یا ہے کہ امتیاز نا ہکن ہے، لہذا گراہی سے بچنے کا واحد طریقہ مولیے قرآن کی اتباع کے کوئی نہیں۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ حدیثوں کی حیثیت نقطہ تاریخی یا دلکاری میں ہے، ان کی بنتا پر شرعی احکام کی عارض تغیر کرنا قرآن میں اضافہ ہے، قرآن کی تغیرت، اس طرح گویا وہ ان تمام عبادات و اہلائق سے بے نیاز ہو جانا چاہئے ہیں جن کی ذمہ داری اللہ کے رسول نے مسلمانوں پر ڈالی ہے اور جن کی پابندی سے نفس کو گرفتار ہوتی ہے، کوئی ان سے پہنچ کر مجھ دھیر سمجھ احادیث کو ایک دوسرے سے جدا کرنے میں عظمی المحتہ طارہ و فتحہ نہ ہو جو حیرت انگیز کوششیں کی ہیں اور صحیح و خلطاً جا پہنچ کا جو اعلیٰ ترین معیار متساہیم کیا ہے، اگر اس کے بعد کوئی کسی حدیث کو صحیح بانا تھا ممکن نہیں تو خود قرآن کے ہادے میں اس بات کی کیا دلیل ہوگی کہ یہ دلیل ہے؟ انہوں نے صرف اس اعلیٰ ترین معیار متساہیم کیا ہے، اور اس کے بعد کوئی کسی حدیث کو صحیح بانا تھا ممکن نہیں تو خود قرآن کے ہادے میں اس بات کی کیا دلیل ہوگی کہ یہ تو کیا جاتا ہے، ان روایات اور ادیان تاریخی شرایب کا تمام تاریخ دار و مداران علماء و فقہاء پر ہی تو ہے جو ہم سے حدیثوں پر ہو گلے سے جنہیں ہے تھیں دیکھا، جو قرآن کو ہم تک پہنچ کلئے نہیں صرف ظاہری دلائل کی حیثیت رکھتے ہیں، انکو حقیقتیوں کی صحت تاثر کے بارے میں بھی خیزش تدبیقی قصہ کو ہم راجح القیم نہیں سمجھتے۔ بلکہ حدیثیں گھرستی و الوں کی خباثت کی اڑیلیکر تمام ذخیرہ حدیث کو مشتبہ قرار دیتے ہیں تو قرآن کی عدالتی مکن بہت میں عدم شک اور اذعنان لفظیں کیہیں کیا دیں لائی جائیں، بڑی انسانی سند کہا جا سکتا ہے کہ نسوز بالش قرآن کے خلاف

سازش کر کے اس کی روایات کتابت میں من اتنی تسلیمان کر دی گئی ہیں ।

فرمکا تھام ہے کہ مردوں علم تاریخ پر قسم آنکھیں بنکر کے اس طرح یقین کر لیں کہ گواہہ آسمان سے اترائے، مالا نکو تکمیل دے تصدیق کا اس میں کوئی اعلیٰ مہماں نہیں، لیکن احادیث کا وہ علم جو تکمیل و تصریح کے بلند تر مہماں پرستی ہے اور اس کی تردید میں اہل علم نے امکان کی آخری حد تک ریٹ اشتہا کے دروازے بند کر دیئے ہیں اسے مشتمل فیصلہ تبرنا قابلِ اعتنا کیا ہے یا جائے ।

(۵) **قریبایا۔** کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے چھپر کھٹ سیں لکھیے فکا سے یہ خیال کرتا کہ فدا تعالیٰ نے جو حیرتی جعل کی ہے وہ قرآن میں موجود ہے، یاد رکھو خدا کی قسم جن چیزوں کی میں نے تھیں کی اور جن سے میں نے منج کیا تھیں قرآن یہی کے ہیں بلکہ زیادہ اور البتہ اللہ نے تم پر یہ طالب نہیں کیا کہ اہل کتاب کے گھروں میں سے اجادت گھسن جائے اور تمہارے نئے ان کی مودتوں کو مارنا چاہرہ ہے نہ تمہارے نئے ان کے چھلوٹوں کا کھانا ناجا نہیں بھیج کر ہے اپنے اپر ماندشہ مطالبات کو پورا کر لے ہیں ।

اس حدیث میں "بلکہ زیادہ" کا ارشاد قابل غرض ہے، بالکل ظاہر ہے کہ اللہ کا رسول اپنے احکام کو اللہ کے احکام پر فوتیت دینے کی خیت اور ازاد نہیں کر سکتا، بلکہ مقصود و مراد یہ ہے کہ جو حکم قرآن میں صاف صاف نہیں ہوا اگر رسول اس کا حکم دے اسے اور سن نے والا سے نہ مانتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ توں کو کمادی و دیانت دار نہیں سمجھتا، ایسی یقین اور بیرونی تھی کہ جس تاریک ترقیات کفر پر بجا تی ہے اس کے پیش قرار تالیف و اصرار کیسا تھا علکم رسول کی تعمیل اور اس پر مکمل اختلاف کا فرمان صادر کرنا لخت و پہاڑتے کے عین مطابق ہے، جو باری ہوا کیا اس کے احکام کی نافرمانی پر قوائد کا تہر و غصہ بیت ملکی جوش میں نہیں آتا کیونکہ وہ ذرا سے نیاز، غنی اور سبیہ وابہ، چنانچہ اہل کفر کو دنیاوی النام دعاوت سے نوازتے ہیں اور دھیل دینے ہے اس بات کا مکملاثوت ہے، لیکن جو شخص اللہ کو تقدیر نہیں اور قرآن کو محضی دا جب تسلیم کرے، لیکن مہبط قرآن غیر بخوب غدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے بدگان ہو، اس کے نئے الشکیہ ہاں ڈھینیں یا رحمات یا نرمی کی کوئی لمحائیش نہیں، اس کے نئے اللہ کا تہر و غصہ بہت جلد درکت میں آ جاتا ہے ।

اسی لئے اخوضستے زور دیکھ فرمایا ہے کہیں جن چیزوں کو مخدود و خبوب قرار دوں، اور جھیں مردوں و خوش بھیراؤں ان میں شک از گز است کر دو ।

(۶) **حضرت مائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے روزہ کی حالت میں ایک کام کیا اور اس کی امانت دینی کرنے کے لئے لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ آپ کو جب اس کا حال حلوم ہوا تو خلبی میں فرمایا کہ افسوس لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اس چیز سے پرہیز کرتے ہیں جس میں اختیار کرنا ہوں، خدا کی نعمتی کو اسی کو ادا کری مرضی کو ان سے دیا ہے جاتا ہوں اور خلاستے فرستے میں ان سے کہیں دیا رہے ہوں (بخاری و مسلم)**

اس حدیث میں حلوم ہوا کہ جو امور اور دستے قرآن فرض و دو اچب نہیں بلکہ صرف انخضور کے عمل سے ان کا ہوا ذمہ ہے وہ اگر عقلی عام اور رواج و درج کے پیش نظر کچھ لوگوں کو ناپسندیدہ معلوم دین تسبیحی ان کو پسندیدہ سمجھنا اور اختیار کرنا اہل ایمان ہے فرمادی ہے۔ جس طرح کم اچ کی ذریب کار دریا پسند عقل جو کے ہاتھ کاٹنے اور زانی کو سگار کرنے کی مزاویں کو غیر مصنفانہ غیر محبوب اور قالماند قرار دیتی ہے، مالا نکو سب سے بڑے حضت اسپ سے بہتر تبدیلہ شناس، سب سے بڑھکنے والی خداوند و وجہان سے ان مزاویں کو ہی نہیں السالی کی بھری اور معاشرے کی اصلاح کے لئے پسندیدہ قرار دیا۔ اسی طرح بعض باتیں اگر انخضور کے قول میں ایسی بھی لمحائیں نہیں ہم اپنے مذاق و مزاج یا اس کو درواج یا اذانہ و قیام کے لامحاتے پسندیدہ و محبوب تصور کر سکیں تسبیحی ان کے پسندیدہ و محبوب ہے کا انتقام دکھنا اور اپنی اختیار کرنا تھا اسے ایمان ہے، کیونکہ انخضور میں دیا وہ اللہ کی مرضی اور مٹشا کا ملستے والا کوئی نہیں اور اپنے دھی کریجے اور کہیں سگہ اللہ چاہے گا۔

(ستقل عنوان)

مسجد مسحی نمازکار

از مکاں ابن العرب مکی

یک ماہی جو ۔۔۔ خبر ۱۔

ہو گیا تا کارہ۔ سندھیکے روپی زبان ہو گیا ہے اس کا وظیفہ پڑھنے کے حوالے کو دوچار قسلا بیازیاں اور دی ہما ملکی ہیں۔ تین ہفتہ ہوں کام جریج و سلام کا نامہ لگانے والے ہزار مسلم و ستم اور ناصالیفیوں کے باوجود یعنی جی فازی اور منے کے بعد مختار اللہ طیب ہے ہیں اسی طبقہ عربی میں گالیاں رہیں اور عربی پاچھے بھائیں بھائیں کاروں کا روابط کیلئے گا اور جو ذریعہ مسلم عربی کے پہنچا جائیں وہ چاچے اور تقریریں کر دے اور کے مزار پر پھول جو جعل مکاریں گے۔

دھرم بھی ہے۔ ہجاتے بھارت میں بھی شکریت زندہ ہو رہی ہے اب عربی جی گلتے، ہم شکریت میں جائیں۔ وہی شال ہو جائے کہ انتہے گائیں ہوئے جائیں۔ انتہا اور ہم اب جائے میں ٹھانگا کر دیں کہ انتہے کی روپیاں اپنی اپنی ہیں اور ہم اور ہم اور صرسے کی نہیں متنا پنی ہی کہتا ہے۔

ساری صحیح شکریت ہے۔ کافگوس کے پیغمبر مسیح مسیحیت اسلام شکریت پڑھے جو ہری اندرا زمین ارشاد کیا۔

جب ہندی کو تو ہی زبان مانیا گیا ہے تو اور دو کر شے جو جو ہو کر ناقرو و اریت ہیں تو اور کیا ہے؟ کیوں نہیں سمجھی فرقہ واریت ہے۔ خدا اوری ہے۔ مل مدنی ہے۔ اس مقدس نہیں استدلال کو تے ٹھہار کا پ اپنی اگلی تقویٰ فرمائیے گا کہ۔

جب مسلمانوں نے پاکستان بنایا تو مہد و مstan جیں ان کا وجود فرقہ واریت نہیں تو کیا ہے جب بھارتی

بیرونی سالانہ الاؤنس دینا منظور کیا ہے۔

اس سے پہنچے ہیں جموروی الصاف۔ سرکاری خزانے میں الگ چب

چبڑوں کی قفریں بڑھنے کے لئے کافی درود پڑھنے ہو۔ الگ چب ترقی کی ایک ہوں کے لئے مفلس ہو اپنے شیکوں کے انجام گرانے پڑیں۔ الگ چب سے گھروں کی آباد کاری کے لئے سرکار کی جیب میں چیدہ ہو گا اور الگ چب سے کاری ڈھنی کے باعث آئے دن خود کشی کی وارداتیں ٹھوپنے پڑھنے ہوں۔ یہنکوں جو لوگ مان کر پڑھ سے رابہ رابہ پیدا ہوتے ہیں اور جن کا پہتھنگوں نے کئی چڑا ہیوں کے برابر پیدا کیا ہے، خسیں لاکھوں روپیہ سالانہ الاؤنس نہ دیا جائے تو بھارتی سرکار کو چنان سرکار کوں کون کے۔

جو ایسے بھارت کے مردم راجوں والوں اُنہم میں کبھی زندہ رہے اور ہم ہیں کہ زندہ رہے کے بھی مرے پڑے ہیں!

ہوا پچ شکریت۔ فرمایا پاکستان کے وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر شہزاد حسین فرضی شیخ نے کہ۔

پاکستانی عوام کو عربی سیکھنا ہے۔ کیونکہ بھی ایک ایسی زبان ہے جس کے ذریعہ وہ مالک کی چاہے روابط اس تو اور جو سکتے ہیں۔

بڑا چھا مشورہ ہے۔ معاذہ کوڑا کی سے اور زبان سکھو عربی جس اسلام نے عرب و عجم کے شش جملے تھے وہ تو چارہ اب

مرکش۔ ملکہ مکوہت کی کریں بخیں جھوٹریں۔ گویا دونوں طفکوں میں
مردوں کی حکومت ہے! استکتے ہیں ملکہ ہو شریا۔

ہم راجح سلطنت: ہماری پری کے وزیر اعلیٰ نے اعلیٰ کیجئے
”ہمارا ارادہ گوچکنہ کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔“

جھکوں ہضور کو خوش شکے۔ اردو بولتے والے اسی حسان
کو تاقیامت نہ میں سے گے۔ لیکن ہضور کو ہم معلوم ہو گا کہ نہیں
بہت سی باتیں بے ارادہ بھی ہو جاتی ہیں۔ مثلًا ہماری بیکوہ حکومت
کا بالکل ارادہ نہیں تھا کہ مسجدوں کی بے حرمتی ہو۔ ملکہ مکوہت اور
اتفاق کو کیا کہئے کہ پے در پے ایسا ہوتا رہا ہے۔ مثلًا ہمارے گوہری
آئین سازوں کا تنطیع ارادہ نہیں تھا کہ سرکاری ملازمتوں میں
مسلمانوں کو دودوہ کی کھی بھا جائے۔ گراٹشور کارکنیوں کو ملازمتوں
کے دروازوں کی چینیاں اپنے آپ لگانے میں۔ مثلًا ہمارے نیکوں
رہتا ہیں چاہتے تھے کہ اپنا اسلامی مظالم کا بذریعہ رکھتے
مسلمان سے لیا جائے۔ مگر یا یا اور خوب لیا گیا۔ مثلًا ہمارے
کامنگری یا لیڈر ووں کا ارادہ نہیں تھا کہ پاکستان میں جو اسی مگر ہے۔ یا گیا
مشعل ہمارے کھجے یا تریوں کا ارادہ نہیں تھا کہ آدمیوں کو کچل
دیں۔ ملکہ اُدمی کچلے گئے۔

تو ہضور آپ کی یادگیری کے باوجود ارادہ کھسل جا رہی ہے۔
یہ چھوٹوں کو کچل کر جس قند بنایا جاتا ہے۔ معلوم نہیں اردو کو کچل کر کیا
بنایا جائے گا۔

ہم راجح سلطنت: ہم بریاست کوں رکھتی دیوی نے۔ تھوڑا
حیوانات کے سلسلیں فرمایا کہ:-

”ہندوستان میں جانوروں پر مظالم اپنالے کے لئے
کی طرح عام ہیں۔“

صرف ہندوستان میں؟ تھوڑی کو غالباً معلوم نہیں کرتا
دنیا کو شہت خری کی مگر اسی میں مبتلا ہے اور ہر طبق جانوروں پر
مظالم دھارا رہے۔ چاہئے کہ جن الاقوام کے سامنے یہ سکر رکھا جائے
کہ جب انسانوں کو ہر طبق کے ظلم و جبر سے نکل خاتم دل اکار من د
سکون سے مالا مال کر دیا گیا تو اب جاؤردں کو کچوں نہ تجاویزی ہے۔

اشرفت کا دھرم ہندو مت ہے تو مسلم کی رحلت کا
جمهورت کا اپان نہیں تو کیا ہے۔ جب جنگ اخلاقی
چن کر عوادی راج فائم کریا تو شاہزادوں کے سی ہی
کام پر احتراض کرنا اور شور چانا خدا رہنیوں کے
ہے۔ جب ہماری عقدہ مس سرکاشے زندیوں کے
بھی شہری حقوق تسلیم کرنے اور شراب کو منع نہیں
شہری ما تورنی ہی بازی کو خلاف اخلاق خیرنا اور پرسر
کو حرام کہنا قانون کی توہین نہیں تو کیلے ہے!

یقین سطح پر ہے جو ہمارے یہ رہنے کے لیے ہو تو شرع کی نظریں افلاطون
کا باب پھر اط کا داد اور ڈاروں کا جما بنا شے گی۔

ہم راجح سلطنت: پری اکمل میں کا انگریزی مہربولانا شاہغا خسرو
نے کہا کہ:-

”مسلمانوں پر قدر پرستی کا لازم رکھنے والا پنچگیان
ہیں مخدوں کے دیکھیں۔“
دیکھیں۔ وہاں سوادے پہیت کے کچھ نظر نہیں تاہم طبع شہری کا
اہم جیعنی کام ہمانے والے ان کی یاد بھے کے پیاسے ہئے کی جو امور
اور برقرارب کی سیلیں لگا کر منتے ہیں۔ اسی طبع ہمارے کامنگری یا لیڈر
پہیت بڑھا کر گندھی جی مرحوم کے دبئے پن کام ہمانے ہیں۔ چنانچہ
جب یہی یا گریبان ہیں مخدوں کے دیکھتے ہیں پہیت اسی پہیت کی دنیا
آپا دنظر آتی ہے پہیت ہیں میں دولت کی بھوک ہے۔ ٹھہر کوئی بھوک
ہے۔ مذہبی برتری کی بھوک ہے۔ عیش دراحت کی بھوک ہے۔ بھوک
ہی بھوک ہے۔

ہم راجح سلطنت: پاکستان کی حواسی لیگ کے یہ رہنر شہر و روی
بچتے ہیں۔

”وہ سلیگ مر جل سچے ہیں نے پاکستان بنایا تھا۔“
علمہ، کچھ بہت سوں کو ملک کے عربی ہے۔ اس کی قبر کا پتہ بنائیں
تو ہم قوائی پڑھوائے کے لئے بھارت سے کامنگری بیوی قول روانہ کریں۔
کامنگری کے باشے میر بھی جبارتی لیڈر ووں کا یہی ہنایا ہے کہ
کامنگریں مر جلکی ہے۔ دونوں مرحوماً یہی تیری عجیب و غریب ہیں کہ۔

عرس والوں سے بھی چھپروں کا کچھ مسلسلہ نکالا ہوگا۔ لیکن یہ نفعیتی کلم پڑھ کر وہ ہمی اور علوم پر اکری چھپر یاں نہیں بلکہ وہ پیاری پیاری یہوں بھروس بھروس پڑھ یاں ہیں جیسیں اگلی جنگ میں مجہدین اسلام کیلئے تلوار کے استعمال کریں گے۔

اپنے بھی تھے کچھ شمول حظ فرمائیں مگر ہر قواب مجاہتے۔
چیزیں سرت یہ خواہ بھی کچھ یاں ہے دین اور دین کو راجھی کچھ یاں دین کا راجہ ہونے پر تو فدوی یوں اعتراض نہیں کر سکتا کہ اس کا فعل کشف والہام سے ہے اور کشف والہام صوفیوں اور سجادوں وغیرہ کا حصہ ہے۔

کشف والہام کہاں رنجیے کار کہاں ا!
البتدئینا کار راجہ ہونا نکھل کا۔ تاریخ راجھان اور علاالت مسلمین
جنہیں نہیجی شایدی میں یا کسی پر انکو، سکون میں پڑھتے شفیع انکو
جنہیوں ایمنیز مرکز کی بالیں نہیں۔ مگر تو یہ۔ یوں پر کردیکت دہ کتیں
ٹھوکیں پھیجئیں، ما، شاہد، کار، نہ سوت رجھی کر آجھے یعنی کو کہتے
ہیں۔ پھر مسلمان مکراوں کی زندگ ملاحظی کی۔ لیکن معین الدین نام کا
کوئی راجھوں پر نہیں نکلا۔ اب خیال پر اک مکن ہے کہ ہو رہی رُنگ حضرت
خواجہ معین الدین پیغمبر اجمیع مراد ہوں اور راجھ مخفی فرمایا ہے
یگی یہ۔ لیکن دن نے کہا کہاں اجیر کہاں کیا رہ۔ مرس مزادوں پر ہوتا
ہے۔ مزاں انتہی ہی ہے۔

مگر پوری نظم پڑھ کر پڑھا کر داتھی تو اجھی بھی مراد ہیں۔
خیر و نیکائی اور طلاقی کے موجودہ دور میں یہ بذلت خاصی مصیب ہے کہ
مزارات میں پھیج کرے سفر کے اخراجات برداشت کرنے کے بجائے
ہرستی ملے ٹھری پر عس و قوائی کریں گے۔

کدم بر سر مطلب۔ ارشاد ہے۔

سامجی خدروں کو یوں سفارا۔ یہ سخن یعنی اخوت اُبھارا
کرہندی بھی ہم مسلمان نہیں۔ مگر آدمی بھی ہیں انسان بھی ہیں
صلی کی ستر سر ہیں ایسے بلکہ شعر نہیں میں گے۔ آخری
مسروہ کے "گر" کی صورت دو سمعت دیکھئے۔ تو یا ہندو اور مسلمان
جانوروں کی کوئی فضیل ہے جس میں سے ہمکے فخر شاعر نے بڑی
باریکی میں اور مفت سے آئی اور انسان کا اتحار گایا ہے۔
”حددت ادیان“ کی وکالت کرتے ہوئے فرمائے ہیں۔

الحادی حقوق کے مفہوم کی طرح جو ای حقوق کا ہے مفہوم سراسلِ بلکہ ہر
جیسے بلکہ ہر قوہ میں یا جائے۔ محترم کی نرم دل اور بھی ملاحظہ فرمائیں
کہ سکس وغیرہ یہ جو ٹھکی جاذب میں سے کرتے کرتے جائے ہیں یہ سے
بھی آپ نے داخلِ علم قرار دیا ہے۔ میں مقصود ہو ٹھہرے ادب کے
ساختہ عرض کروں گا کہ جب اس علم دیوبئے بخات در لائے کا قانون
جنوایں تو ان افشاوں کو بھی جانوروں میں مشاہکروں اور اس جو
کارخاؤں اور یہلوں ہیں جانوروں سے بدتر نہیں گزارہ ہے یہیں
اور ان اُجھیے ہوئے انسانوں کو بھی جو یاں جوں سمیت فحش پا گھوں
پر اونہوں نے ناکھولیوں اور پھر سے ناکھڑیوں ہیں جانوروں سے
زیادہ المناک نہیں گی پس کر رہے ہیں۔ راحت و آرام حالت کرنے
کے لئے یقیناً یہ بذیب "جا تو" کہنا ناخوشی سے متذکر رہیں گے۔
جیسے کہ ہماری جمیعتہ العلماء نے جید آبادی مسلمانوں و آپتو
قرار دینے کی گذاش حکومت سے کی ہے اور جیسے کہ دوسروں
"روٹی" کو انسانیت و اخلاق پر ترجیح دیتے ہیں۔

ہر ساری حکایت: — آدی کیسا ہی سمجھنا کہ ہو بھی بھی سمجھی کا دردہ
اس پر پڑھی جاتا ہے۔ تنویر علوی دیم۔ لے اچھے خاصی شاعتیں
اور محمد کریما ایڈٹریٹریاں اچھے غصے ایڈٹریٹریں۔ لیکن
ہر ساری سکھی کے میاں میں اپاٹک ان دونوں اچھے فاسے
بزرگوں کی بیاری کا حال پڑھا یعنی میر مطلب ہے کہ ہستہ پا اور
دغیرہ دغیرہ کے دوسرے کی طرح ناکھی کا دردہ بھی تو ایک بیاری
ہی ہے۔ اس دورہ کا عنوان ملاحظہ ہو۔

چھپر یاں

میں کچھا تسا پر طکا تباہ صاحب کا اضافہ ہے۔ صحیح عنوان
ہو گا "چھپر یاں"۔ شاید من اؤستائیں کی ناپری بھی فھرے بازی کا ذکر ہو گا
بیٹھنے تویر صاربے بطور فرد یہ ہے نظایا ہو گا۔ اس عنوان پر
ایک واشیدہ بھی تھا جس میں لکھا تھا کہ "کیرانیں خواجہ معین الدین"
کی یادیں چھپریوں کا سلام عرض ہوتا ہے۔ اب تو اس کا کافی عنوان
احد چھپریوں کا کیا ہو۔ خیال کیا شاید جس طرح حسین میں حسین کے
ضد ای ذمی تمام کرنا کافی پاک چاٹھرے سے خود کو زخمی کر دیں
اور ہنقریب دستی بھوں کا استعمال شروع کرنے والے ہیں اسی طرح

مال بآپ ہیں۔ یکن ان شہر میں کوئی سوچی جو غیر
کفر و اسلام کی صورت تضمیں کر کے موقع برحق حجہ دادی آئیں اتار دیں اور
اس کے درمیان نے ان آیات کو مل سے سانچھیں دھنالا۔

اُسی لیکے منزل پر سب کو یہ بتا ہمارا تمہارا اوہی ہے ممکنا
فانہ تو مر صاحب بخوبی لگائے ہیں کہ جنت اور ہم ایک منزل
کے نام نہیں۔ وہ الگ الگ تھنا و تھلیں ہیں۔ نیز کوئی خود روازہ بھی
ہم تھے جنت میں نہیں ملنا نہ کوئی شرک بہار سے دیا جاتا ہے
یکو کوئی ہم بنانے والے نہ اعلان کیا ہے۔ خالدین فتح امداد۔
صداقت کی کوئی مجرمیتی رہی۔ یہ پڑیں مدد اور یہی مجرمیتی رہی۔

پرشرکم کا دو اپ بہرہ ہے۔ خدا رکھے صداقت و یافت،
محادث ایافت اور اس قابلی کی متنی چیزوں ہیں پورا صوبہ حدی ہیں
سب سب سماں کو عرسوں اور سلووں اور قابوں میں اگئی ہیں صوفہ
ذرکوہ کے قابلیت متروک اور وحدت و مستحب خارج از بحث ہیں۔

۹) راجح مکاہر۔ یہ مسلم گروہ مکول ہیں کوئی مغربت کر رہے ہیں
معاشرہ بلا طلاق تشریف لئے تو وکیوں سے مندرجہ ذیل روایات چوچی۔

(۱) سیتا اور راما میں کیا فرق ہے؟

(۲) گیت اور قرآن میں کیا فرق ہو؟

(۳) ہندوستان اچھا ہے یا پاکستان؟

(۴) تمہاری شادی ہو گئی یا نہیں؟

بیجا ریڑی کیا کیا تو ازیں مغربوں ایجاد کو کیا جواب دیتیں۔
فاکس ایجاد و فرض کرتا ہے۔

(۱) سیتا اور فاطمہ دعوییں ایں جن سے ایک پر بہادر و
وصرم اور ایک پر سلام نہ کرتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ سلام ایک پر خوشی
حکم کے طلاق پستکے قریب ایک اتفاق میں خلاف ادب و احترام
نہیں کہہ سکتا۔ مگر بہادر فاطمہ کے نے بالاتفاق جو چاہیے کہہ سکتا ہے۔

(۲) گیتا تمہارے مدھب کا یہ فرض اور قرآن ہمارے
مدھب کا۔ ہم اپنے مدھب کی رو سے پاہن ہیں لگی تھیں کہ
بزرگوں اور عیقوب کی بیانات نہ کریں۔ یکن تم پڑھے میرے ملکی
خدا کے کلام کا مذائق اخباروں نہ کیں اُڑا لیتے ہو۔

(۳) ہندوستان اچھا ہے یا پاکستان۔ ہوں پوچھو نہ رہتا

تمہاروں نے شنید کیا ہے؟
ہم اسے تو پوچھ رہی ہیں کہ پورا صورت کا ایمان ہے وہ
غور طلب ہے کہ وحدت اور ایمان کے جس میڈیون جاپان تصریح کو خواہ
عترض کی طرف میں کیا جائے کیا اُنہیں اسیں کوئی تاریخی صفات
ہے۔ یا تو یہ صاحب اپنے جلدی کے پھیلے پھر رہے ہیں۔

دریں نہیں ہیں۔

ہر کسی میں قائل آرہے ہیں گرایک طلب پڑھو جائے ہیں
اس پر بدل اسکوں کا ایک سوال پاہنیا۔ ماشروع احمد نے
پوچھا تھا۔

"تو کو اگر ایک گھنٹے کا سرکم کی طرف دھکر کی پورب
کی طرف پیسرے کا شمال کی طرف چلتے کا جنوب کی طرف ہو اور
چاروں کے پیچے نیکھاں داہن رکھا ہو تو بتا زدہ کس طرح کھاکر گئے؟
لڑکے پہلے تو سوچ پڑتے۔ انکیس پچھائے کے آسان کی طرف
دیکھا ہے۔ اہم اسے سظر ہوں۔ پھر خوش ہو کے چلے۔"

"ذمہ سے ہمایں گے!"

ماشروع احمد کا چھپا گھوٹوں سے سرک کرناکی پہنچل پر
اُرمہ۔

"اچن۔ لگھے۔ قول!"

پھر کھٹکوں احمد سے دلوں ہاتھوں کی گھلیوں سے چوچ
کی شکل باکر گھوڑوں کی پوزش کی جاتی جس سے صوم ہوا کھوٹے
گھوٹوں سے ذمہ نہیں مٹھے سنجھوٹ کھڑے ہیں۔

تو اس پہاڑی پارے سے سرلاشادی کا کھاکشاں پھر ایک طالب علم
اچن لگھا دیں۔ ناسار کی بھی ہی بھی آپا ہے کہ گھاٹن دا نکوہن سے
کھایا جائے گا اور فراہستیکے بعد جب یہ گھوٹوں کو اپنی سوتون کو
چلیسے گے تو ہر بھی ایک دھرم سے دوہی ہوتے چل جائیں گے
لہو دنیا کوں نئی نئی کی سلطانیں کی جاتی تھیں تو لادے درمذکوری توقع
نہیں کہیں ہیں غریبیں۔

پرانے اسلام نے کہا تھا کہ مومین اخوٰ نے اسلام کی
آواز ہے۔

نظام اور سب کشہ لایا۔ ساسان آپس میں ایسا جانی جاتی جاتی
ہات جو بھی بیٹھی ہے۔ دیں بھی بھبوط ہے کہ آدم و خواہی بے

ہیں ہر سکنے میں حکومت کو آگاہ کرنا ہوں کہ پہلے
کے تمام ذریعہ اسلام پاکستان پر لگئے ہیں اور
دہان فوج اور پس منہ بھرتی ہیں۔ ہندوستان
میں صرف بونصے اور ضمیختہ اسلام دمگے ہیں جب
پاکستان اور ہندوستان میں جنگ چڑھتی ہی تو بونصے
اور ضمیختہ اسلام ہماری کوئی روشنی کر سکتے ہیں۔

اس سعرکہ الار تقریر کو تابع ہیں کہ تمہارہ مقام ضرور
مال ہو گا جو ہشترکی اس تقریر کو مال ہو اسی میں اس نے کہا ہے
کہ جھوٹ بولو اور سخید بولو۔ اس سے مت ہو کہ لوگ یا کہیر کے
بوسے پلے جاؤ یہاں تک کہ ٹکن جائے ।

ساتھ کے بھی کئی خاتم اس تقریر میں ہیں جس میں کاہکیں
یہ ہے کہ سوچ کی کرن بظاہر ضریب رنگ مظاہر ہے۔ مگر
حقیقت میں سودائی ہے۔ اسی طرح جو اسلام بظاہر جان پس
کے ہیں، حقیقت میں بونصے ہیں۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ کسانوں
کو آلات کے ذریعہ کرن کی پوشیدہ حقیقوں کا پتہ چلا یا ہمارے
شری نظم علی سے اسلام جو انہیں کی جوانی کیسے آزمائی ہو گی۔ کیا
اس کا بھی کوئی آزادی پوچھیا ہے؟ یا کوئی اٹھاٹ لفاظ پر قبضہ
کرے؟ بہر حال اس راز ہنس کو تو شرمیان ہی جاہیں۔ ہم صرف
اتا پوچھنا چاہیتے ہیں کہ اگر شرمیان جو صاحب اولاد ہیں اور غلطی
سے اس سے لڑکیں بھی ہیں تو کیا ہو گا؟

حکومت کو آگاہ کرنے کے الفاظ ثابت کئے ہیں کہ ہماری
حکومت بڑی ہی نا آگاہ اور بے خوبی میتوں کے لئے مکن ہیں۔
سلکے اہل اسلام نوجوان پر لگا کے اٹکے اور بھارتیوں جو جو
نظر آئتے ہیں وہ اہلی بھی بننا پستی ہیں۔ بھی بیٹھتے ہیں۔

خیر نہ لگے بھی کہے تا ظلم صاحب کو مقصود تقریر مال ہو گیہ
یکوں کہ اسیل کے سرکاری ملکوں میں لے سے پہنچ کیا گی اور ثابت
ہو کہ اسماں کے پیچے اور زمین کے اوپر بھی ایک فن کو ادا کر دیں۔

اپنے ہی پاکستانی اچھا ہے جو اضافات کر سکتے ہیں کے دلی
اوہ میڈیا نہ دیکھے۔ دلی کی مشہورین پریس اور زنار کا امتیاز نہ کرے۔
اچھا ہے ہدالوں کے حقوق ہیکٹھیک ادا کرے۔
ہمداد ہے جو طاقت و اقتدار کا شکر میں کمزوروں کو کچھ۔ سے ہیں
کہ علم دھلے۔ ایں حق کا حق مانے۔ ہندو پاکستان یا کسی بھی سلک کو
اسی معیار پر علیحدہ جو اب مل جائے گا۔

(۲۲) اگر آپ کو الشفے بیٹیاں دی ہوں تو ضروری یہ بات
ہے ہیں کہ ہندوستان کے شریفہ دیا جائے اور سلمان حضرت اور ہر اور ہر
کوادی لاکیساں بچی شادی پیدا ہو کے ذکر سے شرمنی ہیں اور بھی
ٹک لے اور ہیں تھہریب کے ذہر سے مشرقی خواتین کی لمحہ کو بالکل مردہ
ہیں کیا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے انہا بھی دیکھ سکتے ہے اور
خدا کے قابل سے آپ تو انہی سے بھی نہیں۔ پھر کیا یہ احساس آپ کو
نہیں ہوا کہ ایسا یہ سوال جیسا کہ آپ نے کہا۔ اگر کوئی آپ کی تکوڑی
بھی سے پوچھے تو اس پاکستان کے احساسات کیا ہوں گے؟

اسی اسکوں کے بلکہ ہم علم ہم ہمارے کو جمع کی قدری
چھپی کو تو اور ہم تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اگر اور اس کی جملے کوئی بیسا
دن رکھا جاتا ہے بھارتی اکثریت کے نزدیک خداوس دیرتی
ہمیں ہوتی تو جھپوریت کی آڑی جا سکتی تھی میکن انوار جس قوم کا
ہندو بھی دن سے اسے تو آپ نے اسے رجھگایا اور اس سے آپ کوئی
روشنہ داری نہیں پھر انہوں کو خصوصیت دیتا ہمیں دارد۔

من خوبی شناسم پر این پارسرا!

از سارچ سلسلہ: — زیبا کا گنجی رکن شیخی ناظم علی ملیسا علیستہ
یہ بحدت اپنے کے بہ قائمی ہوش و واس بذریعہ اپنی زبان خوش
السان کے:-

”ہندو اسلام نہیں ہوں ہندوستانی ہوں۔
گویا جو اسلام اُس وہ ہندوستانی نہیں ہیں۔
چھسر فرمایا:-

”ہندو پاکستان میں جنگ چکر رہے گی۔ پاکستان
حمدلی کئے نہیں رہ سکتا۔ اور امریکی جس کو سن کر اور
پاکستان کا سہارا ایسی گیا ہے جنگ کے بغیر سایہ

ہاتی ہے ।

سوچا چاہئے تھا کہ ان کی وزارت جس مقدس سکولر قانون کی حماقتو اور خائندہ ہے اس کے زیر نگرانی ایسی تحریز پاس ہونا قانون کی توہین اور ان کی منافقت کا ثبوت ہے۔ چکا داشت کے حق چھلانے سے خوش کام جمالاً معدوم نہیں ہوتا۔ اور وہ کو علاقائی زبان تعلیم کرنے کے لئے تو اس حقیقت میں کوئی فرق نہیں ہوتا کہ اردو ہی بھارت کی دوستکار زبان ہے جسے ہم دوسرے ملک میں ایسا سب بڑے شوق اور بغیر کافیت کے پڑھتے اور پڑھتے ہیں۔

۱۲ ابریج سلسلہ ۵۴ء:- لکھنؤ کے ایک مدرسیں پودھری جیسے درجین صبر پاریں لیٹھنے کے فرما یا کہ فوجی امن ادارے کار پاکستان ہر صورت میں امریکہ کا غلام بن جائے گا۔

بھروسہ ہر ٹری خوشی کی بات ہے۔ وہا کچھ ٹھاکرے جلد وہ غلام بنے۔ بھارت کے کچھ اور سیاسی افلاطون و اس طور پر بڑاتے ہیں کہ امریک انداد کے بدلے پاکستان اپنی آزادی بیک رہا ہے۔ ہم ان افلاطونوں سے بھی ہیں کہ کوئی ٹری سرت کا مقام ہے۔ جشن منایے۔ خوشی کے بدلے کچھ۔

لیکن ہاں پودھری عبرواصب! آپ ذرا احتیاط برئے گا۔ پہاڑیوں کو کہاں کراؤ؟ پیدا ہر جرم نہ خانہ کر دیں کہی تھیں پاک امریک مدد پر کی مخالفت کر کے پاکستان کو فلاحی سے پچھئے کی الاشتہری ہے۔ ایسی ہی پاکستان کا بھندہ ہے۔ مدن کا ذرا اسے بسلیگی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

۱۲ ابریج سلسلہ ۵۴ء:- وزیر ایالت نے ۵۴ء کے مالی بھیڈیں عوام پر کروڑوں روپے کے سرزیں لگانے کا پیارا روح ادا دیا ہے۔ اور فصل دیکھ کر کروڑوں روپے کے گھٹٹے کی تلافی کے لئے کروڑوں کے بوٹ جاری کئے جائیں گے۔

زیادہ باریکی تو وزیر مالیات جائیں۔ میں مسلمان العرب ملی اتنا اکستہا ہوں کہ اگر نئے روٹ چاپ کر کی گھٹا پورہ سکتا ہو تو تھیں کسے بچھے سے ھنوں عوام کا کوئی نکالا جائے ہے۔ جتنے روپے ٹیکسوس کو مال کئے ہیں ابتنے ہی کے روٹ زیادہ چاپ کئے جائیں۔

ہر یہ بات کو کافری کشیوں پر بھتا کا فاغلہ یا کے سارے افسد اپندر کی چنان سے بچ کر کیوں نکر سکتے گا اسے ایشور پر حبودہ دیکھ۔

۱۲ ابریج سلسلہ ۵۴ء:- ایک ہندو ہماجی معاشر کہتا ہے کہ مسلم لیگ کے وقت کئے مسلمانوں نے کانگریس کا ساتھ دیا انجلوں پر گھنے تو انگلیاں بعد میں ختم ہوں گی قوم پرست مسلمانوں کی تعداد پہلے ہی ختم ہو جائے گی۔

لے کتھے ہیں ٹھنڈی تھارا تھر جیسا ۔ ۵

مری خاک تک مددیں نہیں انتیسہ باقی

انھیں مرنے کی اپنکے ہیں انتیسہ آتا

پاکستان کبھی کا بن گیا۔ لیگ کبھی کی بھارت سے ختم ہو چکی لیکن لیگ کا ہوا ہے کہ اپنکے کتھے ہیں ہماشوں کے سروں پر سوار ہے۔ خود ان کا یہ حال ہے کہ ایک ڈھانی آنے کی گاہنہ کی پ اڑھلی اور منٹ بھر میں ہماجی سے کانگریسی ہو گئے۔ دو چار دفعہ گاہنہ کا نام بیا اور دلیش ٹھنڈی کے ہالیہ پر چڑھنے کا نکوس کا ٹکٹ میں کرنے کے لئے ایسی جلدی کچلی بدیں کے کیمپوں سپتھوں سے پکے کانگریسی پلے اکٹھے ہیں اور کانگریس دیوی نے انھیں کی کھکھے ختم لیا ہے۔ لیکن مسلمان بھارتہ قوم پرستی اور ملن دوستی کی غاطر ایمان تک چکس جب بھی ہے وہا شے وہی اہمیت کے کام رکھ کر اپنکا سادوں کے اندھے کہہ رکھنا تھا۔ فرقہ پرستی اور تنصیب جنگ کی رُگ رُگ میں سماں ہوا ہے انھیں تو ہر شخص فرقہ پرست ہی نظر نہ ہے۔

۱۲ ابریج سلسلہ ۵۴ء:- بنارس، کاشی نگری پر چار نی ہماشیں ایک تجویز پاس کی گئی کصدھ جمیوری ڈاکٹر احمد پرشاد سے ہمارا مطالعہ کروہ اور وہ کو علاقائی زبان تعلیم نہ کریں اور اسے کسی نیو روٹی میں ذریعہ تعلیم نہ بنیں۔

بڑی سخفا نہ تجویز ہے۔ اتنا اضافہ اور کر لیجے کی بھارتی مسلمانوں پر ہندوی پرستاقانوناً ہندوی قرار دی دیا جائے اور جو مسلمان اور جو لے اسے پھر لے کی چھانسی دی جائے۔

غیر ہماشوں۔ قم سے تو ہم شکوہ ہیں کہ نیچے پڑھے کڑوی نکلیں ہو چیدا ہوتی ہے۔ مگر وناہ میں کا ہے کہ ہماری سمجھا کا افتتاح مددھی پر دلیش کے وزیر اعلیٰ پہنچت روئی شکر شکرانے کیا جھیں یہ

بکو کر نظر انداز کر دینا چاہئے۔
کل فرمائیں گے۔

اُردو کے ساتھ کچھ بہر ہاتھ سے اسے "جادو دار" کی
کارروائی کر کر نظر انداز کر دینا چاہئے۔
پتوں فرمائیں گے:-

"جو ہوا سو ہوا، گلے مرے نہ لگا ہی یہ!"

حضور احمد تو سب پھٹنے کو تیار ہیں۔ مگر صرف پچھے را بلوں
سے اگر پہنچ جو رایلان کی پیٹ کوں بتا!

۱۷ امریج ٹکھہ۔ کوئی ذمتوں پوچھنے بھگتے اور کوئی رد ہم تھیں
لیکن قریونیت کی خوبی ہے کہ انسانوں کے دلخواستے کی طرح نہیں بھگتے۔ صرف
منز و مترن انقلاب کا تاثر آپ نے دکھ لیا۔ جنرل ٹیج کو دیکے
وں کیتھے قیدی بنار آگیا تو یہ صلح سیم نے پوئے خدا کی ان ادیس فرمایا:-
"جنرل ٹیج کو زندہ رہئے دیا جائے گا۔"

انڈا بسے بحیات و ممات کے اختیارات کا کتنا اُپندا
ہے جو ان نقوشوں میں جملتا ہے۔ اب کوئی بھروسہ بکھرے ہے
گئی یہ خدا کی کہاں گیا پہنچدار ہے صرف دل ایسا یاں اور جنرل ٹیج
چھراقتدار اسی ششیں پر آگئے۔ ہے کوئی جو عورت پکڑے ا

میں حقیر فریضہ دیا کے حکمراویوں سے بھی عرض کروں گا کہتے
وتفی اعتماد روت کے تحت پریشی دالا بوقت کے نشیں پنج چیخت
کو زہبیلو اعظم نہ ڈھاؤ اعد والہات کے باقی ذمتوں کوئی پرس جانتا
مشیت کا مضبوطہ تھا کب کس کا تخت المث نے مشیت کے سامنے
تم اقدار کی آخری چوٹی پر پیچ کر گئی انتہی ہی کمزور اربے اختیار ہو
چکی ایک چوٹی چندا ایک چھر۔ بلکہ چوٹی تو سو اخیں پھچپ کر
چکی جاتی ہے۔ چھر تو اُڑ کر در بھی چلا جاتا ہے۔ لیکن انسان۔۔۔
۔۔۔ بس لاحار کر کر انسان مشیت کی ندت ایکس پر کھیں پھر کہتا
قرآن پکارتا ہے:-

"ان بیتیوں کو دیکھو کجھی شاندار جوں سربراں باغوں
اور دلندہ انسانوں سے بھری پڑی جوں آج ان ہیں
ویرانوں کا بہر ہے۔۔۔ کسی کو گوئی نہ ہے تباہی
کی انتہی تحریریں ہیں کیا ان میں تمہارے بیٹے کو فی

سادہ کام چاہئے دیر دیں ہی کے سرخودڑی ہے کچھ ایشور کو بھی لڑکا ہے

۱۸ امریج ٹکھہ۔ قیامتی کی کشمکش نے بتایا ہے کہ دشمنوں نے اس
آمدی حد سے سخت روشنی پری۔

ماشاء اللہ ہے فی اس آمدی کا سبز باغ بھی قصہ چاہرہ دیش
ستکم نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر فی اس آمدی کا مطلب دیس ہے تو
ہماسٹے موجودہ ماہرین آمدی نے ہے ہیں تو ٹوڑی آسامی سے یہ او سط
کافی ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ سو پچاس دزیر اور رکھیجیے یا موجودہ دزیروں
کی تھیا ہوں اور الاؤس میں عقول اضافے کر دیجئے جیسے دیر دیں
کی آمدی یا اضا ذشدة تھیا ہوں کوچھ کو موجودہ مہماں اصلیہ ہشان
کریں گے تو فی اس او سط اور پڑھجاتے گا۔ فرض یکھی موجودہ کل آمدی
لئے ارب دس کرہڑے۔ پیاس اور رکھیجیے میلہ دزیر حیوانات
وزیر کیسا تی بکھار۔ دزیر گلہر بکھلنا یعنی سے بچنے معاملات کا وزیر۔
وزیر فرقہ پرستی و غیرہ سران دزیر دیں کی آمدی مع ان کے عملوں کے
فرض یکھی دس لاکھ سالا درہ ہوئی اب چند کیلیوں میانے۔ کبھی آف
بیڑا بانی پتے۔ کبھی آف پاک ہر چیز مع بدہ کبھی آفت شاہدین امریکہ
ان دی کشیر و غیرہ۔ ان کیلیوں کے افراد کہ جو جی اور فرض یکھی
لکھ سالا درہ ہوئی۔ ان دلوں آمدینوں کو جو قوی آمدی میں جوڑیجی
حاسس جمع کو فی کیفیت کر دیجئے تو جتنا کی فی اس آمدی کی اتنے بڑھ جائیں۔
اب دزیر حسابات ہنایت فخر کے ساتھ کہ کیلیوں گے کہ۔

لئے کاری اور غسلی کاروں ناٹھ سے دلے چمارتی ہیو و قریباً شزار
ناقدرو اغہاری آمدی کا او سط ہم بر ابر پڑھا رہے ہیں۔ غیر کچھ
کے دھرے جب تھاںے حصہ میں ۲۰ پیچے آگئے تو اب بیکاری
اور غسری کی شکایت کی ہے۔

بیچارہ بھولانا ناٹھ سے گاگر سال بھر سے تو وہ برا برہت من
لیکر کھارا ہے اور آج ہمیں سے فرض بھی نہیں ملاؤس سے کہو۔
"اچن حساب دیکھ حساب! حساب کی بوسے فی اس آمدی
۲۰ پیچے صلا نہ ہے اور تو بھی فی اس میں کا ایک کس ہے!"

۱۹ امریج ٹکھہ۔ جیسا آباد کے دزیر قیام اکھر نے صاحب خوش فرمایا۔
"اُردو کے ساتھ کچھ بہر اسے سعوری دو رکی کا نالی

سچن نہیں؟

وزیر یون رات ملک و قوم کی خدمت کی تھکاٹ دو کر کے کئے
اگر وچار جام شراب روزیں میں بالکل گھر میں تھوڑی بوری رہ گئیں
منا لیں یا کوئی کارہستھیں دنشاٹ کا اختیار کریں تو اخبار والوں کا کیا
بچھتا ہے کہ وہ غواہ گواہ اس کا چسپا کریں۔ باخچی کے دودو دانت
ہم سکتے ہیں تو وزیر یون کے دوکری پکڑوں پر کیا اعتراض؟ فدائی سیر پر
کا صاحب بھگوان رہے گا۔ اخبار والے بھگوان نہیں ہیں۔ سماں کی ریکارڈ کا
حساب عوام میں گئے اور اخبار والے عوام نہیں ہیں خواص میں۔ بد
خواص فو اوص۔

پس ملے اخبار والوں! پہلے اعمال سے آپ کرو۔ آئندہ احتیا
پکڑو۔ وزیر یون کے آرم درخت پر تمہیں شک اٹا ہے تو تم بھی
کلبوں میں جاؤ۔ مشا بخافوں کی رہا۔ تو انکوں کا رخ کرو۔ سینما لکھو
کوں کا فرنزیں منع کرتے ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرفی کی شہزاد آفاق تصنیف

بيان القرآن مکمل

آج بھی ملکہ بھلی سے مل سکتی ہے، اپار ہمتوں
میں مکشل، کافر لکھائی چھاتی اخطل، ہر یہ غیر مغلب
سانکھ روپے، محبدًا عالیٰ ستر کو پے دھلا دہ مھصول
ڈاک)

از در دیتے ہوئے کم سے کم میں روپے پیشگی
لیجھئے، جو دی پی میں وضع کر دیئے جائیں گے۔

منیر

مکتبہ بھلی دیوبندی قلع سہار پور دارپی

۱۸ اسلامی سکھشیر: ایک بھائی بھتی ہے۔

”مسلمان پر فرقہ سقی کا الزام لگانے والوں کا نہیں
ہیں انہی صورت دیکھنی پا پتے۔“

اُنہی سے آئیں کیا دیکھیں گے۔ وہ تو اپنا اپنے ٹھوٹ ٹھوٹ کر
مسلمانوں کا اذانہ لگاتے ہیں۔ بھروسے اُنہی سے کہا ساری
دنیا میں سنا ٹھاہی سنا ٹھاہی سنا ٹھاہیں اندھرا ٹھاہ۔

۱۹ اسلامی سکھشیر: تقدیت سکارٹے میں جیب ہیں۔ عورت سو مرد
انہی سے عورت بخشے کے واقعات تو آپسے اخبار والے ہی پڑھی
ہیں گے۔ اب یہاں کشیدیکھ کے ہماری طرف ہزاروں گاہیں اکام
گھوڑا بیٹھیں!

جی ہاں گھوڑا۔ آپ نے سنا ہو گا اور شکاری بھائیوں نے
دیکھا ہو گا کہ شیر پڑھتے اور لوڑ ری ہرن کی طرح ایک ٹھوٹ میں گائے۔
نام کی جی جھکلوں ہیں بھتی تھی۔ ہولے اتفاق بائی پلی کریں ساری کلے ای
قلم کقدم نہیں گھوڑا جو گئی ادب فرمائے ہیں یوپی زبانی پڑھتے کے
مہربان کریں کرم کسر دوں اور طبوں اور شیل گھوڑوں سے صوری کی دشنس
فی صدری ٹھلوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ہندو ایک پاکست کاسان کا طبلے
کا شر چل جاؤ ہوں کی جی کوئی باقاعدہ اجنب ہوئی اور کافر کی ایڈ
ہوتا تو وہ کہتا کہ کسی آزادی ہے۔ کسی جھوڑتے ہے کہ ہم سے زندگی
ٹک کا حق چیننا بخار ہے۔

کہ ہر یہ رکنی دیوبی صاحب! آپ جاؤ ہوں کے ساتھ
خالا زبردا کی روک تمام کا قاتوں بخونے کی غلکری ہیں۔ اور ہاتھ
ترا جنی بڑو ڈالنے ان کے پیچے ہمتوں نے گھوم لیتے ہیں۔

۲۰ اسلامی سکھشیر: کہہ ڈالا جناب ہم منتشر کر کا ٹھوٹ صاحب نے
کہ ہندوستان کے بہت سے اخبارات وزیر یون کے سکھی کیر پکڑ پر محنت
چل کرستے ہیں۔ اس لئے ہم اس متعقولیت کو حضور دیکھیں گے۔

بیٹک بیٹک! وزیر یہی ذرستہ ٹھوٹ کے بھی کردار پر جو کافر
حقیقت کرے وہ ایک سودا سیمہ، یا گوشمال کا سزاوار پر بھیکے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

از مشیر الحق، بحسری آبادی

ما خذ :- المستدرک للحاکم۔ اسد الغاب فی معرفة الصوابہ۔ صفة الصفوۃ لابن جوزی۔ طبقات ابن سعد وغیرہ۔

کیونکہ اسلام کو روکنے کے لئے کافر دن کے پاس صرف یہی ایک نذریتی تھی۔

سب سے پہلی جنگ جور دینا آنے کے بعد مسلمانوں اور بدر کافر دن کے درمیان ہوئی وہ بدر کے نام سے مشہور ہے۔ اس وقت حضرت عبد اللہ بن عمر بھت بھی کھن خنے، انہوں نے جنگ میں شریک ہوئی بھت بہت کوشش کی، مگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کم عسری کی وجہ سے اجازت نہ دی۔

احمد دوسرے سال جب انہوں کا محکمہ ہوا تو اس وقت حضرت ابن عثیمین کا سرپرستہ سال سے کم تھا پہلی مرتبہ چونکہ آپ کو اجازت نہیں تھی، اس لئے اسی مرتبہ انہوں نے بہت کوشش کی، مگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پار بھی کم غیرہ بھی کے سبب سے اجازت نہ دی۔

انہوں کے بعد کافر دن کے بہت سے قبلوں نے خندق بلکر میں رکھ لیا۔ مسلمانوں نے خندق کھود دی تاکہ اس کی اڑیں مقابلہ کر سکیں، حضرت عبد اللہ بن عمر نے خندق کھود دی برس کے ہو چکے تھے، اس نے بنی کرم علیہ السلام والسلام نے شرکت کی اجازت دیدی اور انہوں نے پہلی مرتبہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ کافر دن سے جنگ کی۔

بیہت رضوان سنتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیہت رضوان اداہ سے مکمل مظہر روانہ ہوئے، پہنچ دہ سو صاحب پرستا تھے۔ سب احرام باندھے ہوئے تھے، تاکہ لیکن بڑی کام

حضرت عبد اللہ بن عمر سے مشہور صحابی ہیں، حدیث، تفسیر، تاریخ اور سیرت کی ہو کتاب بھی پڑھی جائے صفو صفو میں ان کا ذکر ملیتا، حضرت عمر بن عبد اللہ عنہ کے نام سے بڑے بیٹے تھے۔ اور ہمارے طرح اللہ درکول کے فدائی اور اسلام کے شیدائی تھوڑی زندگی اللہ کی تائیداری اور رسول کی فرمائی داری میں گزری۔ اصلی نام عبد اللہ اور کنیت ابو عبد الرحمن میں، لیکن ابن عبد الرحمن سے مشہور ہیں، والدہ کا نام احمد بھی بہت مضمون ہے۔

ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے درمیان سال آپ مکہ میں پہنچا ہوئے، ہوش بخالا تو اپنے پورے گمراہ مسلمان پایا، بھی آپ بچپن تھے کہ حضرت عمر (اسلام ناٹے بچپن اپنے بڑوں کو جو کچھ کرتے دیکھتے ہیں وہی کرنے لگتے ہیں، اور جو کچھ کرنے ہیں وہی کہنے لگتے ہیں، اس نے حضرت عبد اللہ بن عمر کی پیشے کیا تھی اسی سے اس کا اگرا شہر ہوتا تھا، اسے مسلمان اور نے کی وجہ سے آپ کو وہ تکلیف نہیں سہنا پڑیں جو دوسرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو اسلام لائیکے جسدم میں انہانی پڑی تھیں۔ پھر کام ابتدائی زمانہ مکہ مظلوم میں گزرا، لیکن جب کفار کی تکلیفوں سے گھبرا کر مسلمان ملک حموریتے لگے تو حضرت مسیح رضی اللہ عنہ بھی بھرت کر کے مدینہ متورہ آئے، اس طرح حضرت عبد اللہ بن عمر اپنے والد کی ساتھ مدینہ پہنچ گئے۔

غذوات اور کافر دن کے درمیان لڑیاں ہوئے لیکن

تیرہ صد نئے کی مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند جاں نشا و صحابہ کے ساتھ میدان میں جسے رسم، الشرعاً نے مدد کی اکھر سے ہوئے قدم جم گئے اور ذرا دیگر کافر مار گئے۔

اب صرف طائف کا فلمہ باقی رہ گیا تھا، جنین کے بعد مسلمانوں نے اس قلعہ کا غاصہ کر کے فتح کر لیا، حضرت عبداللہ بن عوف موجود تھے اور انہوں نے سیعیت کی تھی، آخر کار مسلمانوں کی پوتت دیکھ کر کافر دوں نے صلح کرنی اور مدینہ کے مقام پر صلح نامہ لکھا گیا۔

تیوک فوج کیسا تھے مدینہ منورہ کی طرف بڑھ رہا ہے، اس خیز کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبی مقابلہ کا سامان کیا سخت پریشانی کی حالت تھی، صد بیوں سے دھیوں کی پیشیت عربوں پر قائم تھی، اسلام کے دھن منافق اور دہشت پسلا رہے تھے، تو کم بھی بڑھت تھا، گری بڑے زد کی پڑھی تھی تو کے جوئے بھلسائے دیتے تھے، خصلیں کئے کوکھڑی تھیں، سواریاں تکلی سے مل رہی تھیں، سامان کی وقت تھی، وہ پی پیٹی کی تھی، میکڑوں میں کی منڈل تھی، اور ایک زبردست و شن کامنا باید تھا، لیکن اسلام کے خلافیوں کی تھیں بلند تھیں، اللہ کے رسول کے اعلان پریس ہزار جاں بشار تباہ ہو گئے، حضرت عبداللہ بن عمروؓ تھے، یعنی ساتھ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پوتت دو فوج کیسا تھے رومی مردوں کی طرف بڑھ، تیوک کے مقابلہ پر ہمچل کیا تھا، ایک ہفتہ تک رہیوں کا انتقام لیا، لیکن مسلمانوں کے چوش اور دلوں کو دیکھ کر قیصر کو سامنے آئی گرأت نہ ہوئی، اور مسلمان اس پاس کے علاقوں پر اپنا اثر جا کر واپس آگئے، حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا سر بیٹھ بریس کا تھا، اب ایک بہا دری اور مستعدی کو کھلائے صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور انہیں دعا دی۔

یور کی لائسنس حضرت عبداللہ بن عمروؓ یہیت چہاریں اپنے والد ماجد حضرت عمر بن اوقیاضی اللہ عنہ کو سترے، اخنقت صلجم کے بعد متعدد جنگوں میں شریک ہوئے اور اپنی پوتت دبھا دری کے نقش دھنوں کے دلپر بھاد رہی۔

علم عمر انسان کی اسریت یہ ہے کہ اس کے سامنے جس وقت جو کام آئے اس کو اتنی اچھی طرح

شہبھی نہ ہو، لیکن کتنا بکرے اس کے باوجود مسلمانوں کو روکا حالات بہت نازک ہو گئے، اور لوگوں کا سخت خطرہ پیدا ہو گیا تو اخنقت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے جاں شاری کا چور لیا، جو بیعت وہوں کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کو پسند کیا، اور بیعت کرنے والے مسلمانوں نے اپنی خوشی اور رضامندی ظاہر کی، اس موقع پر حضرت عبداللہ بن عوف موجود تھے اور انہوں نے سیعیت کی تھی، آخر کار مسلمانوں کی پوتت دیکھ کر کافر دوں نے صلح کرنی اور مدینہ کے مقام پر صلح نامہ لکھا گیا۔

خیبر صلح حدیث کے بعد عزوة خیر ہوا، ابھیں بھی تیوک اپنے شریک تھے، جنگ ہجودیوں کی شرارتوں کے دکن کے لئے تھی، مسلمانوں کی تعداد ڈوٹی یہ بڑا تھی اور ان کے مقابلہ میں ہجودی بیس بڑا تھے، ان کے پاس ہر طرف کا سالانہ تھا، حفاظت کے لئے بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی، ہجودیوں کی قوت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی، اور مسلمان ان کی شرارتوں اور چوال بازوں سے بچتا پاگئے۔

فتح مدینہ مسلمانوں اور کافر دوں میں جو اخڑی جنگ ہوئی تھی، ابھیں کے بعد اسلام نے ہمیشہ کمی کفر کا خاتمہ کر دیا اور تھک کے نام سے ہبھوئے، ہجودیوں میں دس برس کے لئے صلح ہوئی تھی، لیکن دو تین برس کے اندر کافر دوں نے عمر توڑ دیا، مسلمانوں کے ساتھیوں کو حرم کے اندر بانا، جو رہا مسلمانوں کو دیکھ پڑھاتی کرنا پڑی، اس وقت عبداللہ بن عمروؓ کا سر بیٹھ بریس کا تھا، اب کی بہا دری اور سپاہی کی طرح فوج کے ساتھ چل رہے تھے، اب کی بہا دری اور مستعدی کو کھلائے صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور انہیں دعا دی۔

حُسْنِ طَائِف امکان مظہر فتح ہو جائیکے بعد جن کافر قبیلوں نے مقابلہ کی ٹھانی، جو بعد مسلمانوں کو بھی نہ پڑا۔ یہ ٹھانی تاریخ میں عزدة وَ حُسْنِ کے نام سے مشہور ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ اس میں اخنقت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے، یہ معمر کہ بلا سخت تھا، کافر دوں نے اس شدت سے

ہر جگہ کے لوگ جمع ہوتے تو اپ اس وقت حدیث سناتے جو تمام دنیا میں پھیل جاتی، اگر کسی کو حدیث کیلفات کا ہم کروائیجئے تو ہبہت ہی سمجھی سے لے کر اور پھر حدیث کے مطابق عمل کر کے دکھا دیتے۔ علی بن عبدالرحمن رضیتھیں کہ ایک مرتبہ میں نماز میں لکھیوں سے کھل رہا تھا، میں ہمشتری دیکھا تو کوئی یا کہیں طرح آخرت صلعم نماز پڑھا کرتے تھے اسی طرح غاز پڑھو۔ پھر خود مناز پڑھ کرستا۔

حدیث پر عمل بھی بہت کرتے تھے، جیسے اس کا خیال، سمجھتے کہ آخرت کا کوئی کام ایسا نہ چھوٹ جائے جس کی سروری دکھر کر سکوں۔ آپ کے طریقہ آخرت کے شام رہا، حضرت مخدوم شیر کہتے تھے کہ بھی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم میں سے ہر شخص کچھ کو کھڑو دیں گے اگر نہ شر اور ان کے بیٹھے عبداللہ بالآخر ہمیں بدھے۔ اگر کسی کو فقط حدیث بیان کرنے سے تو بلا خوف اسے مجھ فہم میں نوک دیتے، ایک مرتبہ ایک معافی عبید بن عثیر ایک حدیث سناتے ہے تھے، حضرت عبداللہ بھی موجود تھے، انھوں نے اس طرح ہمیں ملائی جس طرح حضرت عبداللہ نے سمجھی، اگرچہ عبید حضرت عبداللہ سے پرسہ تھے، مگر میں پڑھے بغیر کسی خیال کے توک میا، حضرت عبید بن عثیر کو ہبہت ہی فیرت آئی، حضرت عبداللہ نے کہا اگر انھر کی صلعم سے میں نے ایسا نہ سناتا تو کبھی نہ توکتا۔

اسی احتیاط کی وجہ سے ہمارے اپ کی حدیث پر پوری طرح اعتماد رکھتے تھے، اور ان کے ہوتے ہوئے کوئی دوسری ثبوت نہیں دعویٰ نہ تھے۔

فقہ حدیث کے بعد سب سے ضروری علم فقہ ہے، کیونکہ اس سے ماقینت کے بغیر کوئی عمل ممکن ہی نہیں، اس سے اپنے اس جانب بھی فاصلہ توجیکی، جہاں اپ عالم قدسان اور مذکور تھے، وہیں فقیر بھی اپنا ایک درجہ رکھتے تھے، اپ کے سچی مسائل کے مستند ہوئے کا ثابت صرف یہی ہبہت ہے کہ امام بالکل کے مذہب کا وارثہ ملما سہی ہر ہے، اپ کے غلام حضرت مالک اور اپ کے بیٹے حضرت سالم کے ذریعہ امام بالکل کو اپ کی جو دو ایسیں بھوپی ہیں وہ انتی مجھ اور بیکی بھی جبا قی میں ک

اجام دے کر لوگ یہ بھیں یہ شخص اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے حضرت عبداللہ میں یہ صفت بہت زیادہ تھی، وہ اگر جنگ کے موقعوں پر ایک بہادر سپاہی کی طرح سامنے آتے تھے تو ان کے وقت اپا ایک فائم قدسان، حافظہ حدیث، اور فقیہہ بیہدہ کی حیثیت سے ظاہر ہوتے تھے۔

قرآن مجید حضرت عبداللہ کو شروع ہی سے قرآن مجید کا شوق تھا، تلاوت کثرت سے کرتے تھے اور حفص سرسری طور پر نہیں بلکہ ہبہت بھی خوب فکر کرو سوچ بھکر ایک ایسا ایت کو پڑھتے تھے، قرآن فرمی کاماؤ لے لکھنے پر ہی سے تھا، پھر میں ایک مرتبہ اکھضرت صلعم صاحبہ کرامہ کے ساتھ پڑھتے تھے، حضرت ابو بکر و عمر و عاصی اللہ عنہم بھی موجود تھے، ایک ایت کے مسلسلہ میں آپ نے پوچھا کہ وہ کون سا درخت سے جو پھیشہ سر بیڑہ شاداب رہتا ہے، تمام صحابہ قاموش رسمے بعد ہمیشہ نبی کرم صلعم نے خود ہی بتایا وہ کھجور کا درخت سے ملکان میں آپ نے بعد حضرت عبداللہ نے اپنے والدے کہا اکیں سمجھ گیں اقا مگر نما فاعل کی وجہ سے خاموش رہا، حضرت عمر نے ہم کاشم نے بتاریا ہوتا۔

حدیث شریف اکابر اکھضرت صلعم کی تمام یا تو کویا درست، اگر کبھی کسی کام سے چلپے جاتے تو اگر ان لوگوں سے اپنی غیر موجودگی کے تمام واقعات پوچھ کر با درکشیت جو اس خیل میں ہوتے۔ احتیاط اتنی زیادہ کرتے کہ اگر کوئی شخص حدیث سناتا تو فوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر تصدیق کر لیتے یا پھر اس شخص سے تصدیق کرتے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سناتا۔

آپ کی یہ ہبہت بڑی اور زیبی کو حدیث تمام دنیا میں پھیل ہائے، اکھضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اچھے سالہ سال تک زندہ رہے، مگر اپنے کوئی عہدہ صرف اس وجہ سے نہیں قبول کیا کہ اس کی وجہ سے میں علم کی خدمت نہ کر سکوں گا آپ ہر شخص کے پاس جا کر خود حدیث سناتے، جو کے موقع پر جب

ج تقریباً اہر سال کر ریتے تھے، یہاں تک کہ جس سال مک
مسکن ملکہ شعرا نہیں تھا اور دیاں جائیں اور عبداللہ بن زید رضی اللہ
عنہیں جنگ بدری تھی، اس مرتبی میں آج کی غرض سے پڑے
لوگوں نے کہا کہ اس مرتبہ جس خطرہ میں جلتے۔ اپنے حرب
دیا کہ الگری نے جبر اور وک دیا تو اسی طرح وک ماؤں کا، جس طرح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نگنوں نے روک پایا تھا، اور وہ وک
لگئے تھے، الگری نے کچھ نہیں کہا تو فرو رجاؤں گا۔

منہت کی پانچ دنی کا اتنا خیال تھا کہ جو ہونڈ ذ صہن کو رہ
باتیں کرتے تھیں انحضرت نے کی تھا، جب کچھ کرنے جاتے تو
ہر سو جنگ قیام کر رہے تھے جہاں انحضرت نے قیام فرمایا تھا اور صفر
میں ہر اس جنگ میں اپنے سوچتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی۔
آنحضرت سلم میں ایک پاراگ ک درخت کے نیچے سوچتے تھے حضرت
عبداللہ جب دہاں سے گزرتے اس درخت کے نیچے خود سوتے
جے کے سفر میں وہ مدد احتیا کر رہے تھے جس سے آنحضرت گئے تھے۔
مشکلات کا اتنا خیال رکھتے رہیں ہر نماز کے لئے نماز و خرو
کرتے، مسجدیت ہی اہمتر اہم تھے تاکہ قدم کی زیادتی کو روپ
بھی زیادہ نہ۔

اخلاق حضرت عبداللہ بن مسیح اپنی آنکھ اپنے والدہ عصرِ م
رضی اللہ عزیز جسے بزرگ صحابی کی جو دین کھوئی تھی
کر کم طیاراً مصلوٰۃ الاسلام کی خدمت میں پہنچن گزا، بڑھ کر ہوئے تو
آنحضرت کی بات پہنچنے سے اس نے نا ملکی خاک اک اپ میں وہ اچھے
اخلاقی ترمیدا ہوئے جو آنحضرت کی ہیراث تھے۔

اپ اپنے اہل بھیال اور لوٹری غلام کا بہت خیال
رکھتے تھے، اپنے بھیں چاہتے تھے کہ بیری وجہ سے کسی کو کلیف ہو۔
غلاموں کو اپنا لڑکا کہتے تھے، ایک بار غلاموں کے کھانے میں در
ہو گئی تو اپ بہت نا ارض ہوتے، اور جب تک انھیں کھلانہ لیا
پہنچنے لگیں اتنی۔

اپ غلاموں کو کمی نہیں بلانتے تھے، الگری خوف کی وجہ سے
کچھ نا ارض ہوتے یا امار دیتے تو بیویں بہت افسوس ہوتا اور کفارانہ
میں اس عنان کو کذا کر دیتے۔

مزاج میں سے نیازی ہوتی تھی، ولات اپ کے نزدیک

سیلیلِ الہلّا ہب د مولیٰ کی زخیر، کہلاتی ہیں۔

یہ پہلے مسلم ہو چکا ہے کہ آپ میں احتیاط بہت تھی،

اسی وجہ سے ہر سلسلہ کا بہت سی غریب نظر کے بعد جواب ریتے تھے۔
الگری ملکیں آپ کو شیرپور تا تو خاموش ہو جاتے اور سبق دیوچنہ والی
کو لوٹا دیتے۔ الگری فتوحی دیجے کے بعد اپنی ملکی کا احساس ہوتا
تو اس سے فرما گہرے کہیں نے غلط جواب دیا ہے، صحیح ہے۔

ر ۱ اپ کے نزدیک ملکار کو اپنی رائے (اجتہاد) سے

جواب دینے کا بھی حق تھا، الگری ملک کا جواب قرآن کی
حدیث میں صاف صاف نہیں تو غور کر کے الشادر مشوی کی
منظار کے مطابق کوئی راستے قائم کر کے پھر سبق سے پوچھنے کا کہو
تو اس بارے میں اپنی رائے بتا دو، اگر وہ کہتا تو بتا دیتے، میکن
اس کے بعد بھی کہہ دیتے کہ یہ بیری راستے ہے، الگری ہادل کے
لسان بورہ تھیں۔

عیادت اپ صرف عالم ہی نہیں تھے بلکہ جو کہتے تھے وہ

کرتے بھی تھے، حدیث بیوی پر بہت سکنی سے عمل
کرتے تھے، قرآن کے ایک ایک طبق پڑھتے تھے، قرآن پاک میں صواہ
کے منطق ارشادیں کجب خدا کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دل
جاتے ہیں، حضرت عبداللہ جب تلاوت کرتے تو اس قدر وہ نہیں کہ
اپ کی والدی ترپور مہماں۔

ایک روز اپ سوڑہ کوئی لامتحب قیادی پڑھ رہا تھے
جب کوئی نیچو نامی بوت اندھیت پر پہنچنے تو دنے لگے
اوہاں قدر رہتے کہ آپ کی بھکیاں بندھ گئیں، وہ پھر اسے نہ پڑھ
سکے۔

خاڑہ میں زدق و شوق سے پڑھتے۔ اپنے کے علام حضرت
نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن حجر رضی اللہ عنہ رات میں کشرت سے
خاڑیں پڑھا کرتے تھے، اس کی وجہ صرف یقینی کہ ایک متسرعہ اشر
صیغہ شرھی و قوم کے کسی سے اتنا کہدا یا تھا کہ عبداللہ بن کہا ادنی
ہوتا، الگریہ رات میں خاڑیں پڑھا کرتا، حضرت عبداللہ بن کہا ادنی
سلیلِ الہلّا ہب د مولیٰ کے نیچے پیسوں کریما کہ رات کو بہت
کم سوتے اور زیادہ تر وقت خاڑیں لگانے لگتے، قرآن مجید اتنی
کشرت سے پڑھتے کہ اکثر ایک رات میں پڑھا اتنی کہتے تھے۔

استعمال ہیں کرتے تھے جس سے عیش و الام کا پڑھ لے، خوشیوں
اپ ہیں ملاحتے تھے، صرف جلد کو اس لئے لگائیں کہ ملت ہے۔
بہت ہی سادہ طریق سے رہتے تھے، رہیش کا گلاس
تک متعال نہ کرتے تھے، لکھی کے ترن میں پانی پیتے تھے۔

دھو توں میں پر شخص ہی المفرد تکلف کرتے تھے مگر اپ کا
دستِ خوان اس روزگارِ تکلفات سے پاک ہوتا، اپ کے غلام ناخ
کہنے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک اونٹی ذریعہ کی کمی تو این موڑتے چھوٹے ہے کہا
کہ جا کر بیرونی طالوں کو دعوت دے آؤ، میں نے کہا کہ دری ٹھیک ہیں
ہے، کس چیز کی آپ اور دعوت دے رہتے ہیں، آپ نے کہا کہ گوشت
اور گورہ بوجوڑ دھی جسے کہا تا ہو گا لحاظے گا اور جو نہ چاہے گا ہیں
کھاتے ہیں۔

اپنی سادگی اذکرِ المذاہجی کی وجہ سے اپنا کام کمی دھرو
سے ہیں کرتے تھے، خود بیان کرتے تھے، ایک مرتبہ میں اُن حضرت
صلحگم کی زندگی میں اپنا مکان بیکری مدد کے خود بھی تماں کیا تھا۔
صد قدر خیرات بہت کرتے تھے، مگر اس میں بھی یہ عیال
کرتے تھے کہ محبوب ترین چیزوں کو صدقہ کریں کیونکہ الش تعالیٰ کا
ارشاد ہے کن شائعاً انْرِزْهُ مُثْقَلَةَ الْأَكَافِرِ، جنک کہ اپنی محبوب
چیزوں کو خیرات کو دے گے پوری سلسلی دعاء میں کر سکتے گے۔

آپ کو وہ غلام سب سے زیادہ پسند ہوتا تھا جو عبادت
گزارہ تھا، اس وجہ سے اسے آزاد کر دیتے، جب غلاموں سے دیکھا
اپ عبادت کرنے والے غلاموں کو آزاد کر دیتے ہیں، تو سب کے سب
عبادت کرنے لگے، وہ تمام دن مہدوں میں نہایتی پڑھتے، اپ نے
ہر ایک گوازار کو ناشروع کر دیا، لوگوں نے بتایا یہ علام اپ کو دھکا
دے رہے ہیں حقیقتاً یہ عبادت ہیں کرتے ہیں، اپنے جواب
دیا کہ جو شخص ہیں جن کے نام پر دھوکا دیتا ہے ہم اس سے دھکا
کھالیں گے۔

آپ اس کثرت سے غلام آزاد کرتے تھے کہ آزاد کئے چھے
غلاموں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہو گئی تھی۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک اونٹی عمر بیدری، اور اس پر جو اور ہو کو
آپ جو کے نہ پیدا، ملستہ میں اس اتفاقی کی چال پسند اگئی، فراہ
ان پر ہے اور بولے کہ اسے بھی قربانی کے جائز دل میں شامل کرو دو

ٹھیکی سے بھی کتر تھی، بھی اس کی طرف آنکھاں ھاکر بھی ذوق پختہ۔
آپ کے دستِ خوان پر ہمیشہ کچھ نہ کچھ لوگ موجود ہوتے۔
حضرت ابو یحییٰ حفصیٰ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن عربی المذاہجی اُن موقت
تک کھانا نہ ہیں مکھاتے تھے جب تک کہ ان کے دستِ خوان پر یعنی
ڈیٹھے ہوں۔

اپنا کام کبھی کبھی سے ہیں کرتے تھے، مگر دسروں کا
کام بہت کرتے تھے، حضرت جاہد رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ
ایک مرتبہ مغرب میرزا عفان کا ساتھ ہوا، میں نے سوچا تھا اکانگی
خدمت کروں گا، مگر انھوں نے جسکو استاذ موقع ہی نہیں دیا، بلکہ
اسٹادہ میرزا ہی خدمت کرتے رہتے۔

اپ کبھی صدقہ قبول ہیں کرتے تھے، پر یہ اونچے لے
لیتے تھے یعنی اگر ذرا بھی شہر ہو جاتا تھا تو اکاڑ کر دیتے تھے بھی
مرتبہ لاکھوں کی رقمیں رد کر دیں، ان کو اپنا ایمان استاذ عزیز عمالا کے
سامنے ساری دنیا کی بھی کوئی حقیقت نہ تھی۔

دعوت قبول کرنا چوڑکنی کریم کی سنت ہے اس نے اگر
کوئی آپ کو دعوت دیتا تو اسے قبول نہ لیتے، اگر کسی کے بیان جاتے
تو یعنی روشن سے زیادہ تفہیرت کر کر تو اس سے زیادہ رکنا سنت
ہے، اپ کے غلام ناخ اسیان ہے کہ ایک مرتبہ عبدالعزیز
بن عاشور ایک شخص کے ہجان ہوئے، یعنی روزہ نیک اس کے بیان
رسٹھ، چوتھے روز آپ نے جو سے کہا کہ ناخ منصب نہیں پوری پوری
اب اپنے خرچ سے کھانے کا استلام کر دے۔

آپ کو الش تعالیٰ نے ہری فراغت و خوش حالی بخوبی پہنچا
کی رقمیں آپ کے پاس آتی رہتی تھیں، یعنی یہ ساری دو لٹر اللہ
کے رین کی ترقی اور اس کے بندوں کی خدمت میں خرچ ہوتی تھی
ایک ایک مرتبہ میں میک میلی چھیزیں پکیں ہزار روپے صدقہ کر دیتے
تھے، ایک ہاماپنے ایک ہی جلس میں بیٹھیں ہزار روپے تھیں
کئے، تھوڑی دیر کے بعد کچھ لوگ ائمہ جمیں سعیہ نہیں ملا تھا
آپ کے پاس اب قسم ہیں جیسی سرگار میں خالی لوٹا ناجی ہیں
چاہتے تھے، اس نے جن لوگوں کو دے پے دیتے تھے انھیں سے
قریب ریکارڈ نہیں کر دیا، کسی کے پاس کوئی چیز رہ جاتی تو واپس
نہ لیتے، یعنی فارغ البال ہونے کے باوجود اپ اسی کوئی چیز

انہیں بالوں کی وجہ سے لوگ اپ کو محبوب رکھتے تھے۔ اور ایسی بہرہ بات کو ان نے کئے تھے نیارہ ہے تھے، حضرت عبداللہ خود فرماتے تھے کہ لوگ جو ہے اتنی محبت کرتے ہیں کہ انگریز ان کی محبت چاندی اور سونے کے عوض خسروں ناچاہوں تو اتنی نہیں حاصل کر سکتا۔ ابھی وہ وقت مجھے حاصل ہے۔

شخص ایص | حضرت عبداللہ بن عفرؑ اُنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ بہت سی بہت محبت رکھتے تھے، حضور کی زندگی میں وہ بہت سی بہت محبت کرتے رہے، دفاتر بھروسی کے بعد آپ کبھی بھی خوش نہیں رہے، اُنحضرت کی دفاتر کے بعد بھروسی میا مکان نہیں سنا یا اور نہ کوئی باغ لگایا جب کبھی کسی بس سی حضور کا ذکر خیر ہوتا تو وہ نے لگتے، اُنحضرت کی محبت کی وجہ سے آپ کے اہل بیت سے بھی بہت محبت تھی، ایک بار ایک شخص نے آپ سے پھر کہ خون کا کفارہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا مکان بھاگا ہے؟ اس نے کہا عراق، فرمایا کہ تعجب ہے جبکہ لوگوں نے شی کو تم حملہ کے داسے کو شہید کیا تو آخرت کا خیال نہ آیا اور اج پھر کا لکڑا رہ پوچھتے ہو۔

حضرت عبداللہ کو اُنحضرت سے اتنی محبت تھی کہ وہ ہر وہی جیسے محبت کرتے جسے اُنحضرت حملہ کے دامن قبلى پہنچا، ایک بار جی کو تم حملہ کے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا تھا، حضرت عبداللہ اپنی نام زندگی اس درخت کو پانی دیتے رہے تاکہ شکل نہ ہوئے۔ اُنحضرت کے شہر یونیس سے اتنی محبت تھی کہ انگلی کے باوجود بھی دہاک سے لکھانا پسند کرتے تھے، کہا کرتے تھے کہ اُنحضرت نے دعا قرایا ہے کہ شخص یونیس کے ہدایات پر ضرر فرمائے گا قیامت کے دوں نیں اس کا شفیع (سفارشی) ہوں گا۔

کافی دولت ہوئے کے باوجود اپ اپنی ذات پر بہت کم خرچ کرتے تھے، لباس بہت سمحومی پہنچتے تھے، تکمیلی کبھی قسمی لباس کبھی استعمال کرنے نہیں، نافری میان کرتے ہیں کہ میں نے انکو بالعمد کی بھی چادر اور ٹھیکانے ہوئے دیکھا ہے۔

آپ سنیں جو آت اور یہاں کی کوت کوٹ کر بھری ہوئی تھی اگر اپ کوئی شخص گالا بس رکھی تو اپنے پرداشت کر جاتے، مگر دین کے مقابلہ یہاں کسی کی بھی بیداری وہ نہیں کرتے تھے، محبت ایسے

کوئی نکل پسندیدہ چیزوں کو پہلے صدقہ کرنا چاہیے۔

دستِ خون پاگر کی فخری کی اواز کا انہیں میں اپنی تراپنچھر کا سب کھانا انھوں کی بھجوئی سے اور خود یہی رہ جاتے وہی بڑے اہتمام سے کھانا پیچھا سی، ابھی سے ابھی چیزوں میانے لا کر مختسب میکن مشکل بھی سے کھا سکتی تھیت آپی، فیکر آجاتے، سب کھانا انکی خذر کر دیتے اور خوبیوں کے دستِ خون سے الہ جاتے، اس طرزِ عمل کی وجہ سے بہت نفعاں اور کمزور ہو گئے تھے، میکن مرتے ہم اسکے طریقہ نہیں بدلتا۔

اپنے غلاموں کو کبھی حیرت نہیں سمجھتے تھے، دستِ خون پر اکابر غلاموں کو بھاگنا کرتے تھے، اس زمانتیں یہ قاعدہ تھا کہ غلام اگر خطِ لکھتا تو پہلے اپنے آقا کا نام لکھتا، مگر حضرت عبداللہ اس کو بہت ناپسکر تھے، ان کے غلاموں کو اچاہت تھی کہ جب وہ خط لکھیں تو پہلے نام سے شروع کریں۔

آپ میں عاجزی اور خاکاری بہت تھی، اپنی تعریف کسی کے سخن سے نہیں میں سکتے تھے، اگر کوئی تعریف کرتا تو بہت نادیدھ ہوتے، ایک مرتبہ ایک شخص اپ کے سخن پر اپ کی تعریف کرتے تھا اگر اپسے اس کے سخن میں خاک قائل دی اور خاص سے فرمایا، اُنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تعریف کرنے والوں کے مخصوص خاک جھوپنک دو۔

بڑی شخص کو سلام کرتے، الگ کسی کو سلام کرنا بھول جاتے اور ایک چور میں جاتے تو پھر بیٹ کرتے اور سلام کرتے پھر تو اگر قائم ہے جاتے میک ہما کی شخص 2 آپ سے پوچھا کہ ہر روز آپ سچ و شام بانا غذہ ادا کریں جاتے ہیں، حالانکہ بھی کوئی کوسرہ یہ ورد خدا تھی بھی نہیں کرتے، آپ نے جواب دیا کہ لوگوں کو سلام کرنے کے لئے۔

آپ کی عاجزی خاکاری کا اصل مقصد ان اس وقت ہوتا ہے جب وہ سخت سے سخت بالوں پر صبب کر دے، حضرت عینہ کا بھی ہمی حال تھا، کوئی آپ کو گالا بس رکھی تو بھی آپ طاقت کے باوجود صبر کرتے، اور غلاموں بیٹھے میں نے رہتے، ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو بہت ہی بر الجلا کیا، میکن آپ بالکل بھی چپ رہے، اور اخیر میں صرف اتنا بوسے کہیں، اور میر سے بھائی ہائی نسب ہیں۔

اختلاف ہو تو نیکا خاطر ہوتا، اسی وجہ سے اپنی طبی بیرون اور میں بے باکی کے باوجود اپنے حق ہو قصور پر اسی صورت سے مذلوتے فرمایا کہ تھے کہ اگر لوگ مجھے خلیفہ بھی بتانا چاہیں اور میری خلافت پر صوب ادمی متفق بھی ہو جائیں مگر دادی متفق ہوں تو خلافت نہیں قبول کروں گا، کیونکہ نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے امکنہ صلح کی انتہی میں تضرر میدا ہو، ہر خلیفہ کی آپ بیعت اسی وجہ سے مخمور کر لیتے کہ شاید میرے الحکم کر دینے سے اور لوگ بھی الکارگریں اور اختلاف پر بیان یو تو قیامت میں بھی سے سوال ہو گا، پیر بیکے ماخپر اپنے اسی خیال سے بیعت کرنی تھی، ہر امیر داکم علاقوں کے لیے آپ اسی وجہ سے نماز پڑھ دیا کرتے تھے لیکن آپ کی حنا موشی اور پیر وی اسی وقت نکل ہوئی جب تک دین کے معاملوں خلیفہ نہ ہوئی، جہاں تھیں آپ کی حنا موشی سے مہربی پابندی میں کوئی فرق آتا تو آپ کسی خاطر کی پرواہ نہ کرتے، شروع میں آپ حملہ کی پیچے ناکر تھے لیکن جیسا اس سے نماز میں درست روح کی رواج پہنچے اس کے پیچے ناکر ہنا چھوڑ دیا، حضرت عثمان کے اخri زمانہ میں جب عبداللہ بن عباس کے ساتھیوں نے ایک بزرگ سوت فتنہ شروع کیا، تمام مسلمانوں میں ایسی ناچاری کہیں تھیں کہ اسی کم لوگ اسیں شریک ہونے سے بچنے کے، مگر حضرت عبداللہ بن عباس اسی جذبے نے دے کر لکھا کہ اس سے انتہی میں پھر نہ پہنچے جائے گی

وفات اس دنیا میں شخص آیا ہے اسے اکبر نہیں بیان سے

جانا بھی ہو گا، پیر حضرت عبداللہ بن عباس کیوں رہتے آپ کے بعد حاضر کے دن قریب لئے تو افتخاری سے شہادت کا بھی استمام کر لیا، پیغمبر ہو چکا ہے کہ آپ بہت زیاد تھے، آپ کا اخراز میں عزیز کا گورنر جاگ تھا، جاگ جاگ ہوتا ہی قائم تھا، تمام مدینہ کے لوگ اس سے ڈرتے تھے، مگر حضرت عبداللہ بن عباس کی پیچے خلیفہ کا نام لکھا جائے پھر نکھٹے والا اپنا نام لکھے، مگر حضرت عبداللہ بن عباس بات کو کیوں برداشت کرتے کہ امکنہ کا منون طریقہ چھوڑ کر خلیفہ کی پیری کر لیں، انہوں نے جب بیعت ناکر کھا تو اس میں اسی منون طریقہ سے پیچے اپنا نام لکھا دیا ہیں اسی منون طریقہ سے خلیفہ کا نام اپنا نام لکھا ہے، عبداللہ بن عباس کے نام سے پیچے اپنا نام لکھا ہے، عبداللہ بن عباس نے کیا کہ این بھرپور نے اتنا بھی لکھا رہا ہی بہت کافی ہے۔

ظالم کو بھی آپ بلا خوف و خطر عالم بخسوس میں ڈالت دیتے تھے ایک مرتبہ جاگ اے اپنے خطبہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کے نام لکھا یا کہ انہوں نے کلام اللہ تھیں، وہ بدل کر دیا ہے، کسی کی بہت سرپرستی کہ کچھ بولے، مگر عبداللہ بن عباس خاموش توارہ میکے، انہوں نے دہیں پر میا تو کس دیا اور بہت ہی خصہ سے کہا کہ عالم ہے، کسی کی مجال نہیں ہے کہ کلام اللہ تھیں تغیر و تبدل کر سکے، زخم میں اتنی مسکت ہے کہ عبداللہ بن عباس اسکے سکتے ہیں۔

ایک دن جاچ مسجد میں خطبہ دے رہا تھا، حضرت عبداللہ نماز کے انتظار میں میٹھے تھے، اس نے خطبہ اتنی دیر سک بیان کیا کہ نماز کا وقت جانتے تھا، حضرت عبداللہ بن عباس کے دل و قلب ختم ہو رہے لیکن اس نے خیال نہیں کیا، تھوڑی دیر کے بعد اپنے نے پھر کہا مگر جاگ نے خلیفہ نہیں بندگی، تیرسی مرتبہ کہنے کے بعد بھی جب اس نے پھر پرواہ نہیں کی تو آپ بکھڑے ہو گئے اور عازمین سے پوچھا کہ اگر میں الہ جاؤ تو تم بھی الہ جاؤ گے، لوگوں نے کہا بیان چنانچہ آپ الحسنگے، اس کے بعد جاگ نے فہرستے اور کھانے پختے اس کے بعد حضور مسیح نے اپنا کبوتر کیا کیا حضرت عبداللہ نے اپنا کہم بھوگ سنا تو پرستی کے لئے آتے ہیں، نماز وقت سے پہلے ہا یا کرد، پھر بعد میں جب تک جی چاہے کھا کر دے۔ جاگ لئے خلیفہ بھی گورنر تھا، حضرت عبداللہ بن عباس کے معاملات میں خلیفہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے، امکنہ صلح کے زمانے سے یہ قاعدہ چلا اور اتحاد کا کتاب شروع میں اپنا نام لکھا کرتا تھا، پھر اس نہیں کا نام جس کے پاس خط جاہا ہے، لیکن خدا نے یہ بیویتی سے یہ قاعدہ لکھا لا کر پیچے خلیفہ کا نام لکھا جائے پھر نکھٹے والا اپنا نام لکھے، مگر حضرت عبداللہ بن عباس بات کو کیوں برداشت کرتے کہ امکنہ میں نہیں کھوڑ کر خلیفہ کی پیری کر لیں، انہوں نے جب بیعت ناکر کھا تو اس میں اسی منون طریقہ سے پیچے اپنا نام لکھا دیا ہیں اسی منون طریقہ سے خلیفہ کا نام اپنا نام لکھا ہے، عبداللہ بن عباس نے کیا کہ این بھرپور نے اتنا بھی لکھا رہا ہی بہت کافی ہے۔

آپ کو اس بات کا بہت خیال رہتا تھا کہ مسلمانوں میں اختلاف نہ ہو، اس نے خود کوئی ایسا ہام نہیں کرتے تھے جس سے

میں ہوت آئے، جب وہ مکمل صورت میں بخار پر سے تقدیمات کے وقت دھیت کی کندگاری میں مدینہ پہنچ مکون تو حرم کی ہو رکے باہر دفن کرنا کیا، کیونکہ ایک مرتبہ حرم سے بہترت کیسے چلا گیا۔ بھرہ دہان ہیں، رہنا ہا ہانتا۔ کچھ دن بیمار رہنے کے بعد آپ نے اسی زیر کی وجہ سے بیانی میں سال کی عمر میں وفات پائی۔

انگلشیہ کی ایجاد کی تینیہ زاد جمع و سبق۔

لوگوں نے چاہا کہ دھیت کے مطابق حرم سے باہر دفن کریں، مگر حاج نے اجازت نہ دی، خداں نے جانہ کی تماز پڑھائی، اسکے بعد دیں مہاجرین کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

یہی لوگ تھے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہیں اور جنہوں نے اثرا و راء کے سرگئی

اطلاقی حق ادا کر دیا، ع خداستگی ان عاشقان پاک سیرت پر۔

اپنے ایک آدمی کو اشارہ کر دیا، وہ طواف کرتے وقت زبرہیں بیجا ہوا نیڑہ اپ کے پیر میں چھپو کر بیچ جس فاتحہ ہو گیا، تھا اور جو میں اس کا اقرار ہونا مشکل تھا، اس نے بیچ گیا، حضرت عبداللہ جب بیمار ہوئے تو جما جعیادت کے لئے آیا، اپ نے منہ پھر بیبا، اسے کہا کہ اگرچہ مطلع ہو جائے کہ چرکت کس کی ٹھیکی اس کی گردون اڑا دوں، آپ نے کہا یہ مسکب تو تمہاری ہی حرکت پر چھپ کئے ہو گردون اڑا دوں، اس نے کہا کیونکہ تو آپ نے خصوصی کہا کہ تم سے پہلے کسی امیر نے بھی حرم میں تھیا لائیکی احادیث ہیں وی، تم سب سے پہلے امیر پھر جس نے اس کی اہارت دی، اگر تم نے اسلک لائیک، دکا ہوتا تو یہ ماقرہ ہی پیش نہ آتا، حاجی یعنی کرچپ ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بھیش بے دعا کرتے تھے کہ الحسین مدینہ مسجد میں

(عَامِ عَمَانِي)

کو دب دیدیں) سہ نہ امیر

آن حضور مسیح اللہ علیہ السلام کے وصالِ مبارک سے اچانک کیا عمالات پیدا ہو گئے؟ حضور کے ماش صفا پر نے کس بے مثال صبور فسط، فہم و تدبیر اور جوشی عمل کا ثبوت دیا؟ خلافتِ باشہ کے قیام کی کیا صورت ہوئی؟

ان تمام احوال کو انتہائی تاریخی صحت کیا تھا شعر کی وجہ افریز نہان میں ملاحظہ فرمائیے۔

بقول حضرت الہر لمعا دری، حوجیل و پیکر حیر اور ارث بیس پر کپڑش طباعت کیا تھا، قیمتِ مجلدیج دلگا

ڈسٹ کر، پانی پر پہنے۔ ۵۱

ملنے کا پتہ:- مکتبہ جلی ولیوبند، ضلع سہارن پور۔ (لیپی)

آنکھوں کی روشنی میں

بتدیج لیکن چینی ترقی

دُلکش ف

ایک تولہ
پا پخروپے
صر

چھماشہ
تین روپے
سڑ

تین شیشیاں بیکا
مشگانے پر حصولہ آک
معاف

حصہ داک
ہمہ

مزید نعمات میں اک آخری صفو پر لاحظ فرمائیں
اپنے شہر کے ایجنت یا پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

دارالفیض رحمانی - دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔ پی)

قرآن کی جزوی مفہوم

از شیخ احمد (نائزہ دکن)

لکھوا کر شائع کیا۔ تاریخ میں اسی خص کو ظالم کے نام سے لاد کیا گیا ہے۔ لیکن یہی اسی کی طرف منسوب کیجا تی ہے۔ اپنے امیں قرآن کو عرب کے مختلف علاقوں اور قبیلوں کے لیے اچک اپنے اپنے لیے اور خاور میں کے مطابق پڑھ طلب کرنے لگے۔ کیونکہ اس طرح مفہومیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ صرف عبارت ان کے تے ملائم ہو جاتی تھی۔ لیکن آگے ہی کر جب اسلام دنیا کا لیکٹھے حصے میں محبیل گیا اور عرب بائیسیم مخلوط ہو گئے تو ضرورت سے

محسوس ہوتی کہ صرف اس معیاری نسخہ قرآن کی اشاعت کی جائے جو حضرت الٰہ کو کسی حکم سے ضبط نہیں لایا گیا تھا اور باقی تمام دوسرے بوجوں اور خادوں پر لکھے ہوئے صاحف کی اشاعت روک دی کرتے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امام دیا، اور تمام مسلمانوں میں ان کے دو امیں لکھے جیسے قرآن کے رسم اور خط کی تغیری کا اس احتمام کیا گا اج تک کافی ہے کافی ہے۔

ذیوار حفاظ قرآن کی جو نہ کئے تھے ان میں سات نظریں مفترکی تھیں۔ تاکہ وہ درود ایک منزل پڑھا کر ایک ہفتہ میں تسانیم کر سکیں۔ اسی قسم حسب ذیں طریقہ سے ہوتی ہے۔

(۱) سورۃ الناطقۃ سورۃ الحارثہ (۲) سورۃ نہدہ سے سورۃ کوہ شک (۳) سورۃ زوہر سے سورۃ کل شک (۴) سورۃ بیتی اس شہیل سے سورۃ فضیلہ تک (۵) سورۃ شعراء سے سورۃ لیسین تک (۶) سورۃ صفا سے سورۃ حجرات تک (۷) سورۃ قات سے سورۃ ناس تک۔

اج قرآن مجید جس شکل اور بہیت سی ہے اس سامنے موجود ہے اس میں جہاں تک سہرتوں کی نقصان اور العاظلہ عبارات دھیروں کا تعلق ہے۔ روزہ اول سے آجک ذراہ بربر کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ لیکن اس کے طالہ بہت سی چیزیں اسی ہیں جو اسکی نسبت سے آہستہ آہستہ بعد میں بُرھائی ہیں۔ اور تو قرأتِ مقالہ اور فشاریہ دحوالہ کی سہولت کے لئے نہایت ضروری تھیں۔ مثلاً سب سے پہلے اعواب (نیزہ بیشیں وغیرہ) کو دیکھئے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے پڑھا تھا اَنَّ اللَّهَ يُؤْمِنُ بِقُرْآنَ الْمُتَشَكِّرِ كِبِيرٌ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ ہے حالانکہ اصل عبارت اس طرح ہے اَنَّ اللَّهَ يُؤْمِنُ بِقُرْآنَ الْمُتَشَكِّرِ بِكِبِيرٌ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ یعنی کے اعتبار سے دنوں عبارتوں کا فرق یہ ہے۔

(۱) یقیناً اللَّهُ شَرِيكِن اور اپنے رسول سے بری ہے۔

(۲) یقیناً اللَّهُ اولادِ اس کا رسول شرِيكِن سے بری ہے۔

ظاہر ہے کہ دوسرا جملہ درست اور پہلا صریح کتاب درست ہے۔ لیکن پڑھنے والے نے خود جانتے کہ جس طبق بالکل غلط پڑھ دیا۔ اس نئے حضرت عمر نے حضرت علی بن ابی طرف سوچ جو کیا۔ اور انہوں نے ایسا اسود کو جو اصولی قواعد سنائے۔ قواعد صحیح کرنے کا حکم یا۔ پھر یہی ضرورت تھی جس نے قرآن کا تعلق پا عوارب کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے عہد الملک کے سپ سالا بر عالم تھا جو بن یوسف بن قنیع نے قرآن کو عوارب سے

اسان کر دیا ہے۔ اس تقسیم میں قرآن مجید کے نظری مفہومی شامات سے مددی اُتھی ہے۔ اور اگرچہ پوری بات مثیل اپنی ضروری تضییبات کے تو پوری سورت ہی میں پیشی ہوتی ہے، اور اس کی بہراست سیلی اور بعدی اپات میں پڑھا ہوئے ہے۔ تاہم کوئی پرتمہ جملے سے تبعیع کلام انہیں پہنچتا۔ اس لئے وہاں وقف کرنا یا اسے خصل سمجھنا کچھ برائیوں سے۔

اپ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کی اس قسم اور بعد کی اس زبان کی پا وجود وہ کون ہی پیش کریں چنانچہ قرآن کوئی پیش کر دیا ہے؟ اس کا جواب اپ پاروں کی نوعیت کو دیکھ کر اسافی حاصل کر سکتے ہیں۔ اپ دیکھیں گے کہ کوئی اور مترلوں کی تفصیلی آیات کی تعداد اور اس کا تین اور ایسی ہی بہت ہی باقی قرآنی علم کے ذوق و تنقی کا تین ثبوت ہے۔ جن کے تحت اس علم کو بزرگوں نے بر استعداد و صلاحیت رکھنے والے انسان کے نے انسان کر کے ثواب حاصل کیا۔ لیکن اس کے بالکل عکس آپ محسوس کریں گے کہ قرآن کی جزوی تقسیم اس سے بالکل بگوئی ہے۔ جزوی تقسیم کرنے والوں کے سامنے صرف الفاظ قرآن تو ہے۔ بات ہرگز تجھی کہ اس کتاب کی الفاظ ایسا ہیں کہ معانی بھی ایس اور ان کو بھاندہ کر کر ان پر عمل کرنا کچھ ضروری ہی ہے۔ جنہیں بلکہ یہ ایک ایسی کتاب تجھی جس کے الفاظ کا پیغام نولینا اور اس کا درود کریں انسان کی بحث کے لئے بالکل کافی ہے۔ لہذا اسکی طریق اور آیتیں ان کو تجھیک مقدار کیا تھے پوسٹے قرآن کوئی حصوں میں بانٹ دیا گیا تاکہ روادار ایک پارہ پر ہاجائے اور مبہمیں پلاس اس ختم کر دیا جائے۔

اپ تسان کے پاروں پر ایک نظر ذات کے دیکھنے خود خود کو ہو گا کہ ایک کتاب تجھی جس کے مضمون و مذاقہ قطعاً نظر پا لکھ مقداری اندازیں اس کے ۲۰۵، تینگوئے کر دیتے کئے ہیں۔ اور اس طرح نہ صرف اس کے بیچ و دوچھ مضمایں کو بلکہ اس کے همدردوں اور جیسلوں تک کو پارہ پارہ دیا گیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ الفاظ جنبد پاروں کا آغاز اور خاتم قرآنی سورتوں کے آغاز وفات کے سطابق پر گیا ہے۔ ورنہ پاٹے کرنے والوں کے پیش نظر یہ بات ہرگز تجھی کہ تشریفی مضمایں سے معنًا استفادہ کرنے والوں

اگر کوئی حافظ قرآن ایک بعثت سے ہمی کم بھی عنان وانہیں پڑے۔ قرآن کی تلاوت کر سکتے تو اس کے لئے تین مترلوں مقدار کی چیزیں اور قرآن کو حسب ذہن طریقہ سے تین حصوں میں تقسیم نیا گیا۔

۱۱) سورہ فاتحہ سے سورہ توبہ تک دو، سوہہ پہلی سے

سونہ دوسرے تک دو، سورہ الحمان سے سورہ حسین تک:

یہی حال اور شرافت دیکھنے کی چالیں، وکوع کی تفصیل اور ایسا کی تعداد وغیرہ کا ہے۔ اپ دیکھتے ہیں کہ بہت ہی بچوں مولوں کو چھوڑ کر صاری ہی سورتوں میں ایک سے فیا وہ رکوع کلاسٹے گھے ہیں۔ اور ہر رکوع ایک فی سب سی ایلاف کے حاشی سے۔ اس طرح ایات کی تعداد لوگوں کو رکوع کے ختم پر ظاہر کر دیا گیا ہے اور قرآن کے بعض حصوں میں ہر آیت پر مشروع سورت سے سلسہ والوں پر گھاٹتے ہاتے ہیں۔ پھر ہر آیت کی عمارت میں جانبکے وقاوی صفات میں موجود ہیں۔ جو انگریزی کے — SEMI COLON, COLON, COMMA.

قرآن میں کوئی اضافہ نہیں ہیں بلکہ یہ سب قرآن کے مطابع و تلاوت کو انسان ہنانتے کے لئے ہیں، اور یقیناً مستحسن ہیں، انکی وجہ سے قرآن کو ناظرہ پر منتهی والوں اور اس کے معنی و مطلب میں اندھرگر نہیں۔ وہ اس گروہوں کے لئے حدود جسم سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ قرآن تمام چیزوں میں ایک جیز ایسی بھی صادری لفڑوں کے سامنے اتنی بھیجتے ہیں کہ کوئات بل برداشت بھی نہیں کہا جاسکت۔ اور مخفی قرآن کا ہر جی تھی تقسیم — آ، ہ، ہ، اول نظری سی بیات مخصوص کر سکتے ہیں کہ قرآن کو خود الشر تعالیٰ ہی نے تکروں اور حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ تاک مطالعہ و تلاوت اور جذہ و فضل وغیرہ میں سہولت ہوں ایسے پر حرصہ اور تحریر کے کام اس سے ممکن ہے۔ اہم اس کی معنی سورت اکی بخوبی عربی زبان میں صورت کے معنی ہیں تلفظ کی دیوار، شہر پناہ کی دیوار، ارشہم کی قصیل۔ لہذا سورت کو سورت کہتے کام مطلب ہے ہر کوئی دو قرآن کے مختلف حصوں کو ایک دوسرے سے الگ کر سکے والی اور اپنے مضامین کو محفوظ و مصروف کر دیتے والی سببہ، تمام چوہوں تین بہت طویل چیزیں ان کو کوئی تقسیم نہیں ہے۔ بہت دیا کہ سبیل اور

نی مصلحتی مددی پکم کو خطاب کرنے کے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی ازوٰہ کو خدا کا صاف حکم سنادیں اور خدا کی بخدا نتاج مخبرت سے راست خطاب کیا گیا ہے، پورا خطاب مضمون کے اعتبار سے مذکور اہم اور مسلسل کلام کے خاطر سے مذکور ہے۔ لیکن پارہ سے کمزور ہوں کے ماتھوں نے اس شرطی تسبیح کو بھی جتنی کمیکر کر دیا اور اب یہ ہی سمجھا جائے کہ اب دفاتر نے جو سے کچھ پارہ عطا کے اخیر میں اور کچھ پارہ عطا کے شروع میں پڑھے ہیں۔

قطع مضمون سے آگے پارہ کی تقسیم نے قطع کلام لئے کتنا کتنا کرنا ہے۔ پارہ عطا کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

”اس کی قوم کے سرگش لوگوں سے کہا کہے شعیب!
ہم شکری اور تمہارے ساتھی مسلمانوں کو اپنی سبق تو
لکھا دیں گے....“

پارہ عطا کا آغاز ملاحظہ کیجئے۔
”اویں لپٹا آپ کو پاک نہیں کہتا، بیٹھ لغس
بُری بات سکھاتا ہے۔“

پارہ عطا اس طرح شروع ہوتا ہے۔
”اس نے کہا کیا ہیں رے تم سے نہیں کہا تھا تم
میرے ساتھ رکھ رہا گز صبر نہ کر سکے گے۔
پارہ عطا کا آغاز دیکھئے۔“

”اور کیا وجہ ہے کہ میں اس کی پستش نہ کروں
جس نے مجھ پیدا کیا ہے؟
پارہ عطا کا پہلا فقرہ یوں ہے۔

”اس نے کہا فرشتو انم کو کیا ہم دیپش ہے؟“
ان عمارتوں کو دیکھئے۔ ایک پارے سلسلہ کلام کو کس بیداری سے منقطع کر دیا گیا ہے۔ ان عمارتوں کو دیکھ کر کوئی شخص سمجھ نہیں سکتا کہ پہلے سے یہ کیا بات چلی آ رہی ہے۔ اور یہ جیسا کہ اس نے کس موقع پر کس سے کہے ہیں؟ پارہ عطا کا پہلا فقرہ یہ ہے۔

”جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ
عذر پیش کریں گے۔“

کچھ پتہ نہیں ہے کہ یہاں کن لوگوں کا تذکرہ ہوا ہے اور اس عمارت کے خاطب کون ہیں۔ اور کہ یہیں کس موقع پر ہے۔

کے لئے وہ کوئی سہولت بھی ہو چکا ناچاہتے تھے۔ مثال کے طور پر پارہ دوڑ کی اخیری ایت اور پارہ سوم کی ابتدائی عمارت ملائکر پڑھئے۔

”بِاللّٰهِ كَيْفَ آتَيْتَ هِنْ جَوْهَرَ شَعِيكَ شَعِيكَ تَكْبُرَ
سَابِقَتْ هِنْ وَرَقَمَ يَقِنَانَ لَوْگُونَ مِنْ سَهْجَوْ
سَهْجَوْ بَنْ كَرْ سَهْجَوْ گَنْهَيْنَ۔ يَهْ بَنْ دَجَهَهَي
طَرَفَ سَهْنَهَيْنَ اَسَانَ كَيْ هَلَاسِتَ پَرْ مَاهُوْهَيْنَ
بَهْنَهَيْنَ اَنْجَوْيَكَ دَوْسَرَ سَهْجَهَيْنَ حَلَهَرَهَيْنَ
عَطَلَكَنَهَيْنَ...“

اس مضمون کو پارہ کی تقسیم نے کاش دیا ہے۔ پارہ عطا کی اخیری اور پارہ عطا کی ابتدائی ایت کو ملا کر دیتے ہیں۔

”ہم ہیں ایمان کی عادت ہیں جس سے ریا وہ بخت
بیہود اور شرکیں کو پاڑے گے۔ اور یہاں لائیں اور کے
لئے درستی میں لرزیدہ تھاں لوگوں کو پاؤ گے جس میں
کہا تھا تم نصادری ہیں۔ یہیں ہموجہ ہے کہ نہیں عیاں
گزار عالم اور تاریک الدینیا فقیر ہے جسے جانتے ہیں اور
ان میں غریب نہیں ہے۔ جس دوہوڑے اس میں کلام لکھنے
ہیں ہوا جوں پر اتراء تھم دیکھتے ہو کوئی حق شناسی کے
اثر سے ان کی انگلیں انسوں سے تر جو جاتی ہیں۔
وہ بول دیکھتے ہیں کہ پروردگار اہم ایمان لائے
ھے ایام گواری دینے والوں میں لکھنے۔“

اس مریوط مضمون کو بھی پارہ کی تقسیم نے غیر بروٹ کر دیا ہے پارہ عطا
کی اخیری ایت اور پارہ عطا کی ابتدائی عمارت ملائیں تو مضمون یہ
نظر آتھے۔

”کہہ دہڑی کی تعریف اشکو ز بیانے۔ اور اس کے
بیگز بیڑہ بندوں بے سزا ہو۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جیسی
یہ لوگ خدا کی حوصلی میں شرک تھیں ہیں؟ وہ کوئی
چیز جس نے اس کام اور زمیں کو پیدا کیا اور تمہارے
لئے آسمان سے پانی پرسا یا...“

یہ عمارت سماں پارہ کی تقسیم سے پہلے ہوا گئی ہے۔ اسی طرح آپ
زورہ اور اس کا چوتھا کوئی شروع سے آخر تک مطابق رہے۔ جیسیں

کہ اللہ یک بڑی شہادت مغل و اسے تھیں پوچھیں۔

خدا کے نام سے جو علی اور حضرت

پا آئیں کتاب اور دشمن قسان کی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ وہ کیا اعتماد تھی جس کی وجہ سے سورہ جو کہ پہلی آیت کو کاشت کرنا، محتلیں شامل کر دیا گیا، اور پارہ عہد کو سورہ جھر کی درسری آیت سے شروع کیا گیا؟ فاہر ہے کہ یہ کوئی علمی صلوٹ نہیں تھی، بلکہ سورہ "جابلہ" صداقت "تجھی" اور خدا کے مقابلین استعداد جس کی جسارت۔

ضرورت ہے کہ پاروں کی موجودہ تقسیم کے اعتبار سے لوگ ان کے لکھنے، پڑھنے اور الگ الگ کرنے کو بالکل ترک کر دیں۔ قرآن کو اصل حالت پر رکھتے ہوئے ہم مطالعہ دنیا دست کے لئے سورتوں کی تقسیم اور بری سورتوں کیلئے کوئی کوئی تقسیم ہوتا کافی ہے۔

استدراک ۹

مندرجہ بالا مضمون کو دیکھ کر ایک عالم دن نے اس خیال کا انہاہ کیا ہے کہ "جس طرح روئی تقسیم جماعت کے زمانہ کے عالم اعلان کی" اسی طرح یہ رسمی تقسیم جماعتی اسی عہدہ تین ہوئی۔ اور

ہمارے کے ایسا ہمہ ہر بری اور بری کی جملات ہیں کہ ہمارا وغیرہ
"مثلاً عالم کو کوئی وغیرہ" ہیں۔ کوئی تقسیم اگر کوئی ہے تو یہ رسمی
بری کیوں ہو؟ اور مگر تقطیع مضمون اور تلقیک باظم کی وجہ سے جو رسمی
ناتقابل برداشت ہے تو کوئی تقسیم کے کوئی سرخاب کے بر
قد کے نہیں کہ اسے اپنے برداشت کے قابل پائے ہیں۔ جیزت
کوئی معتبر نہیں، کوئی اور جزوی تقسیموں کو ایک ہمی انتہرے کیلئے
دیکھا۔ اور ان دونوں کے فرق کو وہ کیوں مدد نہ کر سکے؟

دریافتیک ان کا فسرق اتنا بڑی اور کامیابی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی ایک بری کیورت کو جو جو مضمون
تقسیم کر کے قائم کئے ہیں، اور ان کا مشتمل جو اسے مطالعہ
دنیا دست کیسا تھا حقائق، نتائج، اور تاثاری وغیرہ میں می
سہیروں ہو۔ ہر کوئی بزرگ مسئلہ طور پر ایک بیرونی اور معاہدہ
ذلیک سارے کوئی دوسرے کوئی سات الگ کر کے لکھا، پڑھا اور کہا

کی پڑھیں ہیں؟ باں جس کچھ پلٹکر، یعنی تو اندازہ ہو سکے گا کہ اس عبارت کے فاصلہ مسلمان ہیں اور بیان دنیا تھیں کامیابی۔ اور تمہارہ خود رہ تو کسی کیجا ہار ہائے۔

اور اسے چلتے جو پر وکیسی کے کہ پاروں کی تقسیم بھی جو
ضروری تک کو کاشت دیا ہے۔ مثلاً سورہ لہٰۃ کی وجہ سے رکوع کوئی جو
اس میں کل تین آیتوں ہیں جو ایک بڑی مسلمان مضمون پر مشتمل ہیں۔
خصوصاً پہلی دو آیتوں کی وہ آیت دوسرے سے اس طرح مریبوط
ہیں کہ ان میں الفاظ ملکن نہیں ہیں۔ چنانچہ دوسری آیت کے
پہلے لفظ "ذلیل" تھیں اس کی وجہ سے داوی کی تشریف اپریول ایالت
کرتی ہے۔ لیکن یہی وہ لفظ ہے جہاں سے پارہ جنم شروع ہوتا
ہے۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ قرآن کو جزا میں تقسیم کرتے
وقت اس کے مقصود تسلیم کا تصور کس طرح مت گیا تھا، ہم مسحونی
معنوی گفتگوؤں میں بھی اس اور دلخواہ کو نہیں بھولئے کہ جب
کسی کی گفتگو کے دروانہ میں کچھ کہتے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس سے
لکھتے ہیں کہ "قطعہ کلام امداد" یا لیکن بزرگ خود قرآن کے مانے
والوں نے خدا کے مطلع مفہوم ہی کو نہیں۔ سلسلہ کلام بلکہ
جملوں اور فقرنوں تک کو منقطع کر کے رکھ دیا۔ اور صدیوں سے
اس کی تلاوت اس طرح سے ہوتی ہے جیلی آرہی ہے۔

اگر آپ ہو وہ کہنا چاہتے ہیں کہ جزوی تقسیم کے وقت منی
و مطلب کی طرف سے کس حد تک آنکھیں بند کی گئیں تو مندرجہ
بالا مثالوں کیسا تصور اور کاشت اور پارہ عہدہ کا امتار
بھی دیکھو یعنی۔

بیان خدا تعالیٰ تقسیم کے اعتبار سے مضمون اس طرح جنم
ہوتا ہے۔

"خدا کے نام سے جو ہم اور ہمیشہ ہیں آیتوں
کتاب اور دشمن قرآن کی ہیں۔ کسی وقت کا فر
بہتری اور وکریتی کے کاش وہ مسلمان ہوتے ہیں"
لیکن اسی تقسیم سے اس عبارت کو کاش کوچلی عبارتوں سے
چڑھ دیا ہے اور اس پارہ عہدہ کا خاتمہ جس سب ذلیل عبارت پر ہے تھے
"بے بلاغ بچہ لوگوں کے لئے اور دی مقصود بھی جو
کہ اس سے ان کو فراہم کیا جائے اور ان کا سلطام ہوگا"

ہو گا اللہ انہیں اجر دے گا۔
بین مسلم کہ اس کام میں کوئی آسانی پڑی لظر تھی
جس سود توں کی حد تک تقسیم کے بعد بھی حاصل ہوئی اور
ان سورتوں کی تھے جو پیسوں کو چڑا کر کے حاصل کی تھی؟
افسر میں کہ صاحبِ موصوف کے خیالات سے وہ
ذہنیت صاف جملکی پر تھی جس کے تحت اور پسے آئی
ہر چیز کو مقدس، امیرک اور مقابلہ میزانت سمجھا جاتا ہوا ہر طرح
کی توجیہ و تادیل سے کام لیکر اسے صحیح دعا ارتقا کیا جائے اور
اس میں کسی تم کار و دبل برداشت نہیں کیا جاتا اور دیبات
بالکل صاف اور عقیلی تھیں ہے کہ سورۃ الیمن اور سورۃ ذاریات
میں چھوٹی سورتوں میں آخر دہ کیا دقت تھی جس کو یادہ ہے
وہ عہد کی شکل میں پختہ کر کے آسانی پیدا کی تھی؟ اور آخر
دہ کیا مشکل تھی جسے سورۃ ناس اور کی ایت ۱۵ مختفات مدت
النساء کے حرف شذوذ کی پارہ کا آغاز قرار دیکھ جل کیا گیا
پھر دہ کوئی مشکل تھی کہ سورۃ مجرمی ایک ایت کو کات کر رہا تھا
میں جو نہیں کیا اور دسری ایت سے پارہ عکلا کا آغاز کر کے
اس مشکل کو آسانی میں پیدا یا گی؟
صاحبِ موصوف نے یہ بات پاہار لکھی ہے کہ یہ کام
جبلاستے نہیں، علاجی کیا ہے۔ لیکن دیکھنے کی چیز ہے جو
کام کر نہیں سکے تھے۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ خدا کیسا تھا؟
ہو سکتے ہے کہ یہ کام کر نہیں سکا ہوں یا علاج سے کچھ اپنے درجہ
پر فائز ہوں لیکن ان کے مرتبے دھماکہ کو کسی کام پر صحیح ثابت
کرنے کے لئے جتنے بنا ناصر بھی غلطیاں جبراستے نہیں
ہیں یہ اکریں۔ علاج سے بھی ہوتی ہیں اور اصلاح و اخلاف سے
ہو اکریں جسیں بلکہ قدر سے دیکھتے تجھماں کی ساری مظہعیوں کی
ذمہ داری بھی با الاسطہ یا بالا و اس طبق علامہ ہی پڑا پڑتی ہے۔ لہذا
چنانچہ قرآن کی جزوی تقسیم کا تعلق ہے اسیں نصراوت یا کہ
سنفعت کا کوئی پہلو لظر نہیں اتنا بلکہ ایکابی طور پر یہ خدا کے کلام
کیسا تھوڑا درجہ ناق و تخر اور خوفناک مقابلوں نتھا درجہ کی
جسارت ہے۔

آخری صاحبِ موصوف نے لکھا ہے کہ "ملکت نہیں کی

چاہتے ہے۔ برخلاف اس سے جزوی تقسیم کے یا انکل خدا
اور مقابلہ میں تھے اگر کی تھی۔ جملکی، وہ مستقل طور پر قسم آن
د۔ ۲۰۷ مکاروں میں بیٹ گیا ہے۔ اور قرآن کے پہزادوں والامکھوں
لئے اگلے ایک مستقل پاروں کی شکل میں صدروں سے لکھا ہے
جس پر میں اور اکج ان پاروں کے لاغداد شغہ بر جاہ موجود ہیں۔
یہاں تک کہ مکیں پاروں کے لکھائی قرآن میں بھی پاروں کی
ایمانی عبارت کو ملی اور غایا قلم سے کھا جاتا ہے کہ پاروں کا
امتیاز ہر حال میں قائم رہے۔ عذر ہے کہ ہنری تقسیم کی
سورہ توں کے نام تک زبانِ ادب سے بڑی مدد کو پہنچے ہیں
اور علوم و خواصِ ہنریات بے تکلفی کیا تھا اسی تقسیم کی رو سے
پاروں کا ۲۴ مکتبہ اور لکھتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ رکوعی تقسیم اور جزوی تقسیم میں آفرکیا
مرطع تعلق ہے کہ ایک کو شیکی قرار دینے کی وجہ سے دوسرا کو کہی
لائیں گے کہا جاستے۔ اور ایک کو برداشت کر دینے کو دو کے
کو جسی برداشت کرنا ضروری ہو۔ زہری تقاضی مخصوص اور ایک کے
قلم و ایک بات سو بیان شدہ رکوعی تقسیم میں بعض م Helvetica اور اس کا شہر
برداشت یکن اس میں کمیت میں کیا تھی کی قیامت یا برداشت یا برداشت
کوہنگہ بر جزوی سورت کے چند مقامات، ہر رکوع کے صفات کا تباہ
لکھا رہے ہیں۔ ان کو ایک دوسرے سے الگ کر کے پارہ
پارہ نہیں کیا گیا۔ اپ کے لئے یہ نقطۂ ضروری نہیں کہ جہاں
رکوع کا نشان لٹا ہوا سے اپہ مستقل فصل بھیکر مخصوص کو مطلع
یا لفڑ کو غلط کر لیں۔ یہی سرفراز کے ہے۔ ہر جو رکوعی تقسیم کو
لگے ہوئے ہیں۔ اور جملکی وجہ سے یہ تقسیم نہ صرف قابل برداشت
ہے بلکہ صریحاً مستحسن اور منفرد ہے۔ برخلاف اس کے جزوی
تقسیم کا حال یہ ہے کہ مخصوص تو درکتا رجھلوں اور فقردوں
کی کوکاٹ کرنا اس نے ایک دوسرے سے الگ کر دیا ہے۔ اور
تقسیم باقاعدہ اور مستقل جیشیت، رکھتی ہے جسکی تلاوت صدروں
سے اسی شکل و سورت میں جاری ہے۔

صاحبِ موصوف آگے فرماتے ہیں "جهل اس کے
ہامکھوں یہ کام نہیں بھاگ دقت کے حالموں سے غالباً پرورد
آسانی کے لفڑتہ نظر سے یہ کام کر دیا۔ اور جس مدد کسی نیافع

مضامین سید سلیمان ندوی

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص الخواص منتخب مضامین کا مجھ پر ضرور ملاحظہ تکمیل۔ ہر مضمون پانی جگہ علی شاہ بکار اور دری چوہار برپا رہے ہے۔ قیمت چار روپیہ (مجلد پانچ روپیہ)

مسالنے کا پتالہ

مکملیہ بخانی دیوبند ضلع سہارپور

یہ دو قسم کی تصنیف نظم آیات کے اصول پر اس سرتوہوئی چاہیں۔ لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ مگر ہمارے تزوییک اور سرو تفصیم کی سرستے کوئی ضرورت نہیں، اس سے کہ جزئی تفصیم کی طرح سورتوں اور مذکوؤں کی تفصیم ہائل کافی ہے۔ اور اب مزید تفصیم لا حاصل ہو۔ لیکن رکوئی تفصیم سو اس میں اگرچہ کہیں کہیں جزوی تفصیم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن نظم آیات کے اصول وہ جیز نہیں ہیں جن پر پوری دنیا کے علماء اسلام متفق ہوں۔ اس کا ذاتی تفصیم رکو عاتیں اختلاف واقع ہو گا۔ اور کسی ایک مقام پر بھی سائے علماء کا اختلاف مکلن نہ ہو گا۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں قرآن کے نئے نیک نیت کیا تھے تکمیل شناختی نہیں کئے میسکتے۔ لہذا جس صورت میں اب شریان لکھا رہ چکا ہا تاکہ اس کو جوں کا کوں برقرار رکھنے ہیں کوئی حریج نہیں۔

موسم بدل رہا ہے۔

موسم کی تہلی کے وقت اور جھوٹا برا ساعدیں پھوٹ پھینکیاں اور چلکیا جایاں لکھاں پھرٹ اٹھتی ہیں۔ اپنے حکم کو موسم کے تاثرات سے حفاظ کر کے۔ آج ہی

صلائی

کی الکٹشنسی فریڈی یہ یہ معروف خون کو صاف کرنی ہے پھٹے پھنسیوں افتاب اشیں کو دوڑ کرتی ہے۔ بلکہ جو کسے ذائقہ دھپے تو دکر کے اخداوں میں سُخ خون اور ترقانگل کی بروڈھا اتی ہے۔ قیمتی شیشی مردن رکھ دیں۔

نوٹ۔ سب سولہ سو ماں کے لئے ہر کوڑہ یہ بڑا طیارہ
بھدر کر دو اخاذہ (وقت) دلی!



Hainlaad
DAWAT KANA DELHI

مذکور کتابیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتابیں۔ یہ اسلام کی بینا وی تعلیم اور قیمت نامی کو دل کی گہرائیوں میں لفڑی کرتی ہے، اور تلاذیں بیان کی طبعوں کی اور صفات کے مٹھ پیچے استھانہایت شروع سے ہوتے ہیں، حصہ اول ہر صفت دو صفحہ حصہ سوم ہر چھار مرو، مکمل سیت بلند درود پے، ہر حصہ اگلے آگے بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔

مسیح اُن المحققون [اور تویں مردوں، زن و شہیر اولاد و والد] وغیرہ کے باہمی حقوق کی شرعی تفصیل، قیمت ۲۰ روپے۔

شکوہ۔ چاہ شکوہ [علامہ ذاکر شراقباں کاشکوہ اور جو اٹھ کشکوہ۔ چاہ کشکوہ] ہم تزاد دعا، اعلیٰ درجہ کی ریگن غوش نہ

چھپائی اور صافید کاغذ پھوٹے سائز میں، قیمت ۱۰ روپے۔

سورہ یسوع مشریق [علسی ترجمہ فتح فضائل بھی شامل ہیں۔ ایک لائیوب فضیلیت، ایک پیٹھیت آئیز۔ قیمت اٹھ آئے۔ ۵ روپے۔]

قرآن کی صداقت [معاالمیہ میں قرآن کی سچائی پر دو صافیں دیں، ایک لائیوب فضیلیت، ایک پیٹھیت آئیز۔ قیمت اٹھ آئے۔ ۵ روپے۔]

برہمانی الشریف (دار الدین) [معاہد الخلفاء] فضائل نہادیں کے منتخب حالات و فضائل، قیمت ۱۰ روپے۔

درود و ناج [مع دو وکی و عہد نامہ ترجم، بہترین کا فخر اور عرضی چھپائی، قیمت صرف ۵ روپے۔]

وعلاء الحسنی [..... ترجم عکسی، قیمت صرف ۵ روپے۔]

دارالعلوم ایکٹ نظریں [جن لوگوں نے دنیا کی مشورہ ویجی دارالعلوم "دارالعلوم" نہیں دیکھی

سے ان کے نئے نئی سیر کا تخدیج، قیمت ۱۰ روپے۔]

دارالعلوم کی تعلیمی خصوصیات [مقدسد نام سے ظاہر ہے، مختصر طبقہ اور عرضی تفصیلات، سے لبریز، قیمت ۱۰ روپے۔]

مناجات مقبول [مع قسم بات عند الہ صلواۃ الرسول

پیغام: - ادعیہ مأثورہ و قرآنی و حسانیں جس میں تمام دعائیں قرآن مشریق اور احادیث ہیجے حضرت المسیح مولانا شاہ عبدالعزیز ماحبیب نلائے ہیں فرمائی ہوئے کے ہر دن کے لئے علیحدہ علیحدہ صفات میں ایک دو دویں فرمائیں، امیں کار و دویں تکمیل ترجمہ علیحدہ صفات میں ایک دو دویں فرمائیں، یہ بھی ہر دن کے لئے علیحدہ علیحدہ تھوہیں ہے، وغیرہ جربا بحسرہ، ششوی ہفت اخراج بحیرت چشت تکن فاسماں بدین، اور بعض ایہم فوائد کا خوف ضروری، لکھت دیدہ نہیں کاشفیہ بیشتر مذکور ایک دویں آٹھ آٹھ دویں درود پے ہے۔

صحابہ کی چال مشاری [مع تاریخ میں چنی پورے عبرت ناک تحریت الگز] ماقنات، رسول پاک کی عیتیت نہ ہائے داں پے تھے، انتہائی بھیب، پڑھت آئیز۔ قیمت اٹھ آئے۔ ۱۰ روپے۔

لُحَاظت فیض روزی [ادویہں مفضل القاطع کی تشریک اور دویں صفات علیحدہ، قیمت سائیہ هست میں دلخیل اگر دیپش،

محاکم الخلفاء [خلافتے راشدین کے منتخب حالات و فضائل، قیمت ۱۰ روپے۔] قرآن و حدیث کی رائخی میں نازکی خیریں و فضیلتوں کا جام اور مفضل بیان، قیمت ۱۵ روپے۔

فضائل نہادیں [تبیخ میں کیا فضیلتوں ہیں، اور شرح ایک جگہ کپڑے طرح فضائل نہادیں، اس دینی فریضہ کو ادا کر کے سعادت داریں ہوں رکھ سکتے ہیں، قیمت ۱۰ روپے۔]

فضائل رمضان [رمضان کی فضیلت اور درود کی برکات و فضائل کا درج نہادیں ذکر ہے، قیمت ۱۰ روپے۔]

تَعْلِیمُ الْاِسْلَام [یہ شہر کتاب ہمیشہ کی طریق آٹھ بھی آپ کے تعلیم اسلام کی تعلیم کا ہے، حضرت ولی ہمیشہ ہی دکھی بھی اسکوں پیدا کر سکتے ہیں، اپنے تعلیم اسلام کی خصیصہ خود مطابق،

اُن خدکی حاکیت کے بغیر نہ ممکن ہے

محمد حسین بادی، جمشید پور

ان حالات میں بر سر اقتدار طبقہ کا پیشوہ ہوتا ہے۔ جب بھی وہ یہ حصوں کرتا ہے کہ اپنی موجودہ نمائیز پر لیش رفرانہیں دیکھتی تو خواہی افسوس پر بیک کہتے ہوئے خود بھی دشی طبیعت کے فخر کا ساتھ دیتا ہے اور اپنی چال بازاریوں کے ذریعہ خواہی توجہ کو دیکھتی تھا صاحوں سے ہٹا کر علمِ حق کی طرف میڈول کر دیتے حالانکہ یہ ایک فریب ہوتا ہے جو آغازی ہدایتِ محمد وہ بتائے ہے تمامِ مالک کے اسی وہیت کوئی ہوئے بلکہ اقسامِ مفہودہ قائم کی ہے۔ جس کے چار ٹوہن، انصاف، بھائی چارگی اور ملتوی کے اہم اصولوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم ہے کافی کو سوں درد سپہے۔

اس حقیقت سے صرف (ظہروں کہا جا سکا) کہ امت کے عروج نے دنیا کو اس وقت ایک محلہ پاٹھر کی وہیت میں تبدیل کر دیا ہے۔ اسی طرح ایک فلک کا لالا خالہ دوسرے نکل پر سیاسی، معاشی، معاشری اور اقتصادی اثر کسی حد تک ضرور پڑتا ہے، جن مالک نے ماذی ترقیات میں کمالِ علیحدگی کا درجہ حاصل کر لیا ہے ان کی یہ کوشش ہمیشہ بھری ہے کہی طرح دوسرے تمام چھوٹے چھوٹے ترقی یا غصت لکوں کو اپنے دام میں پھانس لیں۔ اور انہیں ہمیشہ اپنے اپنی دوستکری غذا بنا کے رکھیں۔ اور ان پر اپنے اقتدار کا اتنا دزن خالہ ہیں کہ یہ اپنی گرفتاری کے اقتدار اعلیٰ کے سلسلے میں بھی ہوئی رہیں۔ اس پالیسی سے غیر شوری طور پر دنیا کے تمام مالک دو یا کوئی کے غلکچیں بُری طبیعت جیکر ہوئے ہیں اور نہ صرف جنکرے مجھے

آج دنیا جس بھرائی درستے گزرہی ہے اور اس ایت کی ہے وہی اور ملاج کے نام پر جس طحی سے اس ایت کا خون ہو سپاہے۔ اس سے کوئی عقد نہ شخص سخیر ہوں سے اور نہ وہ ملکا ہے۔ خواہ دہ شہزاد کی ٹھیوں میں رکشا چالا گیا ہو یاد جس کے ہاتھوں میں سیاست کی زبان کا رہ۔ لیکن ہادیوں اس حساس کے دنیا کی بُری آہادی فطرت کی اس ادا میں کہ اسے پہنچنے کے متعلق ایک زبردست ہستی کے سامنے جواب دے بھی ہو نا ہے بے بہرہ بھوپلی ہے۔ اور صرف اپنی عقل کی تباریت میں اکل پر غیر مزملِ حقیقی کے ہوئے ظاہری تحریقات کی رفتگی میں اگے بڑھتی جا رہی ہے۔ حالانکہ مجرم تحریقات کی روشنی میں ظاہری اور ملائی فائدہ کی خاطر اس گہرے چالا گیا۔ مخدود بارے صرف پچھے پیشے بلکہ طبیعی کی الجھنوں اور پریشانیوں میں پہنچنے کا وجہ بہتر ہا ہے حقیقت ہے کہ انسان فطرۂ ابد پار واقع ہو جاوے۔ جہاں صد و دھنجرے سے فائدہ کی زراعی حملک دکھلائی فوار پڑتے ملک کو اسکے نتیجے میں جبکر ڈیل، لیکن چند لوگوں کے بعد جب یہ مثبت ہوتا ہے لہجہ کوئی اس نے سوچا تھا غلط تھا۔ جو افلام کیا گی اس کو اس ایت کی تباہی برہادی اور الجھنوں کے سوا کچھ بات نہیں۔ بلکہ بعد و تحریر نے وسیع پیمانے پر از ما پیکے بعد اپنی اصلاحیت کو نایا یا کیا اور صرف نایا کر دیا۔ بلکہ دنیا میں بیان ہجھوں میں جنکا ہجھ کر جمعِ اٹھی اور کرکٹ اٹھی جیسی ایک ہٹلک فیگیا۔ اب اس انتشار سے بن لوت لوگوں کو یہیت زبردست ناکرہ پہنچنے لیتے ہیں۔ اس لئے کہ عالم کو بیوقوف بہت کاروائی کھسوٹی کے زیادہ موافق ہاتھ جاتے ہیں

دنیا کی پالیسی اسی چکٹ پر مجموع ہے۔ اور نتیجہ میں اندر وہی طور پر بالکل بخوبی ہو چکی ہے۔ شاندار دنیا کی حیثیت اس کھنڈ کے مائدہ حصے کی ایمنی، پچڑا، اور گارہ خراب ہو چکا ہو، اور میں کی بنیاد پانک بکر زور ہو گئی ہو۔ اس کمزوری کا احساس ہوتے ہی ظاہری طور پر یہاں پوت سے کام لے لیا جاتا ہے، اور ایش کی خاطر ظاہری سجادوں کے ذریعہ اپنے اپ کو تھوڑا سی دیر کے لئے ملنے کر لیتی ہے جانکہ وہ سکون واطہ میان انسانی زندگی سے بالکل ہی عنقا ہے جو ایک غفرنظام میں سماج سے حاصل ہو سکتا تھا۔ اور خوف دہر اس جمیش لائی رہتے ہے کہ یہیں یہ ظاہری یہاں پوتی مستقل برپا ہے کا سبب زین ہے۔ یہی حال آج دنیا کی پوری آبادی کا ہے۔ کچھ چکڑ جدید سائنس نے اور مج کو فطرت کے بہت لازم سے نیزی حد تک اگاہ کر دیا ہے۔ اور قصہ علم کا ایک ایسا غلط پروانہ انسان کو بنتا ہے کہ اس نے خدا کی عنایت کا تلاوہ اپنی گردن سے لئا پھیل کا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ انسان خود اپنے نفس کے اسرار سے یا انکل ماقبل نہ ہو سکا جس کے نتیجیں وہ غصہ ہواد ہوں کا بندہ ہو کر رہ گیا۔ اب اس غلامی سے چھکا لاد لانا سائنس کے سس کی باتیں ہیں میں اور نہ سائنس کا پیغمدر ہے کہ حقائقی کی باطنی کیفیت ہے پسند و نکشف کر سے۔ اور نہ سائنس کی ملتمیں اعلانی اقدار ہی بلیں گی۔ ان کے نتے اخلاق کی طرف بچوں کے بغیر چارہ نہیں۔ تاریخی دعائیں اور علم النعمیات نے ثابت کر دیا ہے کہ نبی پیغمبر اخلاق کے بغیر زندگی کی پاکیزہ جا صحت اور دعاشرت کی بندی نہیں پاسکتی۔ اور جب تک انہیں اور عقیدہ صلح کا استرزائ نہ ہو صلح نہ کرن پیدا ہو نہیں سکتا۔ کاش کہ دنیا ان پے درپے تحریکات سے ٹھہر کر گھائیے بعد یعنی اس طاقت کی رہنمائی اور قیادت پر تحریک فرم گر دیتی جس کی لکڑیں پوری دنیا اش ایک گیند کے پے جو کو تو یہی نظریات، خواہد اور جذبات سے بخوبی واقع ہے جس کے سامنے دنیا کی قیمتی اور نہ طالات و وقت کا لقا仿佛 ہے۔ خواہد اور حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ خدا کی اطاعت کی بنیاد پر صلح کی تعمیر صرف ایک لظیہ نہیں ہے جس کا فالٹی کی زبان میں ایک سامنے پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ اس دوسری سید کا چلتا پھر تا گنود دنیا دیکھ پہنچا گیا ہے۔ کچھ کل طبقہ وقت کا یہ حال تھا کہ زاریں کو نہیں دیا گر کے

ہیں۔ بلکہ ترقی کے خواب نے اداوتا نہیں اسی گرجی ہوتی پوری بیشن اختیار کرنے پر احتمال ہے اب ان ہی دو طبقہ کوں کے اشاروں پر پوری بیشن المعلوم ہے اور نہیں ان الاوقایی مجلس اس ان ہی کی چالیسا زیلوں کا اذہب ہے جو پہنچ اُن نک دنیا کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ ہاں بالکل بخوبی ہوتی باتیں اُن نک دہ جس سنبھی وجہ سال پہلے دنیا کو اپنے قبضے میں لیتے ہا ہے کہ دہ جس سنبھی وجہ سال پہلے دنیا کو اپنے قبضے میں لیتے ہا خواب دیکھ راتھا آج دہان کے باشدیے ان ہی دو طبقہ کوں کے شکجھیں بُری طرح جکڑے ہو سے ہیں۔ موجہ وہ کہ دیا کام مسئلہ کوں نہیں جانتا کہ ان دو ممالک امریکہ اور دس کی خود خوفناک پالیسی اور چالیسا زیلوں ہی کی وجہ سے ایک بجا ہوئے۔ اور دہان بے گناہ عوام بُری طرح پس، ہے ہیں۔ اس گناہ کو چھپائی کے لئے اسین الاوقایی مسئلہ قرار دیکھ پوری دنیا کی توجہ اس طرف جیزوں کو کاری گئی ہے اور جو یہی انداد بھی انگلی کی تیزی۔ اس طرح کشمیر اور ہر سو ٹریس رسکے کشی بھی اسی تباہ کن پالیسی کا نتیجہ ہے۔ اور لطف یعنی کہ بخاراں تمام کوششوں کا مقصد وہ من قائم کرنا ہے۔ یہاں تک کہ زہری گیسر اور ایم دیا میڈیا ہیں کبوں کی ایسا دبی امن ہی کی خاطر ہے۔

اپ ایک فائر نظر فالکر کر آسانی اس بیچر پر ہے یعنی سکنے ہو کر جب پوری دنیا میں خود غرض اپنے پالیسی کا کر سی۔ اور ماڈہ پرستی کا اس قدر زور شکر سے تو اس کا اثر کوئی نہیں کہ افسردار کی ذاتی والغراہی زندگیوں پر نہ پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا آج اچھا خاصا جھوٹی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ قومیں تو قومیں، فرادتک آپس میں ایک دوسرا سے بخاف نہیں۔ ہر شخص کو شک کی لگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دنادر اسی بالوں میں اعتماد کی چارٹی دیتی ہوئی ہے۔ پتی صفائی کے لئے فتاویٰ چارہ جوئی کی ضرورت ہوئی ہے۔ پھر بھی عزت دناموس کو کوئی شخص محفوظ نہیں بھتا۔ جرس اقتدار طبقہ خود و ماختہ قانون کے ذریعہ بیب پوت کر معاملات کو ظاہری طور سے بخٹائی کی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر کسی قدر و تجھ طبقہ شارا و بد امنی دوسرے جاتی ہے تو بدستور میں من ایسی کارروائیاں پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ چونکہ یہی اقتدار کی بھرک کی غرام۔ اب تک

زدگو دوستین ہیں وہ سے قادر ہیں۔ مساوات اسلامی کا استغفار خیال تھا کہ دعا یا کی حالت مسلم کر شکن لئے لکھتے ہیں۔ ماسٹریں کچھ دوڑا پتے عذام کو اونٹ پر سور کر کر خود رکاب پکڑتے ہیں اور کچھ دور خود سور پر ہوتے ہیں اور عذام رکاب پکڑتا ہے۔ کیا دنیا اس ستم کی ٹھال پیش کر سکتی ہے۔ جو ہر تعجب کا کرنے اچھائیوں کو ہبھائی سے صرف اسلئے روکے رکھتا ہے کہ یہاں ایک داعیات ہیں اور یہم تو کسی درحری قوم سے متعلق رکھتے ہیں۔ اور ز حقیقت ہے، اچھائی سروکی ملکیت اور زکی قوم کا پہنچپہ ہاہوا ہے

رعایا کا ہمال معلوم کرتے۔ اور دون کو رعایا کی بحیثیت کی حفاظت میں چلپا تی دھوپ کا بھی خیال نہ کرتے تھے۔ انسان کا ہمال تھا کہ دنیا خوف سے لرزتی تھی۔ اپنے الحن جنگر کو کسی ظلام کے مارنے پر اتنا ہی اوسی طرح سے بد لینے کا حکم فرماتے تھے یعنی ذرا بھی رعایت کا پاس نہیں آتے دیتے تھے۔ لیکن خود اپنی حفاظت سے اس قدر آزادتے کہ دخنوں کے ماسٹریں خوف ہاتھوں کا ملکیہ لگاتے آزم فرار ہے ہیں۔ مالی غنیمت کا انبار لگ رہا ہے اور خود ہی قسم فرماتے ہیں۔ لیکن اپنی حالت یہ ہے

وَصَّا عَلَيْنَا اللَّهُ الْبَلَاغُ

آجِ اسلام وہ دوریست چکا جب اسلام اصن گوشی نہیں کی عبادت تھا بہ نہ کوئی نہیں کی جادوت بھی ہے اور ان جن جیات کی شیع تابندہ بھی۔ دنیا کے اول اعزام اسلام پسند نوجوانوں کے دل کی دھڑکن بھی ہے اور ان کی رگوں ہیں دوڑ نہ گرم خون بھی۔ ان نوجوانوں کے حوصلوں اور رگوں کا ترجمان پسندیدہ روزہ

STUDENTS' VOICE. قلت فی رصر - ۲ - آنے والے سال اندر ریقاون - ۴ - روس آٹھ آئے - قوئی کلپنی اڑائے کے عکس بیچ کر دفتر سٹوڈنٹس وائس ۲۳ جا عشیر عن روزگر ایسے طلب فرمائیں:- بھارت کی خیریار دفتر اسنات رامپور یونیورسٹی - کو قم بیکاری میں اطلاع دیں۔ پر صرحاری کر دیا جائے گا:- نیو سٹوڈنٹس وائس

آپ کا بچہ

لاشا مالکہ! اب تو آپ کا بچہ چھسات ہیں کا ہو گیا، کچھ پڑھنے بھی لگا، اب آپ اس کے نام پھر رہ روزہ "لور" جاری کر دیجئے۔

کیونکہ:- "لور" کے مظاہر نہیں مخفی ذہنوں کی نفیات کے مطابق ہوتے ہیں

"لور" کہانیوں ہی کہانیوں ہیں دین کی ہاتھیں ذہن لشیں کر دیتے ہے۔

"لور" کی نغمیں اتنی سادہ اور پر لطف ہوتی ہیں کہ کچھ فرائیا دکر دیتے ہے۔

"لور" میں بچوں کی آپ بیتی، مسلسل کہانیاں، معلوماتی مضمایں، خطوط امام و میث سمجھی کچھ تو ہوتا ہے۔ آپ نمونہ کا پوچھنے والا رہ دیکھئے۔

آپ خود پسند کریں گے اور آپ کا بچہ تو اس کا گروہہ ہی بہ جائے گا۔

"لور" سازی میں دو سال پہلے میں سال بھر تک ہر ہمینہ دوبار آپ کے بیچ کے ہاتھوں میں ہو گا۔

اپنا چندہ تینجبر "چسراخ راہ" لوٹیا بلڈنگ آرام ہائے کراچی بیکار سالہم سے طلب پاکستانی خیریار نہ مایں۔

بنجربکالہ "لور" مکتبہ الحنفیات رام پورہ (یونی)

(مفت و تبصرہ)

(مستقى عنوان)

کر کے کھولے

شنبہ ۱۰ مئی ۱۹۷۳ء

کاغذ سفید، لکھائی جویا تی قہیت، مانشل دور لگا دیدہ زیب،
قہیت دور دیپھے چار آنے، بندوستان میں یہ کام تکمیر جا عہت
اسلامی سے منکاری ماسکتی ہے۔

اچ ہماری دنیا میں معاشی اور اقتصادی مسئلہ جس درجہ
اہمیت اختیار کر گیا ہے محتاج بیان ہیں، خود سے ریکھا جائے تو نہیں
کے سارے ہی شعبوں اور مبتلوں کو درعاڑ کی سیاست دیساً دیافت
روفت کے عبور پر دش بیڑی سے، دھارخیر، دہ ازم، دہ ذہب کسی
دوجہ بیں قابل اعتماد نہیں، رہا جو اقتصادیات کے بارے میں کوئی
معجزاً اور پسندیدہ خلائقیں، کہے، چنانچہ اسلام کے عالمگیر
اور پرگنہ غریب ہوئے کا جو دعویٰ اہل اسلام کی طرف سے پیش
کیا ہوا ہے وہ اچ کے مذکورین و قادرین کے لئے صرف اسی صورت
میں لائق احتساب ملت کے کجب، تھیں پر یقین: بل یا جائے کہ اسلام
خصلِ عہادات درجہ مراتب ہی کا جو دعویٰ ہیں بلکہ ایک ایسا جہاں
نظامِ حیات میں جو معاشیات کے پچھے مگر گوئی نہایت فوبی
اور عدل کیہ لازم ہے کہ ملت کے کتابے، جن لوگوں نے اس حقیقت کو سمجھا
ان میں دو طرف کے لوگوں میں، ایک دھر اسلام کے بارے میں گمراہ
اوٹھوں ٹھہر دیکھنے کے باعث اور نکام باطل سے رتوکی ہما پر حقیقی
اور فالص اسلامی تغیریات و اصلاحیں کرنے کے پختے غیر فالص
مشتعلے اصولیوں کرنے لگے، اور اسلام کو زمانہ خواز کے تھاں سے
ہم آہنگ کرتے کے شوق میں مدد و اسلام کا وارثہ اس سے ریا۔

ڈسیج کر دیا، جتنا کہ، وہ حقیقت میں ہے، فراخدری در داد اوسی کے
نام پر تاویل اور کچھ نان کر کے انھوں نے بے حد افتکر کے بعض باطل

اصولوں اور مذاطبوں کو ان کے مغلیب اور چیک دیک کی جا پر اسلام

ستہم ہمگ کر دیا، اور راجح باطل کی تواضع کا خاص شیوال بکھرا۔

الہنات کا حدیث نبیر | دلیل بند کسی تعارف کا فعلیج نہیں

سلیں عام اہم زبان ہیں، مذہبِ ملت کی بہترین خدمات انجام

دے رہا ہے، خاص نسبہ اور سالانہ لکھانا اکاہ بازاری کے

اس دروس جتنا مشکل ہے وہ بالآخر حضرات سے پوچھیدہ نہیں،

پیش ظریحہ نبیر سیرت و سوت دلفون اعتبار سے بجدوں ایں

قدرت، فہرست مقابین ہی سے اس کی خوبیوں کا اندازہ ہو جائیں

احادیث کی دین میں اہمیت سے اطاعتِ رسول کی اہمیت۔

فتنہ صدیق کی اصلاحیں۔ صاحب اور سنت رسول۔ دخرو

ہ چند نہیں ہیں اس بغیر میں شامل ہونے والے عنوانات

کے ایک، یہ ناک وقت میں جبکہ احادیث کی اہمیت وعظت

شمُّل کے دین کو پورا گردی بنا سکی معلم کو ششیں کیا جائیں ہیں،

”حدیث نبیر“ تیرے کام کی چیز ہے،

صحیح ترین حدیثوں سے اکثر صفات کو زینت دی گئی ہے،

پھر ہم اپنی جگہ مفید اور غریب میں، بخوبی تین یا چار ہوں نکل کے

لئے اس کی افادیت سلسلہ ہے، اللہ تعالیٰ مرتبین دعاشرین کو جزاً نہیں

دے۔

۱۱) احادیث کی دین میں اہمیت“ کے عنوان میں زمانے کے بیرون مصنف

نے محلی تصدیق کا خیال رکھا، صحیح ترین بہ ناجائزی تھا ”رین میں احادیث

کی اہمیت۔“

صفات ۱۵۰۔ ٹائیل دو لگا۔ اس نمبر کی قیمت ہے۔

پنہ۔ دفترِ الحنات، رانیور، یونی، عام سالانہ قیمت ہے۔

از شیخ صدیق، شائع کردہ، نکتہ برائی

فائزہ مسکیت

۱۲) کراچی عل۔ صفات علیہ ساتھ پھر

پسندیدہ اور ملکتہ دان فرائیں سے حاصل کرنے کی امانت اسلام نہیں دیت، وہ کیونکہ زم کی طرح بھی اس نظریہ کو تسلیم نہیں کر سکتا مقصود کے حصول کی خاطر بہتر، انصاف اور بہرخاشت و ناتست عنین مزافت سے۔

”فلسفہ ملکیت“ میں نصیم صاحب نے نہایت خوبی و تکمیلگی سے اسلامی مسئلہ ملکیت کا تجزیہ کیا ہے اور ساتھا تھہ زان حاضر کے ”نظریات ملکیت“ پر ضروری تکمیلگری ہے، چند جزوں اور ملکیت مالا ملکیت مالیات اجتماعی کے لئے۔ سرمایہ داری اور اسلام کے نظام ملکیت میں فرق۔ اسلام کے مزاج اور قومی ملکیت میں مذاقات۔ قومی ملکیت کے اپنے مقاصد۔ عدم مددات پرستور۔ انسان کی معنویت جیوال ۹۔ دغیرہ

الله تعالیٰ مصنعت کو جزاۓ خیر دے، بالدوں اور پریکر کو ایسی مفید کنیوں کی پے صدر دست ہے، نام الربجاۓ ”فلسفہ ملکیت“ کے ”ملکیت“ ہوتا تو قبیلہ بصریہ تما، کیونکہ اسلامی نظریات کا مزاج فلسفہ تو متواری نہیں، اور اس نظریات کے ساتھ چوتھوں رات والیست جس وہ اسلامی مسائل کے غالباً میں مذاقات دلیلیت پر بنتا رہ جکے باشکتیں۔ نصیم صاحب، افہام افسیم میں، نہایت ذہانت و جاہیت کا مظاہر ہے کرتے ہوئے بھی ادب الشارع سے گھیں کہیں کہیں ہرست ناکم کی پے افتخار برستہوں، ان کی شایدیں ان کے بہترین اسلامی انسانوں، افسوس تبریزی لکھوں میں بھی عام ہیں، ہمیں یقین ہے کہ اگر وہ لاپرواٹی سے کام نہیں تو یقین بہ اساسی دوسرہ مکانے۔

تعریف الخواجہ مواضع محضیں نہ دی۔ اخناز و سکیل عبدالماجد نوودی، صفات ۱۳۶۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ توزیع سائز چھوٹا دیگر درپر۔ مذکورہ نوادی تبریزی۔ ملکتے کے کام و مدد اور اصلاح نہادہ العلیہ لکھئے کہ وقت میں عربی مکھانے کے لئے اردو میں یہیت اسی کتابیں لکھی گئی ہیں اور بھی جاہی ہیں، ان کی افادیت جیشیت وقت کی تجھیں کر کے بینا کر کیں کی خصوصیت کی حاصل اور کس کی کوپڑا کرنے والی ہے، صرف یہ کافی وقت چاہتا ہے بلکہ اس کے لئے تعلیم کی عملی واقعیت اور تجربہ بھی ضروری ہے، ہم یہیں تہجیان طالب علم اس پر مصراوی رائے نہیں دے سکتے، کتاب کے پیش نہذمیں حضرت ابوالحسن علی عدی سے واضح فرمایا ہے کہ ”تعریف الخواجہ“ میں قواعد کی نظری تضمیم سے زیادہ

دو سکھے وہ جو اسلام کی صداقت و حقایقت کے غیر ترزیل القیں گھرے علم، اور عزم و تجہت کیسا تھا حقت دو ماخل کی طبع کاریوں سے مرووب ہے لیکن ایسے اصول و افریاد پریش کرنے ہوئے اگر تھے جو اہم اموریں، اصل اور فرع ہر لفاظ سے خالص اسلامی سکھے جن میں دعاواری اور صحت نظر کی خاطر جدروں ایسی کو صحت دینے اور باطل سے رحمات برئے کی کوئی کنجائیں نہیں تھیں، جو اپنی پرانی بنیادوں پر مجھے رہنے میں طعنہ رجحت پسندی اور قیادیت کی پیشیوں سے نہیں شرمسار تھے۔

زیر تبصرہ کتاب ”فلسفہ ملکیت“ کے مصنف نعیم صدیقی دوسری قسم کے لوگوں میں سے ہیں، وہ ایک طرف زمانہ حاضر کے تھا انسوں اور اسلام کو معقول طلبیوں پر پیش کرنے کے طلبیوں سے پوری طرح مافق ہیں، وہ سری طرف وہ ایک سکھ کے لئے بھی باطل کی ایسے تکریب یا حصول کو جو آج کی دنیا میں غالب اور علمی و مقدار سمجھا جاتا ہے صحت سائنس کے لئے تیار نہیں، راس کی پاسداری اور رحماتی میں اسلامی افکار و اصول کی کثریت پہنچ سکتے ہیں، چنانچہ موجہ وہ زمانے، قومی ملکیت، عوامی ریاست، فلاہی اسٹیٹ، ساروں نے قیادہ اور مشترکہ ملکیت کے جو دلغمیر پر رنگ برپے ہا فیض نظر اور جیلے افریاد اصول پیش کئے ہیں، ان کے قدم بر قدم چلتے، اور ترقی پسندی کا افزاں حاصل کریں گے فاطمہ صاحبیت اسلامی نظریہ ملکیت پر احتجاج دو چارہ کا تاثر نہیں چلا یا بلکہ جدید دنیا کے حالت قائم نظریہ اسلام ملکیت“ سی سلسلہ پیش کیا ہے جیسا کہ وہ ہے اور جیسا کہ وہ ہوتا ہے، کیا انہیں کہ کافی ہے کہ اجنبی ملکیت کی خاطر در حاضر کے ملکوں الفخر اور حقوق کی پامی اور خالما نہ جیرد کر کہ کوپڑا تکف انتشار فرمائیتے ہیں اور افواہ کے ٹوٹن سے ملکیت کے صارفی پر عزیز اور عرضی مشباہ کی سرخی پیدا کر سکتے تو بصورت اصطلاحی اور افسوس ہنوانی کا سہماں لیتھریہ اسلام اس قضاۃ و درجی اور ”علماء الرعایا“ کے پیش نہیں کرتا وہ یہ نہیں ساتھاک ایک مثالی سوسائٹی جانشی کی خاطر اور اقتصادی ملک کومن سائی بینا دوں پر جل کر سکتے ہے افراد سے جس طرح چاہو اس حق ملکیت کوچھیں نوجوانی سے آج تک اس کی جیش کا لفڑا اسے اور اس کی قدرتی آغاز ہے۔ ملکت کی جویی مصالح اور معماشی تو اوانی پہنچ ایک پسندیدہ شی ہے، لیکن اس پسندیدہ شی کو اہمیتی غصیر

اس جواب سے ایک طرف اسلام کے "تازان رحم" کی تندیط و تحریر مترشح ہے، تو دوسری طرف دنیا کے متعدد آئین تعمیرات کی بینا دیں تو زبانی ہیں، الفاظ اسی نامنگ کے اعتبار سے یہ جواب اکتا ہی ہے، متناسب ہو یہکہ علم و قلم کی بارگاہ ہیں اس کی حقیقت اس جواب سے زیادہ نہیں جزو و جہاں کے لفظوں مارے جائیوں لے شوہر کی بیوہ کو دیا گیا تھا۔

"اس نے تیرساہاں اجاڑا تو اس کا سباؤگ امداد، اس نے تیرساہاں کیا تو اس کے شوہر کو قتل کر!" اس جواب پر جذباتی ہدایت کیا دیں تو دی جا سکتی ہیں لیکن عقل و دل کے حضور اس کی کوئی وقت نہیں ہے، دنیا کے کسی قوت کو اون ۲۱ سے نہیں مانتے؟

اگر یو جملے دینے ہوئے سمجھ کروں جو اون جرم وہ زکا استون مان لیا جائے تو صرف "جسم" کی پر زدنیں پر تی بلکہ اس سے نکالی اور غیر ملکی قوانین نجٹ کے بل ار پہنچیں۔

ہم ادارہ مسماں سے گزارش کریں گے لذاقاب یہاں ملائی نقطہ نظر کو جوڑ دیں، دوسرے مکاتیب پر نکر کے لعنة معتقدات فظریات بے شک اصلاحی و تغیری ہو سکتے ہیں، لیکن ہن انہی کوئیں کے نازل کردہ احکام سے جو غیرہ وصول گھرانے والے افراد اصلاح کا حاصل نہیں ہو سکتا۔

"مسار" کا مطالعہ اور ارادہ یقیناً اپنی ذوق کا فرض سے ایسے غیر و پیچ پر چوں کو زندہ رہتا چاہتے۔

ایک تازہ خط:-

۴۵ء جنوری:- جزئی جواب تیرج مرستہ، والمشیخ حافظ

وام ہر کم:- خدمت عالی ہیں عرض کناؤں ہوں کہ اپنکا "سرد تیرج" میرے اصریرے احباب کے استعمال سے نہایت ہی غیر ثابت ہو اہم ہیں لکھا تو دل سے شکو ہوں اور خدمت ہیں عرض گناہ ہوں کہ رکھ کر ایک توں سردوں تکھٹا۔ "یقین صوبہ ریاست وی پی امرال فرمائی تھی کہ اون دن جمعہ اخراج و مدد و مقرر صیبہ مولیٰ مدرسہ مفتا، بہشت امیری، دکھانگر تھیں، قلعہ براہی

علیٰ قید کا خیال رکھا گیا ہے، فاکس اسی مطالعہ کر کے اس دھاخت کی آزادی کی توہین کرنے کی تدبیج اور اسماں کے درویسٹ کو طلباء کی عملی ضروریات سے بہت ہم آہنگ پایا پیدا ہصوصیت یہ ہے کہ تمام انسانی ہیں دنیٰ اور مذہبی فضائی علیٰ ہے، جس کا اثر طلباء پر غیر شوری طور پر نہایت اچھا پڑانا لازمی ہے، عربی سیکھنے کے شائین فائدے اٹھاتے ہیں۔

ماہناہ معاشر لکھنؤ مرتبہ:- کاشف الدجولی دجال علیٰ معاشر قیمت چار روپے، فیروزہ ۶/- مقام اشاعت ہجور لکھنؤ -

اصحاب ذوق کی سیراتی سکھنے یوں تو شمارہ جزا مکروہ سائی فلکتے ہیں، لیکن ایسا رسمیاً کہ "مسار" چیز شایدیج کے اور دلکش ہیں، ایک بھی نہیں، ہنر و پاکستان کے عالمیاری سماں سے اتفاق کئے ہوئے پہترین ٹھیک دادی شہ پاروں کا ڈا جگست۔ گلدستہ! لکھائی چھپائی بھی اور اس تھاں بھی مقول، ہصوصیت لکھائی پاکیزہ گی وغیرہ پیدا کیا جا طریکہ تھا کیا ماہناہ مشاہد اور کے لئے یہ بہت ہی خاص چیز ہے، ادا ذوق کی ساخت ایسی سیاسی تراشہ بھی منکر ہیں۔

مارچ ۱۹۷۰ کے شمارے میں مظہرات کی "کتابت" میں جب طرح کی جدت نظر آتی، خطو گزرا اور خط و رسمی سے لیکر "خط" بے نام" لگ کارے ہیں تتم الخط استعمال کر دے گئے ہیں، شکریہ مرتضیٰ کو اس جدت کی بیت زمیر کا جلا احساس ہو گیا اور اپریل کا شمارہ اس سے پاک ہے۔

اپریل کے شمارہ میں بلوت نگہ کا "پہلا پھر" ہیں بیت کھنکا، انجیل کے افسوس کو بلوت نگہ میں باطل انظری کی تائید تو شیخ ہیں اپاٹے خاروپ دریا ہے اس سے ہمیں کوئی سر کا دار ہوتا اگر اسے "مسار" میں منتخب ڈکیا جاتا، کے ہمیں سوچوں کی انہیں میں تو شیخ ہر جکی ہیں، جب تک ایک ایک ترین کو الگ رچھا نہ دیا جائے کسی بھی حصہ پر اعتماد کیا جائے، افاذیہ ٹکر کر ایک رازیخورت کو لوگ تاون موسوی کے سلطانی سگ سار کرنے کو لائے اس پر چاہئے کہا۔ "تمیں سے جس نہ کوئی گناہ نہ کیا ہو وہ اسکو پہلا پھر رہے ہے۔"

زورِ باطل

محمد سماق حافظ، سہار پوری

تمہاری یاد سے دل کو وہ اٹھیاں حاصل ہے
کہ لاکھوں آفیں ہیں پھر بھی نیکن ملٹشیون ولے
جہاں سیں اہل حق کے واسطے ہر سخت مشکل ہے
جذبہ دیکھتا ہوں میں ادھر پی زورِ باطل ہے
سینہ دوب جائے جس جگہ سمجھو وہ ساصل ہے
تھیں پار ہوئے کا علطہ ہے بھر الفنت میں
خدا را قابلہ والوں کہیں دھو کا نہ کھا جانا
ا سے متزل نہ کھویہ لشانِ راؤ منزل ہے
مری عادت ہے موجویہ میں رکھ کھیلتے رہنا
خدا را خوف طوفان ہے نہ جھکوٹھر ساحل ہے
یہ سب رنگیں ہیں قمیں کے حسنِ تختیل کی
نہ صحراء ہے نہ ناقہ ہے، نہ لیلی ہے نہ محل ہے
یہ کیوں دست دگریاں ہیں ہم رنداں بیخنا نہ
بتابا گڈا ہوا کیوں آج ساقی رنگبِ محفل ہے
یہ تہبا حافظ نا شاد ہی شاکی نہیں تیرا
ترے الطوار سے ساقی ہر کوئی خوار بدولے

منظور عظی

غزل

بہرہ بہرہ بہرہ بہرہ بہرہ

دعا شمارہ فاؤں سے ہیا رکرتے ہیں
سکونِ قلب جگوند برپا رکرتے ہیں
و خداں ہیں تلاشی بہرا رکرتے ہیں
لیئے ہیں "شمعِ برات" ہم اپنے ہاتھوں
ہم اپنی فتحی جوانی نشا رکرتے ہیں
چلے ہیں کشمکش خیر و شر بلا تی ہے
یہ نظامِ خدا ہی نہیں ہے اس کہیں
ہم اپنی بھی بار بار رکرتے ہیں
بہت سچل کے چلروڑا و نندگانی پر
ہم اپنی خوشی سے وہ سزا و قدر دار کر رہیں
ہم اپنے جان کی جرأت کا پہچنا کیا ہے
سیاہ اور اسناک رات میں منظسر
"طلوعِ مہسم" کام انتشار رکرتے ہیں

عنوانِ الکلام

عنوانِ حیتی مٹھکوری

زندگی رخ بدل گئی شاید
قلم کے سانچے میں ڈھونگئی شاید
بیویوں کی بات اور حواس
بیوں کی بیوں میں بھل گئی شاید
وہ اپنی پر بڑی سپیدی کی
شپتا لارک ڈھن گئی شاید
میکدہ میں پاپائے اک عشہ
زندہ ساتی میں چلس گئی شاید
فضلِ گل چال چال چس گئی شاید
اہل گلشن ہیں با غاباں کیلان
سارے گلار اور گردشی دو را !
میری قسمت بدل گئی شاید
ساری دنیا بدل گئی شاید
آپا بدلے سے اُسے ہی نظر
ساری دنیا بدل گئی شاید
لجنیں جیں تیر شرق کی لہسیں
یاد کروٹ بدل گئی شاید
آج دیوار سبھی بیں چپ چپ
کچھ طبیعت بھسل گئی شاید
ہر قدم پر چہ دہبروں کا چوام
رہر فر رخ بدل گئی شاید
جاری ہیں وہ اٹھ کے ایں سے
میری حالت بدل گئی شاید

دل میں عنوانِ حشر برپا ہے
پھر تنا بھل گئی شاید

غزل

شم تویدِ عثمانی

کبھی دسائی کی دعوت اور نکھیف کرم دین گے
چشمِ ہن کی فرازش میں دے کیتے داوم دین گے
انہیوں کے مقابل جورہ مترل پر دم دین گے
طروعِ صبح کے جلوے خرچ شامِ عشم دین گے
ستھے زندگی کو اخراج خواب عدم دین گے
بہت دین گے سرتے جرم ہتھی پھر بھی کرم دین گے
غمِ دل "غمِ دنال" شے رنجی ہو ہی مبتے کا
خراں کی نامادی کو بہبادری کی نسم دین گے
پرستش سے بنا دت بھی بنا دت کی پرستش ہے
پرانے ذکر کے دشمن سنتے در در و حرم دین گے
تناہیک معرفتِ تناہی در جسم میں لیکن
جنت کی خوشی کو وہ خود ہی زیر دم دین گے

اوپ لوک کے معاون خطاب

(دان اسلام الفداری شفیق)

اگاہ ہے وہ فلسفہ شانِ خودی سے
حردم رہ گا کرم لم نیز لی سے
کر عشق تو پیز بسر عالی نصی سے
الفت ہے تجھے کہوں اوپ لو ہبھی سے
جام سئے تو حیدر سے رغبت نہیں بھسکو
دن رہگذر وحدتِ اسلام کارا ہی
اسلام سرِ حشر شفاعت کی ہے امید
اک سیتی میں مردیِ الحسری سے ...

الوس جو ہے اسوہ خیر البشری سے
کچھ اُس عہد جس کو رسول عصری سے
الفت ہے تجھے کہوں اوپ لو ہبھی سے
جام سئے تو حیدر سے رغبت نہیں بھسکو
بن رہگذر وحدتِ اسلام کارا ہی

ترجمہ والے

قرآن: مترجمہ حضرت شیخ المہمند
تفسیر علامہ شیخ احمد غمانی۔ یہ قرآن اپنی شہرت و تقویت
کے باعث کئی تفاسیر کا مقام نہیں۔ آج تک کے تمام مترجم و محقق
قراؤں میں اسکی خصیت تاریخیں چاندی ہیں جو حسن بریت کی سماں
حسن صورت بھی کم نہیں ہیں تاہم رجب اور حوثی سبکے سب باکے
چھپے ہوئے متن کی زمینی خانی بلا کوں کی انجامی ہوئی۔

ہر یہ مغلہ میں روپے (مجلد اعلیٰ) تیرہ روپے

قرآن: مترجمہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی۔
مع حاشیہ فیدہ۔ با خضرات خوب جانتے ہیں کہ مولا نا
تحانوی کا اسم گرامی آج لیکے بعد کسی تعارف کی ضرورت نہیں
رہتی ہے ملکان حضرت کے ترجیح پر مکمل اعتماد کرتا ہے۔ مزید خوبی
اس قرآن کی یہ ہے کہ شروع میں چند صفحہ پیشہ شان میں ہیں
جن سے ٹھہرے والے بجد فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تاریخ مصحف
جغرافیہ قرآن قصص القرآن حکم و مشاہد احکام القرآن۔ تاریخ
قرآن۔ تعداد کلمات و حروف قرآن و تعداد حرکات و مکانات
سورتوں کی فہرست یہ سب مضمایں علمی اردو میں ہیں۔

کاغذ سفید۔ لکھائی چھپائی روشن۔ زمین خانی۔

ہر یہ مجلد کریمؒ دس روپے (مجلد اعلیٰ تیرہ روپے)



بلاتر تحریب

قرآن: شاندار علکسی۔ ہر صفحہ پر خوش نامہں۔
حروف مکمل کھلے روشن۔ کاغذ سفید۔ تائیں دلکش
رنگیں۔ حرکات نہایت عملگی سے دیئے ہوئے۔
صحت میں بنے نظیر۔ چھپائی میں اعلیٰ۔ جلد کرچی ہے
شہری ڈالی ہے۔

ہر یہ نور و روپے آٹھ آنے

قرآن: ستار و روشن حروف

زبر زیر نہایت موزونیت سے لگے ہوئے حروف
صفاف روشن۔

بچوں اور موٹی سکاہ و الوں کے لئے خصوصی
چیز ہے۔ کلم خرچ بالائیں۔ ہر صفحہ آیت پر ختم
ہوتا ہے۔

ہر یہ مجلد کریمؒ پاچ روپے

مکتبہ محلی سے کتابیں خرید کر نینی خدمت میں بات ٹھانیے

قصص القرآن

ایک عظیم الشان غربی اور علیٰ ذخیرہ اردو زبان میں
حقدار اول، پھر امام علیٰ السلام سی سیکھ حضرت ہوئی و بار دوئی
لائکن تم پیغمبر کے مکالم جان و داعش۔ قیامت چھپے۔
حصہ دو، حضرت یوسف علیٰ السلام سی سیکھ حضرت بھی علیٰ السلام
لائکن تم پیغمبر و مکالم جان و داعش اور ان کی دعوت حق کی
حقیقت اثربرخ و تغیر فیضہ صرف تین رکھے۔

حصہ سوم، اصحاب ایک ارثی محاب القبر نے صاحب بست صاحبیت
بیت المقدس رہیہ اصحاب الامداد صاحبیت علیٰ محاصل الحجۃ والغیر
اور صلیکوں کی سبادویں عزم وغیرہ قصص القرآن کی مکمل و
حقیقت افسوس قیمت صحر حضرت چارم حضرت مسیحی اور حضرت
نما انسانی علیمہ السلام کی مکمل مفتخر مالا قیمت پھر ویں اٹھانے
قیمت پیغمبر مسیح علیہ السلام کی مکمل مفتخر مالا قیمت پھر ویں اٹھانے

کامل و مکمل بہشتی زیور

روزمرہ کے معاشر میں سیمیج ترعیٰ ہمالی کیک اس
مشہور زندگانی کتاب کا ہر سیان گھر میں رہنا ضروری ہے۔
ہر سیان ۱۰ ص. سامنے، توں کیک لے یا کس خدا بے ہنسے لے جائی
میڈیا علائی جی کر کے ہیں، مٹا کشیدہ کاری طبیبیوی
سمولاتی کسی دوائی حضرت وغیرہ وغیرہ
کاغذ کی بست و خباعت عمدہ میکن گیارہ حصہ۔

تمہست غیر مجدد پندرہ روپے
مجلد شترہ روپے

حقیقت قادریان مسلم پاک طبک

قادیانی نہ ہب ایک باطل نہ ہبے جو اسلام کا جامین پنکڑ دیتا ہے
قادیانیوں کے عجیب تریک و عجیس و میلوں و دردی اجتہادوں کی عقول کیفیت اور
اسکے مقابلے میں صحیح عقائد اور قرآنی دلیلوں کی بیان اگر لڑا حظ فرمانا چاہیں تو۔
مسلم پاک طبک کا مطابعہ فرمائیے صفحات دو ہے، قیمت ہر درج بینڈ ۱۰ روپے

ترجمانِ السنتہ

ارشاد است بیوی کا جامع اور مستند فرمی را در دو نمبر
جلد اول و اردو بہ آئندہ مادت کے پڑھنا تو ان نفس
ترجم کو ساروں کی سچی باتاں کارنا ممکن نہیں ایں۔ یہاں موضع پر
”ترجمانِ اسناد“ کے نام سے حدیث صفت کا تحریر شان سے
شروع ہی گئی ہے حدیثی اہل عقاید، عقاب، صافہ مسلمین امام
نامہ تحریر اور تصریحی نہیں۔ شروع ہیں لیکن شہزادہ شیخ جس جس
ارشاد است بیوی کی اہمیت اور احادیث کے مرتباً مانع ہو سیئی
بھائی علاوه تدوین صفاتی کی تاریخ اور مقام اور مالک اور محدث اور
امم میں عنوان اپنے تفصیلی ہم ایگی، جو بعض شہزادہ حدیث دیکھیں
امت کے مالک ہیں اس کو گھٹے ہیں۔ ہمیں سببِ احمد، مسیح
جلد اول، صفاتی جوہ جانے کے باعث ترجیمان اس کو جیسا
محض جلد و تہذیب کیا گیا، جانی جعلیانی کے سلسلہ اہل اسلام
کے نام امام، امام، حجابت پرچلت ہے جو پیدا ہوا تو یہاں سبکے جزوں
ہو۔ نوادرپے افسوس گیا، افسوس۔

علامات قیامت

مدینہ - حضرت شہزادی فیض الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
قیامت کے اور کس طرح اسیگی مفضل حواب قرآن و حدیث
کی روشنی میں۔ قیمت ۲۰

آداب الہبی

حج الاسلام امام فرازی کا ایک بہان افرید سال
جسیں اس حضرت ملی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق شکل
اور حلیہ غرضیں و سحر و سوت پر برداشت اقتدار و سلامت کی میاث
صحیح کئے ہیں۔ ہمیں حرف ۱۰

اماً اعظم ابوحنیفہ کی مفضل سوانح حیات

سیرہ النعمان (درادو)

مسلمانوں کی اکثریت نامہ ابوحنیفہ کی بیوی ہے لیکن کم
وگ ہیں جو دو بیوی کے اس طبق حملہ کی سوار خیز احکماً و اقواف
ہوں۔ ”سیرہ النعمان“ اسی کی کوئی اگر تی ہے، اس میں
آپ کی زندگی کے مفضل عالات اور تجربہ یا ان اخواز و اتفاق
اور بہتر ترک دلچسپ کو افاقت جمع کرنے کے ہیں۔ تجربت غیر موقوف
زمجدستی۔

روزمرہ کی دعائیں

برچھوپی بڑی میں نادر ہر وقت کی ضروریات کیلئے نہ داشت
رعائیں کا چھوڑ جو احادیث صحیح سے مرتب کیا گیا ہے۔
زندگی کی لفڑی نامی می ضروریات اور علاالت و
معنوں کی تعلیم سعیہ و مفتونہ، عائیں جمع کردی گئی ہیں۔
کافر نہ کرن بہت دلیافت تھیں واعظی۔ وہ یہ مجدد عمر

علمیات کی کنجی

جو اہم کے اصولی

جو اہم اصولی اور دوسری نایاب تھی۔ الفاق کو تجھیں ملکہ الکوہ بر
تو زیر علمیات بیانات دشائیں کر رکھو کہلاتی سیغتیں ہیں۔ بیان
چیزوں کی ترتیب بھر پر چہ دنیا کی سر جا لڑائی و دست کے لئے سیکھی خوب
علمیات و عوییات و چوہیں۔ کوئی اس بھر میں بھروسہ پڑا جائے
تھی مفضل، تقلیل نہیں لکھی گئی۔ اور اس لفڑی کو کہاں ملکی شرکت
بالوں پا کو نہیں۔

جو علمیات پا پڑیں ہے اس نظر پر دشیں

اصلاح الرسم (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نزدیکی کے ہر شعے میں بشارت سیں اور طریقے ایسے رائج ہو گئی ہیں کہ جو حقیقت خیر اسلامی ہیں لیکن ہم لا علی کو سبب انکی برائی سے وقف نہیں۔ ایسے کوسم و روح کی اصلاح کیلئے حضرت علام الاستھن پیغمبرؐ میں بہا تھوڑے بدن عالم فرمیں اُخْرِیں رزار "صفائی مخالفات" بھی شامل ہے۔ کتاب مجلہ ہمچوں خوبصورت ریکارڈ ہیں۔ ہر سی ایک رسویہ بارہ آئے ہیں

تعلیم الدین (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی صاحب بھٹا نوئیؒ بہت آسان اردو میں دین کے ضروری احکامات کی دل نشین تصریحات اسٹرکپ و باغتہ کی قصیر تسوق کے نکات پر علموں اُنگریز لفظوں بیوت قصور شیخ، سلاع اور دیگر احمدیہ بحث خوبصورت مائلہ مر جلد۔ قیمت ۱۰ روپیہ

المصالح العقلیہ

احکام اسلامی کی حکمتیں

گفتار و حافظی کیف صالح ہوگا ان تو گزر کوچہ بانیکیں کا سلسلہ فلان حکم ہیں کیا نکتہ ہے۔ فلاں حکم ہیں کیا بھی ہے۔ حکیم الاستھن "مولانا اشرف علی بنے" المصالح العقلیہ" میں تماز روزہ زکاۃ شکار، بیج و شروع امردیگر صدر یا سور و نیکی کی معاشوں و رباکوں پر دین ہم جلیل ردو میں دشی ہے۔ غیر محدثے (جلد ۲) پر

سیاست المسالک (اردو)

حکیم الاستھن حضرت مولانا اشرف علی صاحب بھٹا نوئیؒ ایم دینی چیزوں شاہیں ہیں جو احتیاط کر کے مسلمان کی نزدیکی صحیح متنے میں اسلامی نزدیکی ہو جاتی ہے۔ جو اہم اصول و عقائد اور اعمال و عبادات مختلف ہیں اسابوں ہیں بھروسے ہوئے ہیں ان کو یاک جائز کے ہر شخص کے لئے تکمیل عقائد اور تکمیل عبادات کی مشکل راہ آسان کر دی کی ہے۔ مجلہ مع خوبصورت درست کریں
قیمت ۱۰ روپیہ

تفسیر الرحمٰن (حضرت اقبال)

مصطفیؒ۔ حضرت مولانا یعقوب الرحمٰن صاحب بھٹانیؒ نے فارقہم اور دلنشیں اسلوب ہیں تفسیر قرآن کا ایمان افزود سلسلہ۔ حضیراً اول اسم الرحمٰن الحمد او رحمة دین کی تغیرہ تو پڑھ پڑھنے ہے بمنتر سے مو قیہ موقع حضرت شاہ علی اللہؒ حضرت مولانا محمد قاسم او دیگر بزرگ علماء کی آراء کا خلاصہ بھی شامل کیا ہے۔
قیمت پانچ روپیہ

رہنمائے قرآن

اسلام اور سنبھلہ اسلام صلم کی زبان میں صاف لکھنے کے نتیجے انہوں کی یہ بالکل مہرید کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ

التوجیہ

اسلام کی توجیہ غایصہ پر ایمان افراد
معلمات کا خزانہ ہے۔

بلوے ایک روپیہ
در



بيان اللسان

عربی اردو ڈکشنری

چھپیں ہزار سے زائد قدیم و جدید عربی
لغات کا جامع و مستند ذخیرہ

چند خصوصیات (۱) ترتیب تسلیم پڑا رتقیم و
جدید عربی لغات و محاورات کا باسخ ذخیرہ۔
(۲) قسم آئین کریم کے تمام لغات و اصطلاحات کا جو عرصہ۔
(۳) مصروفت م وغیرہ میں متن جدید انفاذ کی تعریج۔
(۴) ہر لفظ کی مادہ سے قلع نظر اپنی اصل سورت سے
انگریزی ڈکشنریوں کے طرز پر ترتیب۔
(۵) ہر عربی لفظ پر اعراب۔

(۶) سریع استشتنع عنوان صنوری امور و حدائق و جیمات
و تکریب و تائیث، باب و صلے وغیرہ کی توضیح۔
(۷) لفظ اخصار اندیشہ اور مزکو کا منعماں۔
(۸) زبان سادہ، شکفت۔

(۹) شروع میں قواعد عربی پر مشتمل جامع رسالہ
طبع سوم۔ کتابت و طباعت اعلیٰ۔ کاغذ سفید چکنا مطبوع
سرور و رنگیں۔ صفحات متعدد۔
قیمت غیر جنداً طبع پی۔ بخدا اعلیٰ دس روپیے۔

صبح اللغات

پچاس ہزار سے زائد عربی الفاظ
کی اردو تشریح

یعنی اسناد عربی اردو لغت اپنی خصوصیات کا ظاہر ہیں۔
جو ہائک عربی سے اردو میں لغات کے ترتیب میں اور تعریج کا تعلق ہو اجنبی
اس درود کی کوئی ڈکشنری وجود میں نہیں۔ مایہ اسال کی عصر قریب
اوٹسٹریوں کے بعد یہی قطیعہ کو ایک ہزار سے زائد مصنفوں تیریز میں شامل ہے۔
خطیم الفوز لغت اسی سے ذوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔
المقدار جو عربی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت
کہ سب سے زیادہ جامع اردو لپڑی کمی جاتی ہے۔

صبح اللغات میں تصرف اس کتاب کا پورا عطر
کشید کریں گے۔ مگر اس کی ترتیب ہر عربی لغت کی بہت کم
و مدرسی بلند پایہ اور فرمیں کتابوں سے بھی اخذ و استعمال کی تازیہ
صالحین میں کامیاب نامور مدل کرنے ہے۔ بھیجا تو اس تاریخی
اقرب المدارج، جمیز الالفاظ، نہایہ ابن اثیر، مجعع البخار مفردات
اوہم و مذکوب اگلے بندل فعال محتوى ادارہ صحراء وغیرہ۔

صبحیں اللغات۔ علماء طلباء عربی سے اپنی بخششی کے
امکنی زبان اردو خواں سریکے سنتے ہوئے فہیم ہے۔ جسد جو عربی
کو بسوارت اور مکمل طبق اگر دیکھیں۔ قیمت سو لر روپیے۔

وہ محرابی

مولانا ابوالکلام ازاد کا سبق آنے والے
کے افسانے سے متاثر ہو کر یہ افسانہ لکھا گی
کتاب یہ فرنی حصہ کا اصل بھی شامل ہے
قابل مطالعہ چیز ہے۔
قیمت ۱۰ ر

رہنمای عربی

نہایت آسان عالم فہم انداز میں عربی پڑھنے
لکھنے اور بولنے کے قابلہ پڑھنے یہ کتاب عربی
کے شاگردین کیلئے بہترین اساتذہ کم خرچ
بنا لیتھیں۔ قیمت ایک روپیہ چاراؤنہ
بلاشیں۔

حکایاتِ صلیبہ

صحابی عزیز اور عورتوں بخوبی کے دہجن
آموز و ایمان افزودہ واقعات جن کے مطالعہ
سے روح تازہ اور سینہ کشادہ ہوتا ہے تاہم یہ شرح
حمدہ کتاب و طباعت اور سفید کاغذ۔ جلد پر
خوبصورت گوشہ۔ ہر یہ تین روپے سے
دو روپے والا پلٹش بھی موجود ہے۔

لطیف حادث

عوام پر یا خواص سہرا یا کی زندگی میں
کچھ کچھ لطیف شیش لکھ رہے ہیں بعض شہریوں کو کچھ لطیف
اپنے بھی لکھا فرمائیں اس کتاب سے ہم صفات کی زندگی کی لطیفی
دروج میں نہیں کچھ کچھ میں میں غلامتیں میں مولانا ابوالکلام ازاد کی
اوہ شاہست بخوبی دونوں امور کا انکشاف ہو جائیں جلیل دین اور حسن دین
شہزادہ احمد فرازی میں مولانا ابوالکلام ازاد کا شاہنشاہی بخوبی
کلکتی بخوبی درج ہے۔ سعی گھرست کر۔ قیمت ۲۰

اعجاز القرآن

رسول اللہ میں صرف علیہ شیرخود عثمانی کی معمرہ الاراء ارادہ
قصص۔ ایں علم جلتی ہیں کیا لا اور ہر صفت بخراج العلوم و تکمیل سائنس میں
علم کے بھی بادشاہ سمجھے۔ اندراز میان علم فہم و پیداوار و درود لالائیں
استبدال مکن۔ غریب ایکی تحریر میں مذکور، کتاب میں دشمن مسلم
معجزہ ایجاد کیا گیا تھا جو میں مولانا ابوالکلام ازاد کا شاہنشاہی بخوبی
اعجاز القرآن میں ملاحظہ فرمائی۔ ہر ۲۰

شہید اعظم حضرت امام حسین

لے کر بڑی قلک اور حملہ کوڑھوں پر تکلی ہر تھی لاش جگہ کشند ہوں
اٹھ فارم حضرت مولانا ابوالکلام ازاد، حضرت امام حسین
اور واقعات کریم ایتھلیں تاریخی تحقیقیں اور عصیبر
روایت کا مجموعہ۔ قیمت ایک روپیہ
در

ایک نازک و پچیدہ سوال جو اذل کے ابنا تھا جو اسے

لطفِ حکیم

ایسے۔ علم شیعہ حمد عثمانی کی تصریح بخاری (اردو) کا وہ حضرت آپ کو دکھائیں جو اس عقدہ کی نقاب کشانی کرتا ہے عام فہم زبان میں دلنشیں لائل اور تقدیر کی الحجنوں کا حل۔ آپ مان جائیں گے کہ "تقدیر" کے موضوع پر آجتنا اس سے بہتر گفتگو آپ نے نہیں سنی۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمارہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے

السان کی حقیقت

از جو امام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں انسان کی حقیقت پر ایمان اور کلام صفحات ۲۰۔ قیمت ۶ روپیہ

فصل امام غزالی

امام غزالی کی تحریر کردہ چند فاصلہ صفحات کوڑہ میں دریافت کیا۔ قیمت ۳ روپیہ

بیان السنۃ والجماعۃ

امام الحدیث حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تحریر مسکوٰ جامع تصنیف کا سنیس اور ترجمہ۔ جیسا کہ امام سیوطی اس کتاب میں اپنی سنت و مکالمات کے بنیادی ففائد کا بیان ہے۔

قیمت دس آنے

اسلام کے اہم عقائد

کتاب الوصیت

امیر۔ امام اعظم حضرت ابو عینیقہ رحمۃ اللہ علیہ بعض اہم اصول و عقائد کی تشریح۔ زبان عام فہم شیعہ صفحات ۱۵۔ قیمت ایک روپیہ عرض

فقہ الکبر

امیر۔ امام اعظم ابو عینیقہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ عام فہم دلنشیں۔ قیمت ۸ روپیہ

الفاروق

مصنفہ مولانا شمسی علیہ الرحمۃ

حضرت فرقہ قادریؒ کی سیرت، احادیث اور کارناموں پر مشتمل یک بانی علم
میں قسمی تصور ڈھنپور ہوئی وہ محتاج بیان نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا اعلیٰ علم
اعظم اور عالمِ حیل کی نسبتی اور درودیہ غلافت کی تفصیل "الفاروق" سے زیادہ ہو رکی
اوہ وہ کتاب ہے جس کی نسبتی، نصفت اپنے کی سیرت اور اخلاقی و فضائل کا بیان ہے بلکہ
اپنے کے مغلکائے ہوتے ہیں خلافت کے حیرت اگیر و اعجابت اپنے کی علمی قانونی اور
تہذیب کا رئیس اور جگی معرفوں کی صحیح تفصیلیں شامل کتاب ہیں۔
اسلامی تاریخ کے سبکے زریعنی دور کی معتبر تاریخ جاتی گیلے "الفاروق"
ابنی شہم کی واحد تصنیع ہے۔

ازادہ ایڈیشن مجلد مع ڈسٹرکٹ کو۔ خیرت چھروپے

مما ریخ دلو بند

اسلامی علوم و فنون کی ایک شاذ اور روکی تاریخ
دلو بند اور دارالعلوم دلو بند کے علمی دنیا بھی علاالت
کا دلکشیم قع اور اسلامی علوم و فنون کے ایک زریعنی
اورت نداراد و کی تاریخ جو سوسکے قریب پھیپھی
دری ہے اور تاریخی عنوانات پر مشتمل ہے۔

چند عنوانات میں یونہنکی وجہیہ تداست دوسرے کچھ پ
تاریخی مثالاً قدم عمارتوں کی تاریخی، ساٹکنڈ کوہ اور علوم کی، وسائل
زندگی اور اسکی ثقہ و اتفاقوں کی جست تہرا رائج پڑکوئی وہ انوں کی تعارف
والا علوم کی تکمیل و انسانی مصتبیت، اعلیٰ یونہنکی ممان کا کہ تو اور مولانا
والا علوم کی تکمیل یعنی صادقاً و اثبات، اکابر علمیہ والان عالم کی وائی
حیثت عالم، مع ڈسٹرکٹ کی صرف ہو دروپے

مصطفیٰ میخ لانا سید سلیمان ندوی

۱۹۲۳ء میخات پر مشتمل ہولانا سید سلیمان ندوی کے
خاص ایاض اور معاشرہ اور صفات میں کافی مجموعہ
ہیں فرماتیں مطالعہ کی چیز ہے۔
میں اعلیٰ درجہ کے معلومات سے برپا
مصطفیٰ گوہا بیس قسمی موتی ایک دشمنیں
برد دیکھے گئے ہیں۔

قیمت غیر محلہ پار کی پے
محلہ پائیں رہ دے صر
عاصمہ: جمیلہ مصطفیٰ

DURR-E-NAJAF

دُرُّ نَجَفٍ وَ مَلَكٌ
او ایں سزا کی باشندہ
اسیں ضبوطی مصبوطاً خواں

دھانته مصبوطاً خواں
او ایں سزا کی باشندہ
اسیں ضبوطی

- درست نگاہ وائے بھی اسے استعمال کرتے ہیں، یکوئی بخیری عنتر کا نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- پہایات ساتھ بھی جاتی ہیں۔ محمد پینک ضبوطاً اور تازہ نوٹ۔
- خالص جستی کی سیائی سلانی ۲ روپیں طلب کیجئے۔

دُرُّ نَجَفٍ وَ مَلَكٌ

- انہے پن کے سوا آنکھوں کی نامہ بیانیوں کا تیرہ بیف علاج دھند، سوتیا، جالا، روندا، پڑپال اور سرفی وغیرہ کے نفع میں امداد۔
- باہر سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

چند تعریفی خطوط کی نقليں ملاحظہ فرمائیے

بیانے والے دو ٹکارے اس سر کو استعمال کریں۔

ذکر ظفر پار خال حشائش علم مرداباد و ببر کو اس

شیخ الحدیث حضرت رحماء حسین احمد صاحب نہ ان

حداد رحیمیہ غلام احمد صاحب

سرم بخاف آنکھوں کی بیاریوں کی بہت فائیہ مند ہے

اس کی توصیف ہے، آپ کا سر اس وجہ میں ہے کہ سر بخاف آنکھوں کی بیاریوں کی بہت فائیہ مند ہے

یہی سے سر بخاف کا سوال کیا ہے، میں نے بہت سے آنکھوں پر استعمال کیا۔ اس کے

خانہ بدار ہو لوی حاجی عجم محمد علی خال حشائش اس کی تصدیق کروں گا۔

حکیم کنہیا اللال صاحب ویہ بہاریوں

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی و تحریر فربتیہ

میں نے سر بخاف استعمال کیا اور درسرے اخڑا، کو

سر بخاف کو فراہم کیا جائی اور اس کے استعمال کے ان کو فائدہ کیا جائی سر بخاف آنکھوں کے اڑاض کے

لئے سب سے اچھا اور بہتر سے پایا۔ مجھے ایدیہ سے کچھ

واسطہ تباہت میں ہے۔ ہم پہلک سے سفارش کریا جوں

لے اسکے استعمال سے فائدہ ملھائیں۔

زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔

مولانا فاروقی محمد طیب حنفیہ حنفیہ احمد احمد و بہادر طاریہ

میں نے سر بخاف استعمال کیا آنکھوں کو تقویت اور جالانی

ایف، آر، سی، بی، ایں، ڈیں، ہارہرہ

میں نے سر بخاف کو اپنے بہت سے مرضیوں پر استعمال کیا

آنکھوں کے اڑاض جس پر بخاف کے

سر بخاف استعمال کر کے اسی تجھر پیچھے جس پر بخاف کے

ہستہ وستان کا پتہ، دار الفیض رحمانی دیوبند، ضلع سہارنپور، یو، پی

پاکستان کا پتہ، شیخ سالم احمد صاحب ۷۷ جٹ لینڈ لائزر کراچی، پاکستان، مختار اس پر فریت سر بخاف حسروں اک، دا کر کے بھی سنی آڑ، میں بھیج دیں